مطالعۂ مہدویت

مہدوی قوم کی معتبر کتابوں کی روشنی میں ان کے عقائد کا مطالعہ

معہ تاثرات علمائے اسلام

ترتیب

مولانا محمد عبدالقوی

نوٹ: اس کتاب کے مطبوعہ ایڈیشن میں مہدوی عقائد کی جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے ہیں اس کے شروع میں اس کا سرورق بھی دیا گیا ہے جو صفحات کی تعداد میں شامل نہیں۔ اس لحاظ سے قارئین مطبوعہ کتاب اور PDF فائل میں صفحات کا فرق پائینگے۔

ناشر:

برکات بکڈپو
Barakaath Book Depot

17-1-391/2/M/1, Khaja-Bagh, Sayeedabad, Hyderabad.

باسمہٖ تعالیٰ

تفصیلاتِ طباعت

نام کتاب	مطالعۂ مہدویت
مصنف	حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ
صفحات	۱۳۸
قیمت	65/-
کمپوزنگ	سید خواجہ نصیرالدین قاسمی
سرورق وطباعت	اے آر پرنٹرس، 9849766790
ناشر	برکات بکڈپو، خواجہ باغ، سعید آباد، حیدرآباد

ملنے کے پتے

اے پی: مکتبہ فیض ابرار نزد مسجد اکبری اکبر باغ، حیدرآباد۔ ۳۶

ادارہ اشرف العلوم خواجہ باغ کالونی، سعید آباد، حیدرآباد۔ ۵۹

یوپی: مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، شعبہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

مہاراشٹر: مولانا مفتی محمد یعقوب صاحب، مدرسہ خیرالمدارس، چودھری نگر ضلع لاتور

کرناٹک: مکتبہ دینیات نزد مدرسہ شاہ ولی اللہ، کیانری روڈ، بنگلور۔۵، 080-32406733

تمل ناڈو: مولانا مفتی سبیل احمد صاحب قاسمی، مدرسہ رفیق العلوم، آمبور، ضلع ویلور

گجرات: دفتر جمعیۃ علماء ہند (گجرات) ریلیف روڈ، ضلع احمد آباد

فہرست مشمولات

۱	انتساب	۴
۲	پیش گفتار	۵
۲	خط بنام مرشدین قوم مہدویت	۶
۳	خط بنام علماء اسلام	۱۰
۴	تاثرات علماء اسلام	۱۱
۵	مقدمہ	۲۹
۶	گذارش احوال واقعی	۴۱
۷	کچھ شواہد الولایت کے بارے میں	۴۸
۸	اقتباسات از شواہد الولایت	۵۰
۹	اقتباسات از حجة المنصفین	۹۸
۱۰	اقتباسات از بینة اللّٰہ	۱۰۱
۱۱	اقتباسات از انصاف نامہ	۱۱۰
۱۲	اقتباسات از جامع الاصول	۱۱۶
۱۳	اقتباسات از پنج فضائل	۱۲۱
۱۴	اقتباسات از رسالہ خصائص امام مہدی	۱۲۶
۱۵	اقتباسات از رسالہ ہژدہ آیات	۱۲۸
۱۶	ایک پیغام مہدوی بھائیوں کے نام	۱۳۲
۱۷	امام مہدی اور محمد جونپوری کا تقابل وموازنہ	۱۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

ان نوجوانوں اور بزرگوں کے نام!

☆ جنکی غیرت ایمانی اور محبت نبویؐ انہیں ہر خلافِ شرع اور خلافِ سنت کلام اور کام سے دور کر دیتی ہے۔

☆ جو جادۂ مستقیم کی تلاش اور اس پر ثبات میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور اذیت رساں کی اذیت سے نہیں گھبراتے۔

☆ جو سیدنا وسیدِ وُلدِ آدم حضرت محمد ﷺ کی غلامی پر کسی نسبت کسی عظمت اور کسی دولت کو ترجیح نہیں دیتے۔

☆ جن کا عقیدہ وعمل، نظر وفکر اس شعر کا مصداق ہوتا ہے۔

به مصطفٰے برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

پیش گفتار

اس رسالہ کے مرتب ہونے کے بعد اس حسنِ ظن کی وجہ سے کہ شاید موجودہ قائدینِ قوم اُن باطل اور نا قابلِ فہم باتوں کے قائل نہوں بلکہ اہل اسلام کے متفق علیہ عقائد ہی کو اختیار کر چکے ہوں — جیسا کہ اباضیہ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ پہلے تو خوارج میں سے تھے، لیکن اب ان کے علماء نے عقائدِ اہل سنت ہی کو اختیار کر لیا ہے — راقم الحروف نے اس کی زیراکس کا پیاں جسقدر مرشدینِ قوم کے پتے مل سکے بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اپنے خط کے ساتھ روانہ کیں، مگر ان میں سے بعض حضرات نے رجسٹری قبول ہی نہ کی، بعض نے قبول تو کر لی مگر کوئی جواب نہ دیا، البتہ ایک صاحب سید خدا بخش خوندمیری نے جواب کی زحمت کی مگر ان کے جواب میں مصنفِ رسالہ اسکے اکابر، نیز جماعتِ اسلامی تبلیغی جماعت، اور بریلوی جماعت پر غیظ و غضب اور الزامات کے علاوہ نفسِ موضوع سے متعلق کچھ ذکر نہ تھا، تین مہینے کے انتظار کے بعد یہ رسالہ علماءِ اہلِ اسلام کی خدمت میں تبصرہ کیلئے روانہ کیا گیا، ان کے جو جوابات آئے، وہ ''تاثرات علماءِ اسلام'' کے نام سے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

اس رسالہ کی ترتیب و تبییض نیز کتابت و طباعت کے سلسلہ میں عزیزم مولانا سید خواجہ نصیر الدین قاسمی سلمہٗ نے میرا بہت تعاون کیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہٗ نے بھی انتہائی مصروف ترین ایام میں سے وقت نکال کر احقر کی خواہش پر اس رسالہ کو مکمل مطالعہ فرمایا اور نہایت قیمتی اور پُر مواد مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ میں ان تمام کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔ کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے، انشاء اللہ عنقریب اس کی اشاعت بھی عمل میں آجائیگی۔

محمد عبد القوی غفرلہ

۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

باسم اللہ تعالیٰ

تحریر برائے تحقیق مرسلہ بخدمت مرشدین قوم مہدویہ

بگرامی خدمت.............................صاحب وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ

سلام مسنون!

میں نے مہدوی قوم کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے، خصوصاً ''شواہد الولایت'' کو تفصیل سے دیکھا ہے، میری معلومات کے مطابق بہت سی باتیں اہل اسلام کے عقائد سے متصادم معلوم ہوئیں ، میں از راہِ اخوت وانصاف ، عام مہدوی بھائیوں کودعوتِ اصلاح دینے سے قبل مرشدین قوم یعنی آپ حضرات سے وضاحت طلبی کوضروری سمجھتا ہوں کہ آیا

(۱) آپ حضرات انہی خیالات ومعتقدات کے قائل ہیں ، اورقوم کواسی کی دعوت دیتے ہیں؟

(۲) اگر ایسا ہی ہے تو کیا آپ حضرات کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ان باتوں کی توثیق فرماسکتے ہیں؟

(۳) اوراگرآپ کےنزدیک بھی یہ خیالات ایسےہی بےاصل اورغلط ہیں جیسے اہل اسلام کےنزدیک توان کتابوں اوران کے مصنفین کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے ؟ان پر مذہب کی تحقیق کے سلسلہ میں بھروسہ کیا جاسکتا ہے یانہیں؟

(۴) اگر یہ کتب معتبر نہیں! تو آپ حضرات کے صحیح معتقدات کو جاننے کے لئے کن کتابوں سے مراجعت کی جانی چاہیے، کیااس سلسلہ میں کوئی معتبر موادمل سکتا ہے؟

(۵) مہدوی کتب سے اقتباسات کونقل کرنے میں کہیں آپ خیانت محسوس کرتے

ہیں تو آپ کو حق ہے کہ نشاندہی فرمائیں، لیکن پھر بھی از راہِ حق وانصاف مذکورہ بالا سوالات کے جوابات سے نوازنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

مخفی مباد کہ میرا مقصد کسی کی توہین وتحقیر نہیں محض اللہ کے واسطے صراطِ مستقیم کی تحقیق کرنا اور سب بھائیوں کو اس کی دعوت دینا ہے، تاکہ ہم سب مرنے کے بعد چین وسکون اور خوشنودیٔ رب کی زندگی گذار سکیں۔

امید کہ اسی نقطہ نظر سے آپ بھی غور فرما کر جواب سے نوازینگے۔اور غیر متعلقہ مسائل کو چھیڑے بغیر نفسِ موضوع پر کلام فرمائیں گے۔ بینوا ولا تکتموا رحمکم اللہ

جناب خدا بخش خوندمیری مہدوی کا خط بنام مصنفِ کتاب بہ عنوان[1]

کھلا خط بنام جناب محمد عبدالقوی صاحب

آپ کا مرسلہ مکتوب بعنوان ’’مطالعہ مہدویت‘‘ وصول کیا، آپ کے اور ہمارے درمیان ایک ’’دلال‘‘ کا ہونا بہر حال ثابت ہے اب یہ اور بات ہے کہ ’’دلال‘‘ عموماً ’’کمیشن یا معمول‘‘ لیتے ہیں مگر یہ اپنی نوعیت کا واحد دلال ہے کہ خود مال ودولت دے کر اپنے نفس امّارہ کی تسکین کے سامان مہیا کر لیتا ہے اور اسطرح قرآنی الفاظ میں ’’منافق اور فاسق‘‘ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

آپ نے جگہ جگہ حضرت میراں سید محمد مہدی خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ’’میراں صاحب‘‘ سے مخاطب کیا۔جس کا ہمیں کوئی افسوس ورنج نہیں کیونکہ اس سے جہاں تک ایک طرف آپ کی باطنی خباثت کی نشاندھی ہوتی ہے، وہیں مشرک وکافر مضمون نگار اور تاریخ نویس سے آپ کی ہم آہنگی اور ر

[1] مہدوی قائدین میں سے جس ایک کے خط کا ذکر پیش گفتار میں میں نے کیا تھا۔

مماثلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ سب بھی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو ''محمد صاحب'' کے نام سے مخاطب کرتے ہیں۔ ان سب کے اور آپ کے درمیان مماثل ومشترکہ طور پر بے ادب ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ البتہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ آپ کو یہ ہدایت دی گئی کہ دوسروں کے مقتداؤں کو بُرا بھلا مت کہو۔ خیر!!

آپ نے دوسروں کے گریبان چاک کرنے میں بے حد مستعدی دکھلائی لیکن اپنے گریبان میں جھانکنے کی سعی نہیں کی کہ کتنے ناسور لئے بیٹھے ہیں، جن کا علاج نہ تو آپ کے پاس ممکن ہے اور نہ ہی So-called مسلمان اور علمائے مسلمان کے پاس ہے۔ چند ایک ناسوروں کی ہم نشاندہی کرتے ہیں جنہیں آپ ہمارا ابتدائیہ کہہ سکتے ہیں۔ اول تا آخر ناسور پر ہم بعد میں بات کریں گے۔

اس بھڑاس کے نکالنے کے بعد موصوف نے مصنفِ کتاب، مسلمانوں کے مختلف مسالک —— تبلیغی جماعت، جماعتِ اسلامی، جماعتِ اہلِ حدیث، اور بریلوی جماعت کے اکابر —— کے علاوہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بعض بے سروپا ۹/ عبارتیں جن میں سے بعض تو اصل کتابوں میں موجود ہی نہیں ہیں، بعض تحریف کردہ ہیں، اور بعض کا موصوف کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں ہے نقل کرکے فتح کا جشن منایا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ عند الضرورت اور بھی ایسی باتوں کے انبار لگادیں گے، (چاہے مہدویت کے ثبوت وعدمِ ثبوت سے ان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو) اس کے بعد فرماتے ہیں:

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہوں کہ رشید احمد گنگوہی ہوں کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی ان سبھوں کا دعویٰ یہی ہے کہ ان کا بتلایا ہوا راستہ ''اسلام'' ہے ان کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہ چلنے یا اس سے انکار کرنے کی سزا سوائے ہلاکت اور دوزخ کے

کچھ نہیں، مذکورہ دعوؤں کی روشنی میں آپ اس بات کی نشاندہی کیجئے کہ آج کی دنیا میں کتنے ایسے "مسلمان" ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اور نجات جن کا مقدر ہے۔
ہم نے شروع تخاطب ہی میں کہدیا ہے کہ اوپر جو کچھ ہم نے لکھا ہے، یہ ہمارا ابتدائیہ ہے۔ تفصیلات تو آگے اور بھی آپ کو ملیں گے۔ ابھی تبلیغی جماعت، دیوبندی، بریلوی افکار ہماری زد میں آنا باقی ہیں۔ اس کے علاوہ اہل قرآن اور اہلِ حدیث اور مولوی وحیدالدین خان، ڈاکٹر اسرار احمد لاہوری، وغیرہ وغیرہ بھی قابلِ گرفت ہیں۔ پتہ نہیں آپ کس درجہ کے مسلمان ہیں اور کس اسلام کے گن گاتے ہیں۔

بعد ازاں "پس لفظ" کے عنوان کے تحت امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی والی حدیث کو نقل کر کے پھر جوش میں آ گئے:

یہ سوال نہایت اہم ہو جاتا ہے کہ ماضی بعید، ماضی قریب اور موجودہ ایک صدی میں جتنے بھی فرقے وجود میں آئے ہیں، آیا وہ داخل اسلام ہیں یا خارج از اسلام ہیں۔ یا پھر فقط اہلِ تسنن ہی مسلمان ہیں جن میں وہابی، دیوبند کے دونوں دھڑے، بریلوی، تبلیغی جماعت، جماعتِ اسلامی، اہل قرآن اہل حدیث اور اہل طریقت و مشیخت وغیرہ وغیرہ۔ اب ان میں کون ہالک یا دوزخی اور کون جنتی؟ اس سوال کا جواب آپ جیسے خبیث فطرت رکھنے والے اور آپ کے دلال ہی دے سکتے ہیں۔

فقیر سید خدا بخش خوندمیری میانجی مہدوی (دائرہ نو)

باسم اللہ تعالیٰ

تحریر برائے تحقیق مُرسلہ بخدمت علماء اسلام

بگرامی خدمت محترم ومکرم مولانا.................................صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ بعض اصحاب کے تقاضے اور بعض مسائل کی تحقیق وجستجو میں ہمارے علاقے میں موجود" قومِ مہدویہ" کی کتب دیکھنے کا موقع ملا، اسمیں بہت سی باتیں" عقائدِ اسلام" سے بالکل مختلف پائی گئیں، ان سب کو جمع کرکے آنمحترم کی خدمت میں بغرض تحقیق پیش کررہاہوں

ان حضرات نے مسلمانوں کو اہلِ کتاب کے مماثل قرار دے کر انہی جیسا معاملہ کرنے کا حکم دیاہے، ادھر کم علمی وناواقفیت سے بہت سے مسلمان مہدویت اور اہل سنت کے درمیان صرف" ظہور وعدمِ ظہور مہدی" ہی کا فرق جان کر انہیں دیگر جماعتوں کی طرح اہل سنت ہی کا ایک گروہ سمجھتے ہیں، جبکہ بنیادی اور اعتقادی مسائل میں بھی وہ اہل اسلام سے شدید اختلاف رکھتے ہیں، چونکہ شرعی احکام کا معاملہ ہے، اس لئے گذارش ہے کہ اس رسالہ کو بغور ملاحظہ فرما کر ان عقائد کی حیثیت، شریعتِ اسلامی کی روشنی میں کیاہے؟ متعین فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

واضح ہو کہ مہدوی بھائیوں کا ایک سنجیدہ وتعلیم یافتہ طبقہ ان باتوں کے علم میں آنے کے بعد سے اس سلسلہ میں شرعی راہنمائی کا منتظر ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک کے بہت سے باتوفیق بندے راہِ حق کو قبول کرکے اُخروی کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

محمد عبدالقوی غفرلہ

تاثرات علماءِ اسلام

بر مطالعہ مہدویت

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی مدظلہٗ
استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فرقۂ مہدویہ کے قائدو بانی سید محمد بن سید یوسف جونپوری شہر جونپور میں پیدا ہوئے اور وہیں انھوں نے تکمیلِ علوم کے مراحل طے کیے، ناچیز بھی ایک طویل زمانے تک اسی شہر میں تحصیلِ علم کے سلسلہ میں قیام پذیر رہا، بچپن ہی سے سید موصوف کے بارے میں سنتا رہا، ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا شوق رہا، جہاں تک مجھے معلوم ہے خود ان کی کوئی تصنیف نہیں ہے جس سے ان کے عقائد و خیالات براہِ راست معلوم ہوسکیں، ان کے خلفاء، جانشینوں اور متوسلین کے واسطہ سے ان کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں، لیکن ان کے بارے میں جو کچھ بھی قوم کی معتبر اور متفق علیہ کتابوں میں منقول ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو ایک صحیح عقل اور معتدل طبیعت رکھنے والے مسلمان کو حیرت زدہ کردیتی ہیں، کیونکہ اگر وہ حقیقۃً عالمِ ربانی، قرآن و حدیث کے سچے پیرو اور دین اسلام کے خادم تھے تو ان باتوں کی ان کی طرف نسبت صحیح نہیں مانی جاسکتی، اور اگر وہ باتیں انہی کی کہی ہوئی ہیں تو پھر انھیں کس طرح ایک صحیح فکر اور معتدل رائے رکھنے والی ہستی

کہا جاسکتا ہے؟ جب کہ اس لٹریچر میں قرآن کریم کی آیات میں کھلی ہوئی تحریفات، کتاب وسنت کے مسلمات سے انحراف اور اسلامی اخلاق سے گرے ہوئے اعمال ان کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً سورۂ احزاب کی یہ آیت ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الخ'' کے بارے میں ان کا یہ کہنا کہ یہ آیت ان کے بیٹے اور بہو کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ آیت کے نزول کے تقریباً دس صدی بعد ان کے بیٹے اور بہو عالمِ وجود میں آئے، یہ بات واضح رہے کہ مصداق بننے اور متعین طور پر سببِ نزول بننے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح اپنی بہو کے ساتھ سید صاحب کا یہ عمل کہ ''جب اُن کی بہو اُن کے گھر میں داخل ہوئیں تو انھوں نے اٹھ کر انھیں سینے سے لگایا'' اس کے جواز کی کیا شرعی توجیہ کی جاسکتی ہے؟

اللہ جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب مدظلہٗ العالی مہتمم ادارہ اشرف العلوم حیدر آباد کو کہ انہوں نے مہدوی قوم کی معتبر کتابوں کا بڑی دل سوزی اور عرق ریزی سے مطالعہ کر کے انتہائی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ ان کے عقائد وخیالات کا خاکہ ان کی ہدایت اور دوسروں کی عبرت کے لئے اس رسالہ میں پیش کر دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ طالبینِ حق کے لئے بہترین رہنما اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہترین معاون ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس مخلصانہ محنت کو قبول فرما کر اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

احقر محمد راشد اعظمی

مدرس دار العلوم دیوبند

۲؍صفر ۱۴۳۰ ہجری

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری دامت برکاتہم
استاذِ حدیث وفقہ مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

"اہلِ سنت والجماعت" کا سلفاً وخلفاً یہ مضبوط عقیدہ رہا ہے کہ قیامت کے بالکل قریبی زمانہ میں جب کہ پوری امتِ محمدیہ سخت خلفشار کا شکار ہوگی، خانوادۂ نبوت کے چشم وچراغ سید احمد المعروف بہ "خلیفۃ اللہ المہدی" ظاہر ہوں گے، اور لوگ انہیں اپنا مقتدا بنالیں گے اور ان کی کمان میں کفار سے جہاد شروع ہوگا اور ان کی حیات ہی میں دجال کا ظہور ہوگا اور پھر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوکر دجال کو جہنم رسید فرمائیں گے۔ ان تمام تفصیلات کا ثبوت واضح اور ناقابلِ تردید دلائل سے ہوتا ہے، جن کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

لیکن عجیب اتفاق ہے کہ امت میں وقتاً فوقتاً کچھ لوگوں کو خواہ مخواہ مہدی بننے کا خبط سوار ہوتا رہا ہے، اور اس پر طرہ یہ کہ جتنا خود وہ مدعیِ مہدویت اپنے بارے میں دعویٰ کرتا ہے اس سے کہیں آگے بڑھا کر اس کے عقیدت کش اس کے بارے میں بے اصل اور مبالغہ آمیز دعوے اور جعلی مہدویت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہندوستان کے مشہور شہر "جون پور" میں بھی ایک شخص پر "مہدویت" کا ایسا جذب چڑھا کہ انہوں نے اپنے جانثاروں کے ساتھ مل کر ایک مستقل فرقہ کی طرح ڈال دی، اور پھر ان کے جانشینوں نے اسلامی مخصوص القاب واصطلاحات کو مذکورہ مدعیِ مہدویت اور ان کے حوالی موالی پر منطبق کر کے ایسا حلیہ بگاڑا کہ اربابِ انصاف نے ورطہ حیرت میں پڑ کر دانتوں نیچے انگلیاں دبالیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ فرقہ بھی

تاریخِ تلبیس کے اوراق میں گم ہوکر رہ گیا، مگر کہیں کہیں اس کے گم گشتہ باقیات اپنے وجود کا احساس دلاتے رہتے ہیں، جیسا کہ حیدرآباد کے اطراف میں اس فرقہ کے پنپنے کی خبریں ملتی رہتی ہیں، اس لئے بجاطور پر ضرورت تھی کہ اس گمراہ فرقہ کے خدوخال عوام وخواص کے سامنے لاکر امت کو گمراہی سے بچانے کی سعیِ محمود کی جائے۔

الحمدللہ یہ ضروری خدمت بافیض اور معتبر عالمِ دین حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب زیدمجدہم ناظم "ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد" کے حصہ میں آئی، جنھوں نے اس فرقہ کے مستند مراجع سے منتخب کرکے ایسے اقتباسات حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع فرمادئے جنہیں پڑھ کر عوام وخواص اس فرقہ کے اصل نظریات وتلبیسات پر مطلع ہوسکتے ہیں اور امت کو گمراہی سے بچانے کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اگر مہدوی فرقہ کے افراد بھی انصاف کے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کریں گے تو ان کو بھی یقیناً فائدہ پہنچے گا، اور کیا عجب ہے کہ یہی رسالہ ان کی ہدایت کا سبب اور ذریعہ بن جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا موصوف کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرمائیں اور اس کا نفع عام فرمائیں، آمین۔

والسلام

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ

۱۴۳۰/۴/۱۱ھ

مناظر اسلام علامہ سید طاہر حسین گیاوی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ العالی مہتمم مدرسہ اشرف العلوم حیدرآباد کی مرتبہ کتاب "مطالعہ مہدویت" کے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، اس کتاب میں مرتبِ موصوف نے مہدوی عقائد کو خود اُن کی مستند کتابوں سے نقل فرمایا، جس کے بعد کسی کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے اور اس بات کا احتمال ختم ہوجاتا ہے کہ شاید یہ عقائد ان کی طرف غلط منسوب کردئے گئے ہوں، کیونکہ مرتب نے "عقائدِ مہدویہ" خود اُن کے معتمد مصنّفین کی اپنی تحریروں سے واضح کی ہیں، اور عبارات بھی ایسی غیر مبہم ہیں جن کی مراد بھی متعین و معلوم ہے۔ پھر مرتبِ موصوف نے جگہ جگہ اُن "مہدوی عقائد" کا کتاب وسنت سے انحراف اور عقائدِ اہل اسلام سے تصادم واختلاف واضح فرمادیا ہے۔ اور یہ سب کچھ نہایت سنجیدہ، متین اور پروقار انداز میں تحریر فرمایا ہے، جس سے کسی بھی منصف مزاج کے لئے اس مسئلہ میں صحیح نتیجہ تک پہونچنا بہت آسان ہوجاتا ہے، یہ کتاب ہر خاص وعام کے لئے پُراز معلومات اور قابلِ استفادہ ہے۔

اللہ پاک مصنف کو ہم سب کی طرف سے اجرِ جزیل عطا فرمائے اور کتاب کو شرفِ قبول سے نوازے اور ان عقائد کے حاملین کو قبولِ حق کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین

سید طاہر حسین گیاوی

حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری دامت برکاتہم
انچارج شعبۂ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

باسمہٖ تعالیٰ

اسلامی عقائد ونظریات میں ظہورِ مہدی کا عقیدہ ایک پختہ عقیدہ ہے، جس کی واضح سے واضح تر تفصیلات احادیث وعقائد کی معتبر کتابوں میں درج ہیں، اس کے باوجود یہ بھی ایک عجیب تاریخی حقیقت ہے کہ زیادہ تر گمراہ فرقے اسی راستے سے وجود میں آئے ہیں جو اسلام ہی کے نام پر اسلام پر حملہ آور ہوتے رہے اور باری باری اپنی موت مرتے رہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی مہدویت کا فتنہ بھی ہے جو ۹ ویں صدی ہجری میں سید محمد جونپوری کے ذریعہ ہندوستان میں وجود میں آیا۔

یہ فتنہ اپنے وقت میں قادیانیت سے کہیں زیادہ طاقتور اور خطرناک تھا، اس کے ماننے والوں میں ہزارہا ہزار کی تعداد ایسے جانبازوں کی تھی جو دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہوکر اس وقت کی حکومتوں سے ٹکرانے کا عزم اپنے اندر رکھتے تھے، لیکن آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ کچھ ہی عرصہ بعد اس فتنہ کے بانی اور ان کے متوالے سب کے سب پیوندِ خاک ہوکر قصہ پارینہ بن چکے ہیں لیکن جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں جو ملک کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

اللہ جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ ناظم مدرسہ اشرف العلوم حیدرآباد کو کہ موصوف نے اس فرقے کی ہدایت کی طرف توجہ فرما کر یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ مہدویوں کے اصل مراجع اور ماٰخذ کو دیکھنا تو خواب کی باتیں ہیں، اس موضوع پر اپنے مستند علماء کی لکھی ہوئی کتابیں بھی مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں۔ خصوصاً اس فتنہ کے اصل مراجع اور اس کے رَد میں لکھی جانے والی کتابوں سے بیشتر

لائبریریاں خالی ہیں، جب کہ مہدویت کا یہ فتنہ ناپید نہیں ہوا، بلکہ ابھی زندہ ہے، سانس لے رہا ہے۔ ان حالات میں یہ خوش آئند بات ہے کہ ایک ضرورت کی تکمیل مولانا موصوف کے ذریعہ ہورہی ہے۔ **فجزاھم اللہ خیراً**

راقم سطور نے پورے مسودہ کو بغور پڑھا اور اس موضوع پر اس سے اپنی علمی پیاس بجھائی بلکہ حضرت مولانا کی عالی ظرفی اور حسنِ اخلاق کے بھروسے کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے جو مفید مشورے ہوسکتے تھے وہ بھی دے ڈالے تا کہ کتاب جامع بن کر منظر عام پر آئے۔ انشاء اللہ قارئین خود محسوس کریں گے کہ سلیس وشگفتہ زبان میں یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک نادر تحفہ ہے۔ اللہ رب العزت اس کا نفع عام وتام فرمائے۔

والسلام

شاہ عالم گورکھپوری

دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا عبداللہ معروفی صاحب دامت برکاتہم
استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

نحمد اللہ تعالیٰ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبعد!

صحیحین کے علاوہ حدیثِ شریف کی تقریباً سبھی کتابوں میں قیامت کے قریب "ظہورِ مہدی" سے متعلق روایات واحادیث بکثرت موجود ہیں جن میں مہدیِ موعود کی صفات وفضائل، نام ونسب، حلیہ، جائے ولادت، جائے ہجرت، آپ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کیے جانے کی جگہ اوراس کی نوعیت، مدتِ خلافت، حتیٰ کہ وفات وجائے وفات وغیرہ امور پوری وضاحت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں، اس لئے اس میں ذرّہ برابر شبہ نہیں کہ "ظہورِ مہدی" کا واقعہ قربِ قیامت میں پیش آنے والا ہے، یہ بات تواتر سے ثابت ہے، انکار کی گنجائش نہیں، البتہ دیگر علاماتِ قیامت کی طرح "ظہورِ مہدی" کا وقت بھی بہ حکمتِ خداوندی مبہم رکھا گیا ہے، متعین طور سے اس کا وقت کسی حدیث میں وارد نہیں ہے، اس سلسلہ میں حافظ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) کا ایک مستقل رسالہ "العرف الوردی" ہے جس میں مہدیِ موعود سے متعلق روایات وآثار کو جمع کردیا گیا ہے، علامہ سفارینی نے "شرحِ عقیدۂ سفارینیہ" میں ان تمام احادیث کی تلخیص کی ہے اوران کو خاص ترتیب سے بیان فرمایا ہے، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے بھی اس سلسلہ میں ایک تحقیقی رسالہ قلم بند فرمایا ہے۔

احادیثِ شریف کے بہ موجب حضرت مہدیِ موعود کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، آپ نسب وخاندان کے اعتبار سے حسنی سید ہوں گے، آپ کے ہاتھ پر بیعت مکہ معظّمہ میں مقامِ ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ہوگی، آپ خلیفہ ہونے کے بعد روئے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھردیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری

ہوگی۔(مزید دیکھئے: سنن ابوداؤد، کتاب الفتن حدیث ۴۲۸۲تا۴۲۹۰۔سنن ترمذی: کتاب الفتن ، باب ماجاء فی المہدی)

حضورِ اکرم ﷺ کی پیشین گوئی "**یبعث فی امتی کذابون دجالون الخ**" کے مطابق مختلف ادوار میں کذاب ودجال قسم کے لوگ سر ابھارتے رہے ہیں، ان میں سے بعض تو واقعی نبوت کے دعویدار ہوگئے، اور بعض نے صرف مہدیِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا، مگر "پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند" کے بموجب ان کے متبعین ان کے حق میں نبوت اور اس کے لوازمات سے کم پر کہاں راضی ہوسکتے تھے؟ چنانچہ مریدین و متبعین کی کرم فرمائی سے جملہ حقوق ولوازماتِ نبوت سے بھی سرفراز فرمادیئے گئے۔

ایسا ہی کچھ محمد بن یوسف جونپوری (ولادت ۸۴۷ھ/ وفات ۹۱۰ھ) نامی شخصیت کے ساتھ ہوا جو ہندوستان میں فرقہ مہدویہ کے بانی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اس فرقہ اور اس کے بانی سے متعلق تاریخی تاریخ پس منظر پر بھی کچھ روشنی ڈال دی جائے، چنانچہ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی اپنی بے مثال اور تحقیقی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت ۴/ ۵۶ تا ۶۱" میں مذکورہ اس موضوع پر ایک جامع مضمون کی تلخیص ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"سید محمد جونپوری باطنی اور خلقی طور پر ان عالی استعداد اور قوی الباطن لوگوں میں تھے جو زمانۂ دراز کے بعد پیدا ہوتے ہیں، وہ عنفوانِ شباب ہی میں بڑے جری وشجاع، اپنے ماحوال اور دور کے حالات سے غیر مطمئن، بے محابا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے، اور اسی وجہ سے اسی زمانہ میں ان کو "اسد العلماء" کا خطاب دیا گیا تھا۔ سلوک کی تعلیم شیخ دانیال سے حاصل کی تھی، اور شدید ریاضت ومجاہدہ کیا، پہاڑوں اور وادیوں میں عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کی، جس کا اکثر نتیجہ (بالخصوص جب کہ شیخِ کامل کی رہنمائی حاصل نہ ہو) ایسے واردات واشارات ہوتے ہیں جن سے لغزش کا اندیشہ اور بعض

اوقات غلط یقین کا حصول ہوتا ہے اور ایسا شخص جو مقامِ تحقیق و رسوخ تک نہ پہونچا ہو الفاظ اور اشاراتِ غیبی کو غلط معنی میں سمجھ سکتا ہے، چنانچہ انھوں نے اسی دوران کسی سفر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے بعد بھی متعدد بار مختلف مقامات پر اپنے "مہدیِ موعود" ہونے کا اعلان کیا، اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔"

ان کے مجاہدانہ کمالات، ذاتی اوصاف اور تحریک کے مختلف ادوار کے ذکر کے بعد مولانا موصوفؒ فرماتے ہیں:

"حالتِ سکر میں یا مفہوم و مراد صحیح طور پر نہ سمجھنے کی بنا پر ان سے اپنی ذات کے متعلق متعدد بار اور صریح طریقہ پر ایسے اقوال اور دعاوی صادر ہوئے جن کی تاویل و توجیہ مشکل ہے، اور جنھوں نے ان کے متبعین کو (ابتداء میں ان کی نیت کتنی ہی صحیح اور ان کا جذبہ دینی کتنا ہی قابلِ قدر ہو) آسانی کے ساتھ ایک مخالفِ جمہور اور مخالفِ اہلِ سنت فرقہ کی شکل دے دی جس نے ان اقوال کا سہارا لیا اور ان پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھی، بعد کے آنے والوں اور غالی معتقدین نے (جیسا کہ قاعدہ ہے) ان میں اضافہ کیا، اور ان کی تقدیس و تعظیم میں اتنا غلو سے کام لیا کہ ان کو انبیاء کا ہمسر اور بعض سے افضل و برتر بنا دیا، اور بعض بعض انتہاء پسندوں اور غالیوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی ہمسری و مساوات کے عقیدہ تک پہونچا دیا، اور بعض نے یہاں تک غلو کیا کہ "اگر کتاب و سنت ان کے کسی قول و فعل کے مخالف ہوں تو کتاب و سنت کا اعتبار نہیں" اسی طرح سے اس بارے میں بھی بہت غلو کیا گیا کہ جو مسلمان انوارِ الٰہی کا مشاہدہ اپنی آنکھ یا دل سے سوتے یا جاگتے کبھی نہ کرے وہ مؤمن نہیں ہے۔ عام مسلمانوں اور اس فرقہ کے درمیان یہ خلیج مرورِ زمانہ سے وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہ مہدوی ایک الگ فرقہ بن کر اہلِ سنت والجماعت (بلکہ اہلِ اسلام) سے کٹ گئے، اور وہ مقاصد فوت ہو گئے جن کے لئے یہ تحریک شروع ہوئی تھی اور جو غالباً اس تحریک کے بانی کے پیشِ نظر تھے۔"

دسویں صدی کے وسط تک اس جماعت کے اثرات ہندوستان اور افغانستان پر قائم

رہے اور دکن میں اس کے پیرووں کی کئی سلطنتیں قائم ہوئیں، دسویں صدی کے آخر میں مہدویوں کی طاقت اور تعداد میں اضافہ ہو چکا تھا، اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسماعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کے زمانۂ حکومت (۹۹۶ھ تا ۹۹۸ھ) میں جمال خاں مہدوی نے جو منصب دارانِ صدہ میں سے تھا احمد نگر میں مہماتِ شاہی کی باگ اپنے ہاتھ میں لی، اسماعیل نظام شاہ کو بھی جو خورد سال تھا اپنے مذہب میں لے آیا، تھوڑے زمانہ میں ہندوستان کے اطراف وجوانب سے طائفہ مہدویہ جمع ہوگیا، جمال خاں کے گرد و پیش دس ہزار کے قریب مہدوی جمع ہوگئے، اور اس نے احمد نگر کی سلطنت پر پورا تسلط حاصل کرلیا، جب برہان نظام شاہ جو باہر چلا گیا احمد نگر سنہ ۹۹۸ھ میں واپس ہوا تو اس نے مذہبِ مہدویہ کو جس کا رواج ہوگیا تھا خارج کیا اور سابق کی طرح مذہبِ اثنا عشری نے رواج پایا۔

مختصر یہ کہ فتنۂ مہدویت کا زور گیارہویں صدی ہجری سے اگرچہ کم ہوتا چلا گیا، بلکہ بعد میں تو اس کی جگہ دوسرے فتنوں نے لے لی، تاہم دکن، گجرات، مہاراشٹرا وغیرہ متعدد علاقوں میں اس فرقہ کے باقیات اب بھی پائے جاتے ہیں، تاریخی شہر حیدرآباد میں اس کے موروثی خاندان چلے آرہے ہیں اور اپنے باطل عقائد وروایات کو نہ صرف مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں بلکہ ان کی تبلیغ واشاعت میں بھی سرگرمِ عمل ہیں، چونکہ ان لوگوں کی وضع قطع اور ظاہری رہن سہن اہلِ سنت والجماعت کے دیندار طبقہ سے ملتا جلتا ہے، اور عمومی طور سے اس فرقہ کے عقائد سے لوگ ناواقف ہیں، نیز بہت سے لوگ ان کو بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ تصور کرتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ رہنے والے سنی بھائیوں کا ان سے متاثر ہوکر گمراہ ہونا بعید نہیں، بلکہ ایسے واقعات رونما بھی ہوتے رہتے ہیں، اس صورتِ حال نے سرزمینِ حیدرآباد کی ایک فکرمند، مخلص اور فعال شخصیت مکرمی حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید مجدہٗ کو بے چین کردیا، مولانا موصوف نے بڑی محنت سے

اس فرقہ کی امہات ِ کتب کو حاصل کر کے ان کا بغور مطالعہ فرمایا اور پوری جاں کاہی ودلسوزی،اورفراستِ ایمانی کیساتھ اس فرقہ کے عقائد ونظریات کا اسلامی عقائدونظریات سے موازنہ کر کے مدلل طریقہ پر ثابت کردکھایا کہ اس فرقہ کا ''اہلِ سنت والجماعت'' سے اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی وبنیادی ہے۔اگراس فرقہ سے منسوب افرادواقعی اسی طرح کے عقائدرکھتے ہیں جوان کے بڑوں کی کتابوں سے ظاہر ہیں جنھیں مؤلف زیدمجدہٗ نے باحوالہ نقل فرمایاہےتوبلاشبہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہیں۔

ہم محترم مولانامحمد عبدالقوی صاحب زیدمجدہٗ کی اس تحریرسے نہ صرف اتفاق کرتے ہیں بلکہ ان کے اس مخلصانہ ومحققانہ کارنامے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کوشرفِ قبولیت بخشے اورمہدوی بھائیوں کونجاتِ آخرت کی فکرکرتے ہوئے صحیح سمت میں سوچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

فقط

عبداللہ معروفی غفرلہٗ

خادم طلبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

۲۰رمحرم الحرام ۱۴۳۰ھ

حضرت مولانا شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم
مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم و خطیب مسجد بیدواڑی بنگلور کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین ،والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین ، اما بعد:

یہ بات مخفی نہیں کہ ہر دور میں کسی نہ کسی فتنے نے اسلام اور اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے ، اس کی بیخ کنی کرنے ،اس کو اصلیت سے ہٹانے اور اس کی جگہ غیر اسلامی نظریات وخیالات کو رائج کرنے کی کوشش وسازش کی ہے،اوراس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ آئے دن یہ نا کام و نامراد فتنے اپنے طور پر سازش وکوشش کرتے رہتے ہیں۔مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالی اپنے ارشاد گرامی:"**اِنَّا نَحنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ** " کے مطابق ان فتنوں کونا کام ونامراد بناتے رہے ہیں۔

انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ"مہدویت" بھی ہے جو اسلام کی تعلیمات سے ہٹ کر نئے نئے عقائد ومسائل، من گھڑت وخودتراشیدہ اعمال وافعال کو اسلام کے نام سے پیش کر کے لوگوں کو گمراہی کے دلدل میں پھنسانے کی کوشش کرتا رہا ہے، حالانکہ اسلام کے بعد کسی اور قسم کے نظریات وعقائد یا اعمال و وظائف کو دین کی حیثیت دینا ایک کھلی ہوئی گمراہی ہے۔مگر عجیب بات یہ ہے کہ"مہدوی امت" اپنے کتابوں اور لٹریچر کو لوگوں سے چھپاتی اور مخفی رکھنے کی کوشش کرتی ہے،اس لئے اس کی اصلیت کو جاننا بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے، جیسے شیعہ وقادیانی وغیرہ لوگوں کا بھی یہی وطیرہ ہے جس کی وجہ سے ان کے باطل عقائد ومزعومات عوام الناس سے اول وہلے میں چھپے رہ جاتے ہیں۔اسی بنا پر بہت سے لوگ ''مہدویت" کے باطل عقائد ونظریات سے ناواقف ہیں اور مہدوی لوگوں سے شادی بیاہ کا تعلق بھی رکھتے ہیں،اور بلا کسی ریب وشک ان کو اپنے جیسا مسلمان بھی سمجھتے ہیں،

حالانکہ "مہدویت" اسلام سے ہٹ کر ایک الگ و مستقل مذہب ہے جس کے اپنے عقائد و نظریات ہیں۔

ضرورت تھی کہ اس مذہب کے علماء و عمائدین کی لکھی ہوئی بنیادی اور معتبر و مستند کتابوں میں اس کے خدوخال کا کما حقہ مطالعہ کر کے اس کی صحیح و مکمل تصویر سامنے لائی جائے تاکہ ایک طرف مہدوی فرقے سے تعلق رکھنے والے انصاف پسند و ایمانی غیرت کے حامل لوگ سمجھ سکیں کہ وہ جس چیز کو اسلام سمجھ کر گلے سے لگائے ہوئے ہیں وہ درحقیقت اسلام نہیں بلکہ خلافِ اسلام ایک تحریک ہے، اور دوسری جانب اہل اسلام میں سے جو لوگ اپنی کسی غلط فہمی یا غلطی کی بناپر یا ناواقفیت کی وجہ سے "مہدویت" کو اسلام کے خلاف نہیں سمجھتے وہ بھی اپنے علم کی تصحیح کر سکیں۔

اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے رفیق محترم حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت فیوضھم (ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد) کو کہ انھوں نے اس اہم ضرورت کو پورا کیا اور اس کے لئے بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس فرقہ کی معتبر و مستند کتابوں کو حاصل کر کے ان کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ مطالعہ کیا، پھر بڑی سنجیدگی و متانت کے ساتھ اور اسلامی ہمدردی و انسانی خیر خواہی کے جذبات اس تحریک کے خدوخال کو ان کی کتب کے حوالوں سے ساتھ "مطالعہ مہدویت" کے نام سے پیش کیا ہے جو کہ ایک اہم ترین و مستند دستاویز ہے جس سے ایک متلاشیٔ حق کو تلاش حق کی راہ میں رہنمائی و بصیرت حاصل ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی اس خدمت کو شرف قبول عطا کرے اور ذخیرۂ آخرت بنائے اور متلاشیان حق کے لئے اس کو رہبر بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد شعیب اللہ خان
مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

۲۳/ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ م ۱۸/ مئی ۲۰۰۹ء

حضرت مولانا مفتی سبیل احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم
مہتمم مدرسہ رفیق العلوم آمبور، تمل ناڈو

باسمہ تعالیٰ

دینِ اسلام کے مٹانے کے لیے ہر دور میں دشمنانِ اسلام کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کرتے رہتے ہیں، پوری تاریخِ اسلام اس قسم کی گھناؤنی سازشوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے، نبیِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **تنزل الفتن کقطر المطر** —— فتنے بارش کے قطروں کی طرح پیدا ہوتے رہیں گے —— انہیں فتنوں میں ایک فتنہ "مہدویت" کا بھی ہے، جو وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں مختلف مدعیان کے ذریعہ وجود میں آتا رہا، ان میں ذرا زیادہ گیرائی اور گہرائی کے ساتھ جو دعوائے مہدویت وجود میں آیا اور دیرپا اثرات چھوڑ گیا وہ ہندوستان کے مردم خیز شہر جونپور سے میراں سید محمد جونپوری کے ذریعہ اٹھنے والا دعویٰ ہے، جس کے ماننے والے آج تک بھی کیرالا، تمل ناڈو، کرناٹک، آندھرا پردیش اور گجرات کے علاقوں میں موجود ہیں، تعجب تو اس پر ہے کہ اس تحریک کی کتابوں میں نہایت واضح گمراہیوں اور خلافِ اسلام دعووں اور بارگاہِ الوہیت و نبوت میں گستاخانہ باتوں کے ہوتے ہوئے بھی تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ اس کے ساتھ کیوں کر وابستہ ہے؟ واقعی ضد وتعصب اور باپ دادا کے طریقوں سے جذباتی ونفسیاتی لگاؤ ایسی چیز ہے جو آدمی کو قبولِ حق سے روک دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

بہ حیثیت مسلمان اس گروہ کو حق کی طرف دعوت دینا اور سچائی میں غور وفکر کے لیے آمادہ کرنا علماءِ اسلام کی ذمہ داری تھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد

عبدالقوی صاحب کو کہ انہوں نے بڑی عرق ریزی اور محنتِ شاقہ سے اس فرقے کے عقائداوراس کے اکابر کے ملفوظات کا مطالعہ کر کے انہیں جمع کیا اوراور بڑی خوش اسلوبی سے ان کا خلافِ اسلام ہونا واضح کر دیا ہے۔

مولانا ہمارے جنوبی خطہ کے مسلمانوں کے لیے نعمتِ عظمٰی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اسلاف کی خصوصیات کے امین ہیں، علمی، دعوتی واصلاحی کوششوں میں ہمیشہ لگے بندھے رہتے ہیں۔ میں نے اس رسالہ کو مفصلاً دیکھا ہے اور مولانا کی مخلصانہ مساعی کو سراہتے ہوئے مہدوی برادروں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے واسطے انصاف سے کام لیں، اور ہدایت کو پانے میں کسی لومۃ لائم کی پروانہ کریں۔

والسلام

سبیل احمد غفرلہ

یکم جون ۲۰۰۹ء

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی دامت برکاتہم

استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو اس کی سرکشی ونافرمانی کی پاداش میں راندۂ درگاہ اور مردود ومحروم فرمادیا تو اس نے اس وقت قسم کھا کر کہا تھا کہ میں تو مردود ہوگیا، اب میں تیرے بندوں کو بھی تیری عنایتوں سے محروم کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ چنانچہ انسانوں کے ساتھ اس کی دشمنی اور اس دشمنی کے نتیجہ میں بندوں کو گمراہ کرنے کی مذموم مساعی اس روز سے آج تک جاری ہے اور وہ جہنمیوں کی تعداد بڑھانے میں شب وروز مصروف ہے، ابلیس کی انہی ناپاک سازشوں اور مذموم مساعی کا ایک حصہ جھوٹے مدعیانِ نبوت اور دعویدارانِ مہدویت کو کھڑا کر کے امتِ مسلمہ کو صراطِ مستقیم اور دینِ حنیف سے برگشتہ کردینا ہے۔

احادیثِ صحیحہ میں خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت میں اپنے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنیوالے دجالوں اور کذابوں کی اطلاع دیکر ان کے مکر سے امت کو محفوظ رہنے کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں ایک بدنصیب "مسیلمہ کذاب" نے دعوائے نبوت کردیا تھا، اور اسکے بعد سے آج تک تاریخِ اسلام بہت سے ایسے مکروہ چہروں کی نشاندہی کرتی ہے جن میں سے بعضوں نے صریح الفاظ میں اور بعض نے تلبیس ودجل کے پردوں میں مہدویت کا یا نبوت کا یا الوہیت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دینِ اسلام کی حقانیت اور آسمانی حفاظت کی کھلی دلیل ہے کہ ہمیں تاریخ میں جہاں کہیں اس قسم کے مدعیان نظر آتے ہیں وہیں علماءِ اسلام ان کا تعاقب کرتے ہوئے انکے چہروں پر پڑے پُر فریب نقابوں کو اٹھاتے ہوئے اور امت کو انکی صحیح تصویر دکھاتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

اسی دجالی وکذابی گروہ کی ایک کڑی "مہدویت" بھی ہے، جس کے بانی سید محمد جونپوری نے دعووں کی ابتداء تو مہدویت سے کی مگر دھیرے دھیرے نبوت والوہیت کے دعووں تک پہونچ کر ہی دم لیا، اگرچہ اس تحریک کا شبابی دور —— دیگر تحریکوں کی طرح —— پیچھے گزر چکا، مگر اب بھی ملک کے مختلف علاقوں میں اس کے ماننے والوں کی قابلِ لحاظ تعداد موجود اور اسی کے عقائد وقواعد پر کاربند ہے۔

ان بندگانِ خدا کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی کا تقاضہ تھا کہ انہیں حقائق کو سمجھنے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات اور مہدویت کی مزعومات کے درمیان موجود فرق پر غور کرنے کی مخلصانہ دعوت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس تحریک کی بنیادی کتب کا بغور مطالعہ کرکے ان سے باطل اور گمراہ کن دعووں اور گمراہی کی باتوں کو بڑی عمدگی اور خیرخواہی سے اس رسالہ میں جمع کردیا ہے، تاکہ ایک طرف خود مہدوی حضرات سنجیدگی سے مطالعہ کرکے خلافِ حق باتوں سے توبہ کرسکیں، حق کو قبول کرسکیں، دوسری جانب اہلِ اسلام بھی ان خلافِ اسلام دعووں سے باخبر ہوکر اپنی حفاظت کرسکیں۔

مولانا نے اس قدر شستہ، سلیس اور دردمندانہ انداز اختیار کیا ہے کہ صراطِ مستقیم کے مخلص متلاشی کو اس کے مطالعہ کے بعد امید ہے کہ ضرور توفیق ہدایت ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو شرفِ قبول عطا فرما کر اس کتاب کے نفع کو عام فرمائے۔ آمین

محمد زکریا سنبھلی

۲۱/۵/۲۰۰۹ء

مُقَدِّمَہ

ازقلم: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ

رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا فقہ اکیڈمی، ناظم المعہد العالی الاسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو بھی پیدا کیا ہے اور اس کائنات کو بھی، اگرچہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وفہم کی ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ ایک مشتِ خاک ہونے کے باوجود سمندر کی تہوں اور فضا کی بلندیوں کو بھی اس نے مسخر کر رکھا ہے؛ لیکن اس کے باوجود اس کے علم کا سرمایہ نہایت حقیر اور معمولی ہے: ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (الإسراء:۸۵) وہ اپنے نفع ونقصان سے بھی کما حقہ واقف نہیں ہے، اسے نہیں معلوم کہ اس کے لئے کن کاموں کا کرنا مفید ہے اور کن کاموں کا کرنا مضر؟ اس لئے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جسمانی غذا کا انتظام کیا ہے اور اس دنیائے ارضی میں اس کے لئے ایک وسیع وعریض دسترخوان بچھا دیا ہے، اسی طرح خدائے رحمان ورحیم نے انسان کی روح اور اس کے قلب کے لئے بھی غذا کا انتظام کیا ہے، البتہ مادی غذا کا تو اس نے سبھوں سے وعدہ کیا ہے، اس میں مومن وکافر اور فرماں بردار ونافرمان کی کوئی تفریق نہیں کی: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود:۶) ـــ لیکن غذائے روحانی یعنی ہدایت ربانی کا سبھوں سے وعدہ نہیں فرمایا، اس کے لئے ضروری ہے کہ بندے کی طرف سے طلب اور جستجو بھی ہو: ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة:۲) ـــ یہ نعمت عظمیٰ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی خصوصی مشیت کے تابع ہے؛ یہاں تک کہ انبیاء ورسل کو بھی یہ اختیار

نہیں کہ وہ جسے چاہیں ہدایت سے سرفراز فرمادیں: ﴿إِنَّکَ لاَ تَهْدِيُ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيُ مَنْ يَّشَاءُ ﴾ (القصص:۵۶)۔

اس غذاء روحانی کو پہونچانے کا انتظام یوں فرمایا کہ اپنی کتابیں نازل فرمائیں، یہ کتابیں انسان ہی میں سے منتخب ترین ہستیوں پر اتاری گئیں، جن کو اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں؛ تا کہ انسانیت کے سامنے تحریری شکل میں اللہ کا ہدایت نامہ بھی موجود رہے اور انبیاء اپنے قول وعمل کے ذریعہ ان کتابوں کی تشریح بھی فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور منہیات یعنی پسندیدہ باتوں اور ناپسندیدہ باتوں کو پوری طرح واضح فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو نبوت سے سرفراز کئے جانے اور اپنی کتاب بھیجنے کی عام طور پر چار وجوہ ہوا کرتی تھیں، ایک یہ کہ اس علاقہ کے لوگوں نے پیغمبر کی تعلیمات میں تحریف اور آمیزش کر کے اسے بدلدیا ہو جس کی وجہ سے بندوں کے سامنے پھر سے صحیح تعلیمات لانے کی ضرورت ہو۔ دوسری وجہ یہ کہ انسانی احوال اور تمدنی تغیرات کے مدنظر احکام میں تبدیلی کی ضرورت ہو۔ تیسری وجہ یہ کہ ایک نبی کی موجودگی ہی میں اس کی نصرت کیلئے دوسرے نبی کی ضرورت ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہر نبی کی نبوت چونکہ ایک علاقہ تک محدود رہتی تھی اسلئے اگر کسی علاقہ میں نبی نہ ہوں اور وہاں نبی بھیجنے کی ضرورت ہو۔ الغرض! ان چار وجوہ سے انبیاء علیھم السلام کی بعثت ہوتی رہی۔

غور کیا جائے تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد اب ان چاروں پہلوؤں سے بھی کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں رہی؛ کیوں کہ قرآن کی اس کے الفاظ و معانی کے ساتھ حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ﴾ (الحجر:۹) اس وعدۂ ربانی میں الفاظِ قرآنی کا شامل ہونا تو واضح ہے؛ لیکن غور کیا جائے تو معانی قرآنی بھی شامل ہیں؛ کیوں کہ یہاں قرآن کو "ذکر" کے لفظ سے

تعبیر کیا گیا ہے، جس کے معنی نصیحت اور عبرت و موعظت کے ہیں، اور معانی کو جانے بغیر صرف الفاظ سے نصیحت حاصل نہیں ہوسکتی، یہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امر کا وعدہ ہے کہ قرآن مجید تحریفِ لفظی سے بھی محفوظ رہے گا اور تحریفِ معنوی سے بھی، نیز اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ پر الفاظِ قرآنی بھی اتارے گئے ہیں اور معانی قرآنی بھی؛ اسی لئے قرآن نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا ہے کہ کلامِ الٰہی کو پہونچانے کے ساتھ ساتھ اس کی توضیح وتشریح بھی آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے: ﴿ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ﴾ (النحل :۴۴) اور اسی لئے تلاوتِ آیات کے ساتھ ساتھ تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ کو بھی آپ ﷺ کے فرائضِ منصبی میں شمار کیا گیا ہے: ﴿ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (الجمعہ :۲)۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نئی شریعت آنے والی نہیں ہے اور اب قیامت تک انسانیت کی فلاح شریعت محمدی سے وابستہ کردی گئی ہے: ﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ :۳)——اگر رسول اللہ ﷺ کی نصرت واعانت کے لئے کسی اور نبی کو بھیجنا ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھیجے جاتے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بجائے آپ ﷺ کو ایسے رفقاء عالی مقام سے نوازا اور ان سے آپ ﷺ کی مدد فرمائی، جنہوں نے آپ ﷺ کی نصرت واعانت کا حق ادا کردیا اور خود قرآن مجید میں مہاجرین وانصار کے لقب سے سرفراز کئے گئے،—— نیز قرآن مجید نے بار بار اس کو واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت زمان ومکان اور علاقۂ وقوم کی قید کے بغیر پوری انسانیت کے لئے ہے، اس طرح قرآن مجید کو پوری دنیاء انسانیت کے لئے ہدایت کا باعث قرار دیا گیا ہے: ﴿ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴾ (البقرۃ :۱۸۵)۔

لہٰذا جن چار اسباب کے تحت نئے نبی کی آمد ہوا کرتی تھی، وہ تمام اسباب نبوتِ محمدی پر ختم ہوچکے ہیں؛ اس لئے اب آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا اور کسی علاقہ کیلئے کوئی نبی

نہیں آسکتا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمادیا:﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ﴾ (الاحزاب:۴۰) اب نہ الفاظِ الٰہی کے لئے کسی کی بعثت کی ضرورت رہی اور نہ معانی قرآن کی تفہیم وتشریح کے لئے کسی مرد غیب کے آنے کی ، نہ اب احکام دین میں کوئی اضافہ ہوسکتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے صاف اعلان فرمادیا کہ اب اس دین میں خواہ ایمانیات کا شعبہ ہو یا اعمال کا، کسی بھی قسم کا اضافہ قطعاً قابل رد ہے:" من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد " (صحيح البخارى، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود حدیث نمبر:۲۵۵۰) ؛ بلکہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب دین میں کوئی اضافہ —خواہ وہ بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہو —محض گمراہی ہے:"كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة" (سنن أبى داؤد، كتاب السنة ، باب فى لزوم السنة ، حدیث نمبر:۴۶۰۷)، اسی طرح یہ بھی واضح فرمادیا گیا کہ اب اللہ کی طرف سے انسان کی طرف کلام کے اترنے کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور وحی کا دروازہ بند کردیا گیا ہے:

"عن أبى فراس قال : خطب عمر بن الخطاب ﷺ ، فقال : يا أيها الناس ألا انا إنما كنا نعرفكم إذ بين ظهرينا النبى ﷺ وإذ ينزل الوحى وإذ ينبئنا الله من أخباركم ألا وأن النبى ﷺ قد انطلق وقد انقطع الوحى ... "

(مسند أحمد بن حنبل ،عن عمر ﷺ ،حدیث نمبر:۲۸۶)

یہ ختم نبوت کا اعلان محض نبوت کے ختم ہوجانے کا اعلان نہیں ؛ بلکہ ان امور کے بھی ختم ہوجانے کا اعلان ہے، جو انبیاء کی خصوصیات ہوا کرتی تھیں ، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی تو نہیں کہے ؛ لیکن ان خصوصیات کا دعویٰ کرے یا ایسے دعاوی کو قبول کرے، جو انبیاء کے ساتھ مخصوص تھیں ، تو وہ بالواسطہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اور اس پر ایمان نہیں رکھتا ہے، جیسے اللہ کا کلام اس طور پر اترنا کہ اس کے کلامِ الٰہی ہونے کا یقین ہو،

انبیاء کی خصوصیت ہے، اگر کوئی اور شخص اس کا مدعی ہو تو گویا وہ نبوت کا مدعی ہے، انبیاء چوں کہ امت کے لئے اسوہ ہوتے ہیں اوران کا قول وفعل حجت شرعی ہوتا ہے؛ اس لئے وہ معصوم ہوتے ہیں؛ کیوں کہ جو غلطی سے معصوم نہ ہو، اس کا قول کیوں کر حجت ہوسکتا ہے؟ صحابۂ کرام کے اقوال کوان کی تمام تر عظمتِ شان کے باوجود مطلقاً حجت نہیں مانا گیا ہے؛ بلکہ ایسے امور میں حجت مانا گیا ہے، جن میں اجتہاد کا دخل نہ ہو اور جن کے متعلق گمان ہو کہ یہ بات حضور ﷺ سے سن کر ہی نقل کی گئی ہوگی، ائمۂ مجتہدین کی آراء کے بارے میں کہا گیا کہ ان میں خطا کا احتمال موجود ہے؛ حالاں کہ یہ حضرات علم اور ورع وتقویٰ دونوں لحاظ سے بڑے اونچے مقام کے حامل تھے، غرض کہ دین وشریعت میں نئے احکام کی شمولیت انبیاء کی تعلیمات ہی سے ہوسکتی ہے اور سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے متعلقین کے لئے بعض الفاظ اہل علم نے مخصوص کئے ہیں، جیسے سلام تو سب کے لئے ہے؛ لیکن صلاۃ آپ ﷺ کے لئے ہے، آپ کی پاک بیویاں پوری امت کی مائیں ہیں: ﴿اَلنَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهٗ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب :۶) اسی لئے ان کو ''امہات المؤمنین'' کہا گیا، ساتھی کے لئے اصل لفظ ''صاحب'' کا تھا؛ لیکن آپ ﷺ کے رفقاء کرام کے لئے ''صحابی'' اور ''صحابیہ'' کی تعبیر اختیار کی گئی اور ''رضی اللہ عنہ'' یا ''رضی اللہ عنہا'' کی دعاء ان کے لئے مخصوص کی گئی، آپ ﷺ کے خانوادۂ عالی قدر کے لئے ''اہل بیت'' کی اصطلاح استعمال کی گئی، جس کی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (الأحزاب:۳۳) اسی طرح جن حضرات کو آپ ﷺ نے دنیا میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی، ان کو ''مبشَّر'' کہا گیا اور آپ ﷺ نے اپنے مختلف جاں نثار صحابہ کو ''صدیق اور فاروق'' وغیرہ کہا، تو وہ اسی سے ملقب ہوئے، ان اصطلاحات کا ان ہی حیثیتوں میں دوسروں کے لئے استعمال کو

سلف صالحین نے منع کیا ہے، غرض کہ علماء امت نے ہمیشہ اس کو ملحوظ رکھا کہ انبیاء کے خصائص اوران کے خصوصی مقام ومرتبہ کا پاس رکھا جائے اورامت کے بڑے سے بڑے مصلح کے لئے بھی ایسی تعبیرات اختیار نہیں کی گئی، اب اگر کوئی شخص ان اصطلاحات و تعبیرات کا کسی اور شخصیت کے لئے استعمال کرے تو یہ یقیناً اس بات کا غماز ہے کہ وہ نعوذ باللہ اس کو نبوت میں حصہ دار سمجھتا ہے، غرض کہ سلسلۂ نبوت کا آپ ﷺ پر ختم ہوجانا اس بات کو شامل ہے کہ منصب نبوت سے مربوط تمام خصوصیات بھی آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہیں اوراب آپ ﷺ کے بعد کوئی اس میں سے حصہ نہیں پاسکتا۔

ہاں، دوکام ایسے ہیں، جن کوانبیاء کیا کرتے تھے اوررسول اللہ ﷺ کے بعد اب وہ اس امت سے متعلق ہوگئے ہیں: ایک امر بالمعروف اورنہی عن المنکر ؛ چنانچہ اب یہ ذمہ داری پوری امتِ مسلمہ سے متعلق کردی گئی ہے: ﴿ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** ﴾ (آل عمران :۱۱۰) اورامر بالمعروف کا اعلی ترین درجہ وہ ہے، جس کو رسول اللہ ﷺ نے ''تجدید دین'' سے تعبیر کیا ہے؛ کہ ہر صدی میں مجددین پیدا ہوتے رہیں گے، خواہ تنہا ایک شخص کارِ تجدید کوانجام دے یا ایک جماعت اورگروہ مل کر: '' **إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها** '' (سنن أبی داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر في قرن المائة، حدیث نمبر: ۴۲۹۱)، دوسرا کام: نئے پیدا ہونے والے مسائل کے سلسلہ میں احکامِ شرعیہ کی وضاحت اورقرآن وحدیث کے نصوص واشارات کی تطبیق کرنا ہے، جسے آپ ﷺ نے اجتہاد سے تعبیر کیا ہے:

'' **إذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله أجران وإذا حكم فاجتهد فأخطأ فله أجر** '' (سنن أبی داؤد ، کتاب الأقضية ، باب في القاضي يخطئ ،حدیث نمبر:۳۵۷۴)

غرض کہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے تجدید واجتہاد کے مقام پر یہ امت فائز کی گئی۔

یہ ذمہ داریاں دعوت ونصح اور انفرادی کوششوں کے ذریعہ بھی انجام پاسکتی ہیں اور صالح اقتدار کی شمولیت کے ساتھ بھی؛ کیوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے لئے حسبِ ضرورت طاقت کا بھی استعمال کیا جائے:

"من رأى منكم منكرا فليغيره بيده ومن لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان " (صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان وأن الإيمان يزيد وينقص، حدیث نمبر:۴۹)

اور یہ اکثر حالات میں اقتدار کے ذریعہ ہی ممکن ہوتا ہے، گوکہ اقتدار کے بغیر بھی امر بالمعروف واجب ہے، جیساکہ امت کے علماء اور مصلحین اس فریضہ سے عہدہ برآہوتے رہے ہیں، اگر اصلاح وتجدید، علم وتفقہ اورقوت و اقتدار تینوں چیزیں جمع ہوجائیں، تو یہی " خلافت علی منہاج النبوت" ہے، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تیس سال تک ایسی خلافت قائم رہے گی: **" خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يؤتي الله الملك أو ملكه من يشاء "** (سنن أبي داؤد ، كتاب السنة ، باب في الخلفاء ،حدیث نمبر:۴۶۴۶) چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی چھ ماہ مدتِ حکومت پر تیس سال مکمل ہوگئے، گو بعد میں بھی امت میں وقتاً فوقتاً ایسے حکمراں موجود تھے، جوعلم وتقویٰ کے حامل تھے؛ لیکن یہ حضرات اس سلسلہ میں امتیازی شان کے حامل تھے؛ اسی لئے انہیں حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کا لقب دیا۔

حضور ﷺ نے یہ بات واضح فرمادی کہ اس امت میں اسلام کی علمی وفکری خدمات کا تسلسل رہے گا اور اپنے وقت کے برگزیدہ لوگ اس امانت کا بار اٹھائیں گے:

" يرث هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تأويل الجاهلين

وانتحال المبطلين وتحريف الغالين"(السنن الكبرى للبيهقى ، كتاب الشهادات ، باب الرجل من أهل الفقه يسأل عن الرجل من أهل الحديث فيقول كفوا عن حديثه ،حدیث نمبر:۲۰۷۰۰)

آپ ﷺ نے —— جیسا کہ مذکورہ ہوا —— یہ بھی واضح فرمادیا کہ ہر عہد میں اصلاح وتجدید کا کام بھی ہوتا رہے گا؛ لیکن آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ خلافت علی منہاج النبوت تسلسل کے ساتھ ہمیشہ قائم رہے گی ، البتہ جیسے آپ ﷺ نے تیس سالہ خلافت کا ذکر فرمایا، اسی طرح آپ ﷺ نے اس بات کو بھی واضح فرمادیا کہ قرب قیامت میں ایک اور شخصیت ظاہر ہوگی ، جو خلافتِ راشدہ کو تازہ کردے گی ، یہ شخصیت امام مہدی کی ہوگی ، وہ ایک مصلح ومجدد کی طرح برائیوں کو مٹائیں گے ، بھلائیوں کو پھیلائیں گے اور مسلمانوں کے امیر کی حیثیت سے دجال سے جہاد فرمائیں گے ، زمین کو انصاف سے بھر دیں گے ، وہ نماز میں بھی مسلمانوں کے امام ہوں گے ، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے ، نیز ان کے ذریعہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور کفر کی طاقتیں ریزہ ریزہ ہوکر رہ جائیں گی۔

مہدی کا ذکر قرآن مجید میں تو آیا نہیں ہے ، احادیث میں آیا ہے ، قوی حدیثوں سے اس کا ثبوت ہے؛ بلکہ مختلف حدیثوں کے مشترک مضمون کے لحاظ سے یہ بات تواتر معنوی تک پہونچ گئی ہے۔

احادیث کے اس ذخیرہ میں اس حقیر کے علم کے مطابق کہیں یہ بات نہیں آئی ہے کہ امام مہدی معصوم ہوں گے ، وہ ایمانیات اور اعمالِ صالحہ میں اضافہ کریں گے ، ان پر معانی قرآن کا نزول ہوگا ، ان پر سلسلۂ ولایت ختم ہوجائے گا ، وہ رسول اللہ ﷺ کا مظہر ثانی ہوں گے ، ان کا قول وفعل انبیاء کے قول وفعل کی طرح حجت ہوگا یا ان کا مقام حضرت ابوبکرؓ وعمر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ کر ہوگا؛ حالاں کہ ان کو ولایت کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ کی

صحبت بافیض بھی حاصل ہے، ان کے آنے کے بعد کلمۂ توحید میں امام مہدی کا ذکر بڑھایا جائے گا، وغیرہ اگر امام مہدی کو یہ خصوصیات حاصل ہوتیں، تو نام وغیرہ میں جیسے حضور ﷺ نے امام مہدی کے آپ کے موافق ہونے کا ذکر کیا ہے، ان امور کا زیادہ اہتمام سے ذکر ہوتا؛ اسی لئے احادیث میں امام مہدی سے بیعت کا ذکر تو ہے؛ لیکن ان پر ایمان کا ذکر نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ انبیاء کی طرح مامور من اللہ نہیں ہوں گے، ان کی اطاعت بحیثیت امیر واجب ہوگی؛ لیکن ان سے ایمان کا تعلق نہیں ہوگا۔

صورت حال یہ ہے کہ جن حضرات نے سید محمد جونپوری صاحب کو امام مہدی مانا ہے، وہ انہیں کہتے تو امام مہدی ہیں؛ لیکن ان کے لئے تقریباً ان تمام خصوصیات کا دعویٰ کرتے ہیں، جو انبیاء اور خاص کر رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہیں، یہاں تک کہ اس گروہ کے علماء کی تصنیفات میں ان کو حضور ﷺ کا ہمسر؛ بلکہ دبے لفظوں میں حضور ﷺ سے برتر اور بالواسطہ ان کے ظہور سے پہلے کے اسلام کو ایک ناقص اسلام تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیتے ہیں؛ یہاں تک کہ جو شخص ان پر ایمان نہ لائے، اسے صراحۃً کافر قرار دیتے ہیں، یہ ساری باتیں حضور ﷺ پر ختم نبوت کے مغائر ہیں۔

پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ نبوت ایک وہبی منصب ہے، جس میں انسان کے کسب اور کوششوں کا دخل نہیں؛ بلکہ جو بھی نبی ہوئے، اللہ تعالیٰ نے خود ان کو منتخب فرمایا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الأنعام :۱۲۴)؛ لیکن ولایت ایک کسبی چیز ہے، جو ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے: ﴿ أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُوْنَ، اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ (یونس:۶۲-۶۳)؛ بلکہ درجات ومراتب کے فرق کے ساتھ ہر مسلمان کو ایک درجہ میں ولایت حاصل ہے: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (البقرة :۲۵۷)، مہدوی علماء کی کتابوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مقامِ نبوت کی طرح مقامِ ولایت بھی ایک ایسا مقام ہے، جو منجانب اللہ عطا کیا

جاتا ہے، جس سے انسان کو غیبی طاقت حاصل ہوتی ہے اور اس پر اللہ کے احکام اترتے ہیں، اگر اس بات کو صحیح مان لیا جائے، تو یہ ولایت عملاً باب نبوت کو کھولنے کے مترادف ہوگی۔

اس حقیر سے بھی متعدد لوگ اس گروہ کے بارے میں سوالات کرتے رہتے تھے اور اپنے سرسری مطالعہ کی بناء پر احتیاطی طور پر جو مشورے دیئے جاسکتے ہیں، وہ دیا کرتا تھا؛ لیکن ان کے عقائد کی تفصیلات سے واقف نہیں تھا، اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطاء فرمائے، مجی فی اللہ حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب زیدت حسناتہ (ناظم جامعہ اشرف العلوم حیدرآباد) کو! کہ انہوں نے اس سلسلہ میں سنی سنائی بات پر اکتفاء کرنے کے بجائے مہدوی حضرات کا وہ لٹریچر جمع کیا، جو خود ان کے نزیک مستند و معتبر ہے، اور چوں کہ ان کی جائے قیام سے قریب ہی مہدوی حضرات کی بیشتر آبادی ہے ؛ اس لئے ایک حد تک ان پر اس کی ذمہ داری بھی تھی، انہوں نے پوری گہرائی اور غیر جانبداری کے ساتھ مہدوی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اور اپنی طرف سے لمبی چوڑی بات کرنے کے بجائے، ان ہی کے اقتباسات پیش کردیئے ہیں، جو مسئلہ کی نوعیت اور صورت حال کی وضاحت کو دوپہر کی روشنی کی طرح واضح کرتے ہیں، نیز انہوں نے یہ ساری باتیں، وقار و متانت کے ساتھ، تحقیر و توہین کے بغیر اور نصح و محبت کے پیرایہ میں کہی ہیں اور اس کا اعتراف کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس مسئلہ کی نوعیت کو سمجھنے میں خود مجھے ان کے اس مسودہ کو پڑھنے سے بڑا نفع ہوا ہے ۔**فبارک اللہ فی علمه وعمله ووفقه وإیای لما یحب ویرضاه**

مؤلفِ کتاب ماشاء اللہ موفق عالم ہیں، کئی اہم دینی واصلاحی موضوعات پر ان کے رسائل طبع ہوچکے ہیں، کم عمر بچوں کے لئے نصابی ضرورت کے تحت ان کے دینیات کے رسائل بڑے مفید اور اپنے مقصد کے اعتبار سے کامیاب ہیں، انہوں نے علامہ حافظ ذہبیؒ کی "کتاب الکبائر" کا سلیس اور عام فہم زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے، جو ہر طالبِ اصلاح

کے لئے مشعلِ راہ کا درجہ رکھتا ہے، ماہنامہ ’’اشرف الجرائد‘‘ بھی ان کی قلمی کاوشوں کا آئینہ دار ہے، انہوں نے اپنے کچھ محبین و مخلصین کے تعاون سے تقریباً پچیس سال پہلے ’’اشرف العلوم‘‘ کے نام سے ایک تعلیمی مرکز قائم کیا تھا، جو اَب ننھے پودے سے شجر طوبیٰ بن چکا ہے اور اب یہ ادارہ ظاہری اور معنوی ہر دو پہلو سے حیدر آباد میں امتیازی شان کا حامل ہے اور بحمد اللہ اس کا دائرۂ فیض دن بہ دن وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔

ان سطور کو لکھتے ہوئے یہ حقیر ایک طرف مؤلف کو علماء کی طرف سے اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر مبارکباد دیتا ہے اور دوسری طرف اپنے ان بھائیوں —— جو ان مہدوی افکار وعقائد کے حامل ہیں —— سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کتاب کو ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ پڑھیں، اپنے ایک خیر خواہ بھائی کا تحفۂ محبت سوغات سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھائیں اور پورے خلوص کے ساتھ تلاش حق کے جذبہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ اس طرح وہ سچائی تک پہونچ سکیں گے اور آخرت کی نجات و کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں گے کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور اصل خسران آخرت کا خسران، **وباللہ التوفیق وھو المستعان**

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد)
۱۸؍ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ
۱۲؍ جون ۲۰۰۹ء شب جمعہ

لمحۂ فکریہ!

یہ بات ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ہے کہ احادیثِ شریفہ میں موعود امام مہدی ایک عالمی شخصیت اور دجال اور دجالیوں کے علاوہ سارے عالم کے مسلمانوں بالخصوص اہل علم ودین کے متفق علیہ محبوب اور واجب الاحترام بزرگ ہونگے۔ اسکے برخلاف آج تک جتنے لوگوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے وہ سب ایک مختصر سے گروہ کو چھوڑ کر امت کے سوادِ اعظم ——— علماء وعوام دونوں ——— کے مسترد کردہ ہیں۔

اس مختصر گروہ کے گردن پر یہ بارقرض جوں کا توں باقی ہے کہ انہیں کے مسلمہ مہدی کا حق اور موعود ہونا، ان کے علاوہ مدعیوں کا برخود غلط اور ناحق ہونا کن دلائل سے ثابت ہے۔ اسلئے کہ شیعوں کے اپنے مہدی الگ ہیں، قادیانیوں کے مہدی الگ، چن بسویشوروں کے مہدی الگ، پھر وقتاً فوقتاً نمودار ہونے والے مہدی الگ، اہل اسلام تو بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کسی پر بھی احادیثِ مہدی کا اطلاق نہیں ہوتا؟ اب ان کے ماننے والوں کا فرض ہے کہ وہ کتاب وسنت کے معتمد علیہ دلائل سے اپنے اپنے مہدی کی حقانیت کو ثابت کریں، کمزور موضوع اور ناقابلِ استدلال مقولوں اور منقولات سے نہیں!!

گذارش احوال واقعی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد !

تمام تعریفیں اس پروردگار عالم کیلئے ہیں جسکے لطف وکرم اور انعام اتم کے صدقہ میں ہمیں دین اسلام کی توفیق ملی ،اگر اسکی توفیق دستگیر نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاسکتے، درودوسلام اس ذات ستودہ صفات پر کہ جسکی راہنمائی نے ہمیں اپنے پروردگار کی معرفت اور ایمان کی دولت عطا کی ،جس کا لایا ہوا دین کامل ومکمل اور جسکی دی ہوئی دعوت ہر زمانہ کیلئے کافی وشافی ہے ،جسکے بعد نہ کسی کا دعوئے نبوت "نبوت" کہلاسکتا ہے اور نہ کسی کی اطاعت،"اطاعت مطلقہ" کا مقام پاسکتی ہے۔

حمد ونعت کے بعدان سطورکا راقم محمد عبد القوی غفرلہ الولی عرض پرداز ہے کہ میں بچپن سے مہدوی حضرات کے بارے میں سنتا رہتا تھا کہ یہ حضرات مسلمان کہلائے جانے کے باوجود اپنے مستقل ومخصوص افکاروخیالات رکھتے ہیں،اوراسی کے مطابق اپنی زندگی گذارتے ہیں،عرصہ تک سوچتا رہا کہ چال ڈھال ،اور عام تہذیب وتمدن میں مسلمان ہونے بلکہ ان میں سے بہت سے لوگوں کی وضع قطع مسنون اور عباوقبا سے آراستہ ہونیکے باوجود یہ حضرات اسلام اموراور عبادات میں عام مسلمانوں سے الگ تھلگ کیوں رہتے ہیں؟ دینی محفلوں اوراسلامی عبادتوں میں عام مسلمانوں کے ساتھ اختلاط کیوں نہیں رکھتے ؟حتی کہ مساجداور مراسم میں بھی مستقل اور علاحدہ کیوں رہتے ہیں؟ وغیرہ۔ بہت کھوجنے اور معلومات حاصل کرنے پر بس اسقدر معلوم ہوسکا کہ" وہ لوگ امام مہدی کے آچکنے کے قائل ہیں اور ہم مسلمان منتظر!" یہ جواب اطمینان بخش نہ تھا،اسلئے شعور،محض اتنی

سی بات کوتہذیب و مذہب میں اسقدر فاصلے اور معاشرت وتعلقات میں اتنی دوری کی وجہ تسلیم کر لینے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا،لیکن میرے گھرانے کے مخصوص ومحدود ماحول کی وجہ سے ——جسمیں اچھی خاصی عمر تک بھی نہ میرے کوئی دوست احباب تھے اور نہ ہی عام لوگوں سے کچھ تعلقات، ——میری اس جستجو کا کوئی حل نہ نکل سکا اور نہ ہی اس سوال کا کوئی معقول ومضبوط جواب مل سکا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عوام الناس میں دین کی خدمات کے مواقع ملے اور اسی سلسلہ میں تقریباً چوبیس سال قبل محلّہ اکبر باغ کی ''مسجد اکبری'' میں امامت وخطابت اور درسِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوا، پھر یہیں پر بفضل الٰہی ''ادارہ اشرف العلوم'' کا قیام عمل میں آیا تو ان خدمتوں کی نسبت سے عوامی رابطہ بڑھا اور لوگ مسئلے مسائل معلوم کرنے اور دینی معاملات میں مشورے کرنے کیلئے رجوع ہونے لگے،اسی ضمن میں بعض نوجوان اپنے مہدوی دوستوں کے بارے میں بھی معلوم کرتے تھے کہ ان کا دینی موقف کیا ہے؟اور بعض مہدوی نوجوان بھی خود اپنی اور اپنے اہل السنّت دوستوں کی تہذیب میں فرق،اور گھر والوں کی طرف سے بعض ہدایات و پابندیوں کے حوالہ سے تحقیق کیلئے رجوع ہوتے تھے۔

اسی اثناء میں غالباً اکتوبر۱۹۹۳ء میں اخبارات میں چھپے ایک مضمون بعنوان ''تکمیل دین کیلئے بعثت مہدی کی ضرورت'' کے بعض اقتباسات کولیکر ایک ہنگامہ کھڑا ہوا،''اہل سنت'' کی طرف سے اس مضمون کے خلاف فتوے شائع ہوئے،اور''مہدوی قوم'' نے بھی ان فتووں اور مفتیوں کی تردید میں سخت مضامین لکھے،الغیر!اس ہنگامے سے کسی کا کچھ بھلا ہوا یا بُرا مجھے نہیں معلوم! لیکن میرا فائدہ یہ ہوا کہ اسکی بدولت ''مہدوی خیالات ونظریات'' کی تحقیق کا جو خیال سرد پڑ گیا تھا وہ پھر سے تازہ و پختہ ہوگیا۔اتفاق سے انہی دنوں قدیم کتابوں کی ایک دوکان میں ''ہدیہ مہدویہ'' نامی کتاب نظر آئی تو اسکو خرید کر مطالعہ کیا،اس کتاب میں ''مہدوی قوم'' کی متعدد کتابوں کے حوالہ سے ان کے ایسے عقائد کی نشاندہی کی گئی ہے جو''اہل السنۃ والجماعت'' کے متفق علیہ عقائد سے بالکل جداگانہ بلکہ وجوہِ کفر پرمبنی ہیں،اس وقت میں نے بھی ریاست کی تین بڑی جامعات ''جامعہ نظامیہ''،''دارالعلوم

حیدرآباد" اور" دارالعلوم سبیل السلام" کے مفتیانِ کرام کی تحریرات اور مصنفِ ہدیۂ مہدویہ کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر" ماہنامہ اشرف العلوم" جنوری ۱۹۹۴ء کے اداریہ میں ایک مضمون (جس میں مناظرانہ طرز وطعن کے بجائے مخلصانہ دعوتِ غور وفکر کا اسلوب اختیار کیا گیا تھا) لکھا، اسکو پڑھ کر دو ایک مہدوی حضرات نے مجھ سے ملاقات کی، اور تبادلۂ خیال بھی کیا، مگر پھر یہ معلوم نہو سکا کہ ان کا مقصد کیا تھا اور اس گفتگو کا نتیجہ کیا نکلا؟

البتہ ان حضرات کی گفتگو کے دوران کچھ اور نئی معلومات حاصل ہوئیں جن سے اندازہ ہوا کہ "مہدویت" محض فروعی اختلافات پر مبنی مسلمانوں کی ایک جماعت نہیں بلکہ ایک مستقل نظر وفکر کی حامل تحریک ہے، حتی کہ ان خیالات کی تصدیق نہ کرنے اور ان کو تسلیم نہ کرنے والا شخص ان کے نزدیک حقیقت میں مومن ہی نہیں۔ بالفاظ دگر غیر مہدوی، غیر مومن ہیں، صرف مہدوی قوم ہی تصدیق مہدی وتعلیمات مہدی کی بدولت صاحب ایمان ہے۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا کہ سنی سنائی باتوں یا علماء اسلام کے فتاوی یا مہدویت کے رد میں لکھی گئی تحریرات مثلاً " ہدیہ مہدویہ" وغیرہ ہی سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے بجائے مہدوی راہنماؤں کا لٹریچر اور انہی کے شائع کردہ کتب فراہم کرکے ان کے معتمد علیہ ماخذ کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے، تاکہ حقیقت حال بلاواسطہ براہِ راست سامنے آئے اور معلومات چاہنے والوں کو پوری بصیرت اور کامل اعتماد سے اس تحریک کے بارے میں کچھ بتلایا جاسکے۔ چنانچہ جب میں نے اس سلسلہ میں کتابوں کی تلاش شروع کی تو مجھے اس تحریک سے متعلق درج ذیل کتب حاصل ہوئیں۔

(۱) بندگی میاں سید برہان الدین کی "شواہد الولایت" (۲) بندگی میاں سید روح اللہ کی "پنج فضائل" (۳) بندگی میاں شاہ قاسم کی "جامع الاصول" (۴) بندگی میاں عبدالغفور سجاوندی کی "ہژدہ آیات وخلاصۃ الکلام" (۵) بندگی میاں ولی جی کی "انصاف نامہ المعروف بہ متن شریف" اور (۶) "حجۃ المنصفین" (۷) بندگی میاں عبدالملک سجاوندی کی "خصائص امام مہدی موعود" (۸) سید خدا بخش رشدی کا "رسالۂ دینیات" موسوم بہ

"چراغ دین مہدی" (۹) بحرالعلوم سید اشرف شمسی کی "القول المبین" (۱۰) علامہ سید نصرت صاحب کی "کحل الجواہر لارباب البصائر"۔ان کے علاوہ متعدد رسائل، جو حیدرآباد کی مقامی تنظیموں کی جانب سے شائع کردہ ہیں، دستیاب ہوئے۔میں نے ان میں سے بعض کتابوں کا سرسری اور بعض کا گہرائی سے مطالعہ کیا، جو مجموعی تاثرات مہدوی لٹریچر کے مطالعہ کے بعد میرے ذہن میں آئے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ "مہدویت" کی بنیاد میراں سید محمد جونپوری کے دعوئے مہدیت اور ان کے زمانہ کے بعض لوگوں کی طرف سے اس کو قبول کر لینے پر قائم ہے۔

۲۔ میراں سید محمد جونپوری کے شخصی احوال مہدوی لٹریچر میں کچھ اور ہیں تاریخ میں کچھ اور، دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

۳۔ قیامت سے بالکل متصل مخصوص نشانات وعلامات کے ساتھ ایک "مہدی" کے ظہور کی جو خبریں احادیث میں وارد ہیں، ان کو بعد کے لوگوں نے بہ تکلف سید محمد جونپوری صاحب پر فٹ کر کے انہی کو ان کا مصداق بتلانے کی کوشش کی ہے، جبکہ تمام علماءِ اسلام کا اسکے برخلاف اعتقاد ہے۔

۴۔ مہدویت میں میراں صاحب کو ایک ہادی وداعی یا ایک خدارسیدہ بزرگ مان لینا کافی نہیں ہے، بلکہ انبیاء کرام کی طرح انہیں "مامور من اللہ معصوم عن الخطاء اور مفترض الطاعۃ" ماننا بھی مومن ہونے کیلئے لازمی اور ضروری ہے۔

۵۔ مہدویت میں اگرچہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد کا لفظوں میں انکار نہیں کیا گیا ہے مگر ان کے ساتھ مزید کچھ خیالات ونظریات کی تصدیق وتسلیم کو لازمۂ ایمان اور ان کے انکار کو سبب کفر قرار دیا گیا ہے، جبکہ علماء اہل اسلام کے نزدیک ایمانیات میں کمی جس طرح حرام ہے زیادتی کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۶۔ مہدویت میں نبوتِ محمدی اور ولایتِ محمدی کو دو علاحدہ حقیقتیں اور ان کے ظہور کیلئے دو علاحدہ زمانوں اور علاحدہ شخصیتوں کو فرض کر کے ایک کا اہل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اور

دوسرے کا اہل ''سید محمد جونپوری'' کو قرار دیا گیا ہے نیز دونوں شخصیتوں کو ایکدوسرے کیلئے لازم وملزوم اور مرتبہ ومقام میں یکساں وہمسر مان لیا گیا ہے، جو حضرت محمد ﷺ کے مرتبۂ بلند کی توہین اور مقامِ نبوت کی صریح حق تلفی ہے، جبکہ اہل اسلام میں کوئی بھی اس فرضی تقسیم اور اسکے شرعی حکم کا قائل نہیں ہے، اور نہ مہدویوں کے پاس اسکے ثبوت کیلئے کوئی معقول اور قابل قبول دلیل موجود ہے اور جو کچھ دلائل بزعم خویش وہ پیش کرتے ہیں وہ ''عقیدہ'' جیسے بنیادی مسئلہ کے ثبوت میں چنداں قابل اعتناء نہیں ہیں۔

۷۔ چنانچہ اس ہمسری کو قائم رکھنے کے لئے سید محمد جونپوری صاحب کی تعظیم کے لئے درود شریف، ان کی بیویوں کیلئے ازواج مطہرات، ان کے معتمدین کے لئے خلفاء راشدین، ان کے احباب کیلئے صحابۂ کرام، ان کی دعاء کیلئے رضی اللہ عنہ، انکی ایک بیوی کیلئے خدیجۂ زماں، ایک کیلئے عائشہ، بیٹی کیلئے فاطمۃ الزہراء، نواسہ کیلئے حسن، ایک خلیفہ کیلئے صدیق، ایک کیلئے فاروق، انکی ایک جنگ کیلئے جنگِ بدر، انکے خوارق کیلئے معجزہ ان کی زبان سے جنّتی قرار دئے جانے والوں کیلئے مُبشَّر وغیرہ جیسی تمام نبوی اصطلاحات وپیغمبرانہ خصوصیات کا بہ اہتمام وبلا تکان استعمال کیا جاتا ہے، حد یہ ہے کہ ایسا نہ سمجھنے والے پر نفاق یا کفر کا اندیشہ بھی کیا جاتا ہے۔

۸۔ ذات وصفات میں یکساں اور ہمسر ہونے بلکہ حقیقت ذات میں بھی ''ایک ذات ایک وجود'' ہونے کے مفروضہ کو نباہنے کے واسطے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت لامثالیہ کے ولادت سے لیکر وفات تک ایک ایک اہم واقعہ کو لیکر تھوڑے تغیر وتبدل کے ساتھ میراں صاحب کی زندگی میں کہیں نہ کہیں اسطرح چسپاں کردیا گیا ہے، کہ ''سیرت طیبہ'' سے واقف ایک ادنی طالب علم بھی مہدوی لٹریچر کے مطالعہ کے دوران اس کشیدہ کاری اور ملمع سازی کو بآسانی سمجھ سکتا ہے، نام اور بعض صفات جسمانی میں مہدی کا نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہونا تو خیر احادیث سے معلوم ہوتا ہے، لیکن تمام معاملات وعادات، ارہاصات ومعجزات، حوادث وواقعات حتی کہ حقیقت ذات میں دونوں کا قطعاً ہم صفات بلکہ ہم ذات ہونا اس طرح کہ

سر موفرق نہ ہو، ان حضرات کا ایسا باطل و بے سرو پا نظریہ ہے کہ اسکو ایک عالم کا علم و عقل تو کیا، عام مسلمانوں کی فطرتِ سلیمہ بھی قبول نہیں کرسکتی۔

۹۔ اپنی کتب میں جہاں بھی میراں سید محمد جونپوری کی ''مہدویت'' کے ثبوت کا مسئلہ ہوتا ہے وہاں سارا زور ظہور مہدی سے متعلق احادیث، ان کے تواتر، علماء امت کے ان پر اعتماد کرنے اور ان کے انکار کے کفر ہونے کے متفق علیہ موضوع پر صرف کردیتے ہیں، لیکن اصل مسئلہ یعنی یہ ثابت کرنا کہ ''ان حدیثوں کے مصداق سید محمد جونپوری ہی ہیں'' اسے یا تو چھیڑتے ہی نہیں یا پھر بہ تکلف و تصنع ان پر انطباق کی لاحاصل سعی، اور نہ ماننے والوں پر غیظ و غضب کے اظہار پر اکتفاء کرلیتے ہیں، یا پھر زیادہ سے زیادہ یہ کہہ کر دامن بچالیتے ہیں کہ میراں صاحب اور ان کے با اعتماد خلفاء کے فرمادینے کے بعد اسکو حق سمجھنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۱۰۔ مذہب کے عقائد و اعمال کا مکمل انحصار میراں صاحب کے ملفوظات اور ان کے چند بقول خود جلیل القدر خلفاء کے ارشادات اور ان کی تعلیمات پر ہے، کتاب و سنت سے استدلال و استشہاد بہت کم ہے، بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میراں صاحب اور ان کے خلفاء کے فرمادینے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی، کہیں کہیں آیات و احادیث بھی پیش کرتے ہیں مگر ان احادیث کا نفس مسئلہ پر اطلاق و انطباق بلا تصنع اور بلا تحریف معنی کے ممکن نہیں ہے، جا بجا بعض صوفیاء کا کلام بھی لائے ہیں، خصوصاً شیخ اکبرؒ کا، حالانکہ اولاً تو ان کے کلام کو سمجھنا اور اسکی بہتر تاویل کرنا خود دشوار گذار ہے، ثانیاً عقائد کے معاملہ میں ان کے اقوال کچھ بھی وزن نہیں رکھتے، اس سلسلہ میں مجدد الف ثانیؒ کا یہ قول کہ ''ہم کو فتوحات مدنیہ یعنی احادیث مبارکہ نے فتوحات مکیہ[۱] سے اور نصوص، یعنی آیات قرآنیہ نے فصوص[۱] سے مستغنی کردیا ہے'' عقل و نقل کے موافق ہونیکی وجہ سے قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۔ یہ دونوں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی کتابوں کے نام ہیں۔

۱۱۔ یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے جو راقم نے تمام کتب کے مطالعہ کے بعد "حاصل مطالعہ" کے طور پر تحریر کیا ہے، آخر رسالہ میں مولانا مفتی محمد اسعد قاسم سنبھلی صاحب کا مرقومہ تقابلی موازانہ بڑھا دیا گیا ہے جو مہدئ موعود اور مہدئ مدعی کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو سمجھنے میں مدد دے گا، اور اختتامیہ مہدوی برادری سے ایک دردمندانہ گذارش پر کیا گیا ہے، جو اس پوری محنت کا اصل محرّک ہے۔

۱۲۔ جن کتابوں سے میں نے اقتباسات نقل کئے ہیں ان کا اصل نسخہ مطبوعہ میرے پاس محفوظ ہے، تاکہ سند رہے اور عندالضرورۃ کام آئے۔

۱۳۔ آخر میں میں مہدوی بھائیوں اور ان کے بزرگوں سے مخلصانہ ومحبانہ خواہش کرتا ہوں کہ مہدوی تحریک کی کتب میں موجود ان اقتباسات کا خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ عالی سے ہمسری و برابری بلکہ تفاضل کی جسارتوں کا سنجیدگی وغیرت ایمانی سے نوٹ لیں، غیظ وتعصب کے بجائے صبر وتحمل کے ساتھ پڑھیں، اور کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کریں، اللہ بہتر جانتا ہے کہ میرا منشاء بحث ومباحثہ اور جدل ومناظرہ ہرگز نہیں، نہ اسکی فرصت ہے نہ میرا مزاج! ہم سب اپنی آخرت کی کامیابی کے متمنی ہیں، جبکہ اس کا حصول اعتقادات کی صحت کے بغیر ممکن نہیں، اسلئے ان غیر معتبر وغیر مستند باتوں کو چھوڑ کر امت کے سوادِ اعظم یعنی اہل اسلام سے وابستہ ہوجانا ہی عافیت وسلامتی کا راستہ ہے، اللہ پاک ہر ایک کو قبول حق کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اسکے بندوں کی "ایک مخلص وسنجیدہ مگر غلط فہمی سے حق سے دور افتادہ جماعت" کی ہدایت کے لئے کی گئی اس مختصر سی سعی وکاوش کو شرف قبول عطا فرما کر ان بھائیوں کے ہدایت یاب ہونے کا وسیلہ بنادے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالقوی غفرلہ

۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

شواہد الولایت

مولفہ

حضرت بندگیمیاں سید برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت بندگیمیاں سید شہاب الدینؒ ابن حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ

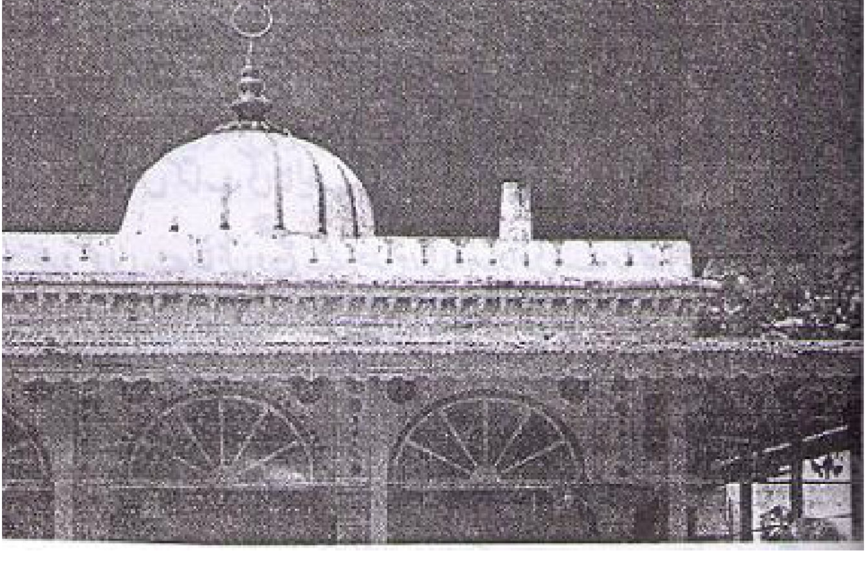

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ ”شواہد الولایت“ کے بارے میں

یہ کتاب مہدویت کے نہایت ہی عالی مرتبت بزرگ اور میراں صاحب کے انتہائی چہیتے داماد وخلیفہ، صدیق ولایت، امیر سید خوندمیر کے پڑپوتے یعنی بندگمیاں سید برہان الدین کی تصنیف کردہ ہے، جسمیں مصنف نے چالیس ابواب میں چالیس عنوانات کے تحت گفتگو کی ہے، اور بزعم خویش نہایت مدلل گفتگو کر کے ہر باب کے اختتام پر آیت قرآنی ”فَبِاَیِّ اٰلاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ“ نقل کر کے ان باتوں کے جھٹلانے والوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے، انہوں نے اس کتاب کے مضامین کو نقل کرنے میں کمال احتیاط اور غایت تحقیق سے کام لینے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور بقول ان کے انہوں نے میراں صاحب کے جلیل القدر تابعین کی تصنیفات حجۃ المنصفین، انصاف نامہ، مطلع الولایت، اور جنت الولایت جیسے معتبر ماخذ سے انتخاب کر کے اس کتاب کی تالیف کی ہے، اور ”جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستان پور حیدرآباد“ نے متعدد نسخوں سے تقابل وتصحیح کے بعد پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے، اس لئے اس کتاب کو مہدوی مذہب کے عقائد کی تحقیق کیلئے میں نے دوسرے رسائل پر ترجیح دی ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اس کتاب کے مقدمہ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ”سلف صالحین کی یہی کتابیں خلف کا صحیح ماخذ ہیں“ چنانچہ اسی کتاب کے اقتباسات کی روشنی میں ہم ناظرین کو ”مہدویت“ کا مطالعہ کرانا چاہتے ہیں، اسکے بعد دوسرے رسائل سے بھی بعض اہم عبارات خیالاتِ مہدویہ کی جانکاری کیلئے پیش کرینگے، آگے بڑھنے سے قبل چند

باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

(۱) میں نے کوئی عبارت حوالہ درحوالہ نقل نہیں کی ہے، براہِ راست خود مطالعہ کر کے اقتباس کیا ہے، البتہ طوالت سے بچنے کے لئے بقدر ضرورت عبارت پر اکتفاء کیا ہے، جن کتب سے میں نے یہ عبارات نقل کی ہیں وہ سب کتب میرے پاس موجود ہیں، نقل میں ممکنہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے ۔

(۲) مصنف کی عبارات میں حتی المقدور میں نے اپنی طرف سے کسی تشریح سے اجتناب کیا ہے، الا یہ کہ عبارت اس قدر مغلق یا اتنی قدیم تھی کہ بغیر اس وضاحتی اضافہ کے چارۂ کار نہ تھا مگر یہ بھی کہیں کہیں پیش آیا ہے اور اسے قوسین سے ممتاز کر دیا گیا ہے۔

(۳) میری عبارت یا عنوان میں میراں صاحب اور ان کے خلفاء کیلئے معروف القاب کی رعایت نہیں ہے، کیونکہ میرے اعتقاد میں اس کی گنجائش نہ تھی، نقل عبارت میں البتہ اس کا خیال (مصنف کے عقیدہ کے مطابق) رکھا گیا ہے۔

(۴) "میراں صاحب" سے مراد مہدویوں کے" امام مہدی" یعنی سید محمد جونپوری صاحب ہیں، جو اس تحریک کے ظہور کا مدار حقیقی ہیں، "امیر کبیر" سے مراد ان کے داماد "سید خوندمیر صاحب" ہیں اور "ثانی مہدی" سے مراد ان کے صاحبزادہ "سید محمود صاحب" ہیں، یہی ائمہ ثلٰثہ اور چند دیگر مہدوی رہنماؤں کے اقوال منقولہ اور ارشاداتِ مرویہ اس تحریک کی اصل اور بنیاد ہیں۔

(۵) عنوانات سب میرے قائم کردہ ہیں جن میں حتی المقدور انہی کے الفاظ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ نیز عبارات کی وضاحت کیلئے حسبِ ضرورت تنقیدی یا تعارفی جو نوٹ میں نے لکھے ہیں انہیں اور مصنف کی عبارات کو ایکدوسرے سے ممتاز رکھا گیا ہے تا کہ تلبیس کا شبہ نہ ہو۔

مہدوی عقائد

(۱) میراں صاحب کا مقبرہ کعبۃ اللہ کی طرح مقدس ہے۔

اس کتاب کی تمہیدی گفتگو میں مصنف اپنے امام مہدی کی درگاہ پر حاضری کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> جب میں شرفِ زیارت سے روضۂ مطہرہ متبرکہ منورۂ امام المشارق والمغارب بالتحقیق کے جو بیت العتیق (خانہ کعبہ[۱]) کی طرح مقدس ہے مشرف ہوا (ص:۵)

مصنف نے (ص: ۴۶۹) پر بھی "مقبرۂ مہدی" کا ذکر انہی الفاظ میں کیا ہے، مذکورہ بالا عبارت میں اپنے امام کو "امام المشارق والمغارب" یعنی تمام مشرقوں اور تمام مغربوں کا امام اور ان کی قبر کو "بیت العتیق" یعنی کعبۃ اللہ کی طرح مقدس قرار دیا ہے، جو عقیدت میں حد سے تجاوز مذموم اور غلو ہونے کے علاوہ کعبۃ اللہ کی توہین بھی ہے۔

(۲) میراں صاحب سرورِ کائنات، پیغمبر صفات اور خاتم الاولیاء ہیں۔

کچھ احباب کی طرف سے میراں صاحب کے احوال پر کوئی رسالہ تصنیف کرنے کی خواہش اور اسکی غرض کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> تا کہ سب لوگوں کو حضرت سرور کائنات امام علیہ السلام کے حالات۔ جن کی ذات پیغمبر صفات خاتم الاولیاء ہے۔ ابتداء سے انتہاء تک معلوم ہوتے (ص:۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱) مہدویوں کے نزدیک سید محمد جونپوری صاحب کی ہستی سرور کائنات تھی جبکہ اہل اسلام کے نزدیک کائنات کی سروری صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کا

[۱] یہ صراحت بھی اصل کتاب ہی کی ہے۔

مرتبہ ہے، آپ کا ارشاد ہے "انا سید ولد آدم یوم القیامۃ "(۲) وہ پیغمبر صفت تھے: عام انبیاء کرام علیہم السلام کی شان بھی امت کے اولیاء وصلحاء سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے، چہ جائے کہ کوئی امتی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ السلام کے مرتبہ اور شان کا ہو جائے ؟ یہ بات بھی اہل اسلام کے اعتقادات کے خلاف ہے (۳) وہ خاتم الاولیاء تھے: جبکہ اہل اسلام کے اعتقاد کے مطابق نبوت کا دروازہ تو بند ہو چکا ہے لیکن ولایت کا دروازہ حضرت محمد ﷺ کے امتیوں کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے، تمام مسلمان اللہ کے ولی ہیں گو مرتبہ میں کم زیادہ ہوں، مگر ولایت کسی پر ختم ہوئی، نہ ہوگی۔

(۳) قرآن کریم میں "نور" کا لفظ جہاں کہیں ہے، اس سے " نبوت محمدیؐ " کے ساتھ " ولایت مہدی " بھی مراد ہے۔

سورۂ نساء کی آیت :۱۷۴، سورۂ مائدہ کی آیت:۱۵، اور سورۂ تغابن کی آیت:۸ کا ذکر کر کے مصنف رقم طراز ہیں:

> "اَنزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوراً مُّبِيناً" "قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ" "اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا" جاننا چاہیے کہ ان مذکورہ آیات میں الفاظ نور سے مراد نبوتِ محمدیؐ کا نور اور ولایتِ ذاتِ آنحضرت (مہدی) کا ظہور ہے (ص:۱۰)

آنحضرت سے نبی کریم ﷺ ہی مراد ہیں تب بھی ولایت محمدی سے ان حضرات کی مراد میراں سید محمد جونپوری ہی ہوتے ہیں نبوتِ محمدی کو الگ کرنا بھی اس کا قرینہ ہے، جبکہ مفسرین کرام نے لفظ نور سے "قرآن کریم" یا "نبی کریم ﷺ" کو مراد لیا ہے، اور اسی پر اہل اسلام کا اتفاق ہے، مگر مہدوی حضرات نے اسمیں اپنی طرف سے بلا کسی دلیل کے میراں صاحب کو شامل کر دیا ہے، جس کا کوئی جواز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تفسیر بالرائے ہے جو کہ بالاتفاق حرام ہے۔

(۴) تمام انبیاء و اولیاء میراں صاحب کے چشمۂ علم سے علم پاتے ہیں۔

مصنف کتاب "شواہد الولایت" کی یہ حیرت انگیز "تحقیق" بھی قابل ملاحظہ ہے:

پس حاصل یہ کہ تمام رسل اور اولیاء علم پاتے ہیں خاتم الاولیاء کے مشکواۃ سے اور اسی لئے خاتم الاولیاء کو شمس ہدایت ولایت کہا جاتا ہے اور سب انبیاء و اولیاء مانند منازلِ آسمانی کے ہیں، پس اس اعتبار سے فرمایا ہے رسول مختار ﷺ نے کہ ولایت افضل نبوت سے ہے (ص:۱۲ و ۱۳)

مذکورہ تمثیل میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مرتبۂ لبند کو اپنے امام کے سامنے اس طرح پامال کیا ہے کہ کسی صاحب ایمان کے لئے قابل تحمل نہیں ہوسکتا، پھر اسکے استدلال میں جو بے جوڑ دلیل پیش کی ہے اس کا ذخیرۂ احادیث میں کوئی اعتبار ہے نہ محدثین کے نزدیک وہ قابل احتجاج ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اس کو حدیث مان بھی لیا جائے تو اس سے ولایت یعنی حضرت محمد ﷺ کے تعلق مع اللہ کا انکی نبوت کے ظاہری احکام سے افضل ہونا ثابت ہوسکتا ہے، اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ میراں صاحب خاتم الاولیاء ہیں اور تمام انبیاء ان سے کسب فیض اور تحصیل علم کرتے ہیں؟

(۵) میراں صاحب کا مرتبہ اللہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے مرتبہ کے برابر ہے۔

ایک عبارت کو حدیث کہہ کر — جو محدثین کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں رکھتی — اسکے ذریعہ ایک پورا فلسفہ مذہب تیار کیا ہے:

میراں سید خوند میر نے فرمایا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کیلئے نظیر ہے اسکی امت میں، یعنی اس کا مثل ہے اور نبی کا مثل نہیں ہوتا مگر وہی شخص جس کا درجہ اللہ کے پاس مثل نبی کے درجہ کے ہو، پس جب اسکو نبی کا درجہ حاصل ہوا تو ضرور ہے کہ وہ خلیفہ ہو اپنے زمانہ میں، اور خاتم النبین ﷺ کیلئے بھی نظیر ہے آپ کی امت میں اور وہی مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (ص:۱۴)

پوری امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں، کوئی امتی انکی ہمسری و مثیلی تو کیا کرسکتا ہے؟ کوئی نبی بھی انکی برابری کا مدعی نہیں ہوسکتا، مہدویوں کے پاس اپنے اس دعوے کی — کہ مہدی کا درجہ اللہ کے پاس مثل نبی کے درجہ کے ہے — کوئی قطعی دلیل نہیں محض ظن وتخمین اور خوش فہمی ہے۔

(۶) ہر ہر امر میں میراں صاحب نبی کریم ﷺ کے مانند ہیں۔

درج ذیل عبارت کو ملاحظہ کیجئے اوران حضرات کے عقل وعقیدہ کا ماتم کیجئے!

> اگر کہا جائے کہ کیوں ذکرنہیں کیا گیا قرآن میں مہدیؑ کا نام صاف وصریح طور پر؟ (جبکہ) اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا ذکر اس میں چھوڑا نہیں، پھر مہدیؑ کے نام کا ذکر کیسے چھوٹ گیا؟ تو کہا جائیگا کہ مہدیؑ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بنی ﷺ کے ذکر کے لحاظ سے، (یعنی نبی کا ذکر ہو جانے کی وجہ سے مہدیؑ کے ذکر کی ضرورت نہ رہی) کیونکہ مہدیؑ کی دعوت نبی کی دعوت کے مانند، آپ کا علم نبی کے علم کے مانند، آپ کا گروہ نبی کے گروہ کے مانند، آپ کا حال نبی کے حال کے مانند، آپکی ذات نبی کی ذات کی مانند آپ کا صبر نبی کے صبر کے مانند اور آپ کا توکل نبی کے توکل کے مانند ہے اور اکثر امور میں آپ صورتاً وسیرتاً نبی کے برابر ہیں (ص:۱۵)

اسکے علاوہ ص:۱۶ تا ۱۷ ار پر ایک ایک صفت کا ذکر کر کے میراں صاحب کو نبی پاک ﷺ کے مانند قرار دینے کے بعد خلاصۃً کہا گیا ہے کہ

> بلکہ آپ کی تمام صفات ذاتی نبی کی صفات ذاتیہ کے مانند ہیں بلا کسی کمی بیشی کے (ص:۱۷)

اہل اسلام میں سے آج تک کسی نے اپنے لئے یا اپنے کسی پیشوا کیلئے نبی کریم ﷺ کیساتھ ایسی تساوی و برابری کا دعویٰ نہیں کیا، سوائے مدعیانِ نبوت کے۔ اور اگر اہل اسلام میں سے کبھی کسی کی سبقتِ لسانی یا سکر و مدہوشی کے اثر سے ایسی کوئی بات سرزد ہو بھی گئی تو خود ان کے متبعین نے اسے کتاب وسنت کی تعلیمات کے مقابلہ میں مردود و نا قابلِ قبول قرار دیا، تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں، اس کے برخلاف مہدوی قوم ان خلافِ شرع باتوں کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتی ہے بلکہ ایمان کیلئے لازم وضروری سمجھتی ہے۔ **فیا حسرۃ علیھم**

(۷) میراں صاحب معنوی محمد، مانند احمد، بلکہ ذات احدیت (خدا) ہیں۔

بندگی میاں امین محمد —— جنہیں مصنف نے جماعت مہدویہ کا ایک عارف قرار دیا ہے —— کی مہدی کی شان میں یہ عقیدت جو غلو و افراط کی آخری حد ہے قابل دید ہے:

اے مہدیٔ آخر زماں معناً محمد آئے تم
بارک اللہ مرحبا مانند احمد آئے تم
مہرولایت نامور پشت مبارک پر لئے
بحرحقائق میں رواں بے میم احمد آئے تم (ص:۱۷)

بے میم احمد ''احد'' بنتا ہے،اوراحد صرف اللہ کی ذات ہے،'' **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** ''
مذکورہ منقبت کا آخری مصرعہ کا مطلب تو یہ ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ زمین پر بشکلِ مہدی ظاہر ہوگیا، پھر چونکہ یہ دعویٰ بہت خطرناک تھا،ادھر مصنف اسکو چھوڑ نا بھی نہیں چاہتے تھے،اسلئے ان کو اسی کتاب میں دوسری جگہ یہ حاشیہ چڑھانا پڑا کہ

یہ اشارہ انا احمد بلامیم سے تعلق رکھتا ہے سمجھنے والا ہی اس کو سمجھے گا۔(ص:۹۰)

(۸)میراں صاحب ابوبکرؓ وعمرؓ سے بھی افضل ہیں۔

بحکم اجماع مہدی ہی نبی کے تابع تام ہیں،اور ایسی متابعت آپ کے سوا کسی اور کیلئے تسلیم نہیں کی جاسکتی،اگر چہ کہ (وہ) خلفاء راشدین ہی (کیوں نہ) ہوں،کیونکہ خلفاء راشدین (باوجودیکہ) سب کے سب افضل سب تابعین کاملین سے ہیں،لیکن مہدی ان سے بھی افضل ہیں،کیونکہ آپ نظیر نبی اور موعود بزبان نبی ﷺ ہیں دلائل واضحہ سے (ص:۱۸)

کاش!ان ''دلائل واضحہ'' میں سے کچھ ذکر کرنے کی زحمت فرمائی جاتی،جمہورِ امت تو حضرت ابوبکرؓ کو انبیاء کے بعد سب سے افضل تسلیم کرتے ہیں۔

(۹)میراں صاحب کے اخلاق،نبی کریم ﷺ کے اخلاق حمیدہ سے قطعاً و یقیناً بہ ہمہ وجوہ (یعنی ہر طرح) موصوف تھے۔

ایک نبی کی موافقت دوسرے نبی کے ساتھ، اور ایک رسول کی موافقت دوسرے رسول کے ساتھ اخلاق ہی میں ہوتی آئی ہے نہ کہ ترتیب ظاہر میں، مگر یہ خصوصیت حضرت امام آفاق کی ہے کہ اپنے متبوع (حضرت محمدؐ) کے ساتھ ولادت کی نشانیوں میں متحد (ہونے سے لیکر) اور تمام صفات ذات (تک) جو کہ اخلاق محمدی ہیں قطعاً و یقیناً بہ ہمہ وجوہ موصوف تھے، کیونکہ مہدئ موعود آپ ہی کی ذات مبارک ہے۔(ص:۱۸/۱۹)

جس کا صاف سیدھا مطلب یہ ہے کہ سید محمد جونپوری صاحب، نبی کریم ﷺ ہی کا نعوذ باللہ دوسرا ظہور ہیں۔

(۱۰) میراں صاحب کا وجود عین ''نور حق'' تھا۔

واضح ہو کہ وجود ہر دو محمد کا عین نور حق تھا، نص قرآنی ''وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْراً مُّبِیْناً'' کے حکم سے اور حدیث مخصوص ''انا من نور اللہ و کل شئ من نو ری'' کے حکم سے (ص:۲۵)

''عین نور حق'' کے لفظ سے کیا چاہتے ہیں قارئین سمجھ ہی گئے ہوں گے! سوال یہ ہے کہ آیت و روایت کے مصداق میں سید محمد جونپوری صاحب کو شامل کرنے کا جواز کس دلیل سے نکلا؟ جب کہ کسی خاص دعوی کیلئے خاص دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اسکی وضاحت مطلوب ہے! اور یہ بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص بھی اس قسم کی آیات و روایات کو اپنی تائید میں پیش کرے تو اس کے دعوے کو کس دلیل سے مہدوی قوم رد کر سکتی ہے؟

(۱۱) میراں صاحب کے اعضاء بھی ''خدا کا نور ذات'' تھے۔

میراں صاحب کے ایک دانت ٹوٹنے کا مفصل واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جب اس دانت کو اپنے پاس رکھنے کے سلسلہ میں انکی اہلیہ اور برادر نسبتی میں جھگڑا بڑھا تو میراں صاحب نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

یہ خدا کا نور ہے ذاتِ خدا سے ہرگز جدا نہیں رہیگا، پس بہ تحقیق ثابت ہو چکا کہ ذاتِ مہدی تمام نور حق تھی اسی لئے اللہ تعالی نے انکی تاریخ پیدائش ۸۴۷ھ کو ''یَـا اَیُّهَـا النَّاسُ قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْراً وَ وُجُوْداً مُّبِیْناً'' میں ظاہر فرمائی ہے (ص:۲۶)

ھـذا بھتــان عظیم کیسی واہیات دلیل ہے، جس کا علم وخرد سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ظاہر فرمانا تو قرآن کے ذریعہ ہوتا ہے یا نبی کے ذریعہ، حق تعالیٰ کو میراں صاحب کی تاریخِ پیدائش نکال کے نازل کرنیکی جو ضرورت پڑی، وہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں! تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدویوں کو پہونچی کہاں سے؟

(۱۲) میراں صاحب کی کنیت "دادا" کے نام سے تھی۔

دنیا جانتیہے کہ کنیت یا تو اولاد کے نام سے ہوتی ہے، یا کسی خاص صفت کی مناسبت سے یا کسی شئے کی نسبت سے ہوتی ہے، مگر میراں صاحب کی کنیت کے بارے میں ان کے والد سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا:

> ''ہمارے دادا کا نام سید قاسم تھا اس بناپر کبھی کبھی (ہم ان کو) ابوالقاسم کہا کرتے ہیں''
> (ص:۳۳)

(۱۳) میراں صاحب نے داماد کو حقیقی بیٹا قرار دیا؟

اسی طرح عام طور سے لوگ کسی چھوٹے کی خدمت اور سعادت مندی سے متأثر ہوکر اسکو محبۃً ومجازاً "بیٹا" کہدیا کرتے ہیں، مگر میراں صاحب اپنے داماد کی محبت وعقیدت سے متاثر ہوکر ان کے "حقیقی بیٹا" ہونیکی نامعقول بشارت سناتے ہیں، چنانچہ مصنف نے بندگی سید خوندمیر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> دسویں بشارت یہ ہے کہ جب ہر دو سیدینؓ فرہ مبارک میں حضرت محبوب الکونین کی خدمت میں پہونچے تو ایک کے حق میں آنخضرت نے فرمایا بیٹا بیٹا ہوکر آتا ہے، اور بندگیمیاں سید خوندمیر کو آنخضرت نے "پسر حقیقی" کی بشارت دی (ص:۲۹۳)

یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ ایک شخص دو آدمیوں کا "حقیقی بیٹا" کیسے ہوسکتا ہے؟ ممکن ہے کہ یہ بھی کوئی راز ہو جس کا سمجھنا عام لوگوں کے بس میں نہو۔

(۱۴)پسر، پدر کے ہمسر کو کہتے ہیں

اسی طرح عجائب مہدویت میں سے ایک اعجوبہ یہ بھی ملاحظہ کرلیں کہ جب بندگی سید خوندمیر کے ہاں سید شہاب الدین کی ولادت ہوئی تو ان کے حق میں سید خوندمیر صاحب نے فرمایا

> ''سب لوگ کہیں گے کہ (ان کے ہاں) بیٹا پیدا ہوا ہے، جبکہ پسر، پدر کے ہمسر کو کہتے ہیں''(ص:۵۱۱)

اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے کہ مہدوی حضرات یہ معمے کس طرح حل یا ہضم کرتے ہیں، شاید اسی فلسفے سے ان حضرات نے اپنے امام کو امتی ہونے کے باوجود نبی کا ہمسر مان لیا ہے۔

فیاللعجب

(۱۵)میراں صاحب کی دوراندیشی اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ تھی۔

میراں صاحب کی عقل وخرد اور علم وحکمت کا یہ عالم تھا کہ پیدا ہوتے ہی انہیں ''مہدیت'' سے نوازا گیا اور حکم دیا گیا کہ دعوئ مہدیت ظاہر کرو تو جواباً انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ دعوی جس کا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں اسوقت مناسب نہیں ہے۔

> مجھ کو میری پیدائش کے بعد اسی وقت خداوند تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ اے سید محمد ! دعوئ مہدیت کر اور خلق کو ہماری طرف بلا، لیکن بندے نے ہضم کرلیا، اور عرض کیا کہ الٰہی ! حضرت عیسیٰؑ نے اس حال میں (یعنی بچپن میں) دعوت دی تھی ، بہت سے لوگ فتنہ میں پڑ گئے تھے، ایسا نہو کہ امت مصطفے میری دعوت کو قبول نہ کرے اور فتنہ میں پڑ جائے (ص:۳۴)

اس طرح گویا اللہ تعالیٰ کو اپنی مصلحت کا قائل کرکے اس کے حکم کو بقول خود ''ہضم'' کر گئے، یعنی تعمیل نہیں کی۔سبحان اللہ وبحمدہٖ ۔آج تک اللہ تعالیٰ کو مشورہ دینے اور اس کے حکم کو ٹالنے کی جرأت کوئی نبی بھی نہیں کرسکا، مہدی کی کیا بساط ہے کہ حکمِ رب سننے کے باوجود اس کی تعمیل کے بجائے الٹا اللہ تعالیٰ کو سمجھانے لگے، ہاں ! قرآن کریم میں ابلیس کے

بارے میں ضرور آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آدمؑ کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا تو اس نے عمل کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ ہی سے الجھنا شروع کر دیا تھا، پھر جو نتیجہ نکلا سب کو معلوم ہے۔ ہمارا اب بھی یہی خیال ہے کہ سید محمد جونپوری جیسے قابل آدمی کی زبان سے تو یہ باتیں ہرگز نہیں نکلی ہوں گی، سب بعد کے لوگوں کی پیداوار ہے۔

(۱۶) میراں صاحب کا دیدار خدا کے دیدار کی طرح تھا۔

جب شیخ دانیال نے —— جو ان کے زمانے اور خاندان کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے، اور بقول انہی حضرات کے حضرت خضرؑ کی ان کے ہاں آمدورفت رہا کرتی تھی، —— انہیں دیکھا تو

"ایسے خوش ہوئے کہ گویا دیدار ذات پروردگار انکو نصیب ہوا" (ص:۳۵)

اور جب خواجہ خضر نے انہیں دیکھا تو فرمایا:

یہی وہ لڑکا ہے جس کی ہم کو ایک مدت دراز سے جستجو تھی، اب حق تعالیٰ نے اس کو ظاہر فرمایا (ایضاً)

(۱۷) میراں صاحب کو جو معرفتِ رب نصیب ہوئی تھی اسکے ایک قطرہ کا تحمل بھی انبیاء ومرسلین نہیں کر سکتے تھے۔

جس سمندر کے ایک قطرہ کو انبیاء ومرسلین نہیں برداشت کر سکتے تھے، اس پورے سمندر کو ہضم کر کے میراں صاحب صرف اسقدر متأثر ہوئے کہ ۷رسال ایسی بے خودی رہی کہ ایک دانہ نہیں کھایا، پھر پانچ سال ہوش اور بے ہوشی کا ملا جُلا حال رہا، اور جب ان کی بڑی اہلیہ کی طرف سے اس بے خودی کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ

"حق تعالیٰ کی طرف سے تجلی الوہیت پے درپے ایسی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤں سے ایک قطرہ کسی نبی مرسل یا ولی کامل کو دیا جائے تو تمام عمر (اسکو) کوئی آگاہی نہ رہے"

(ص:۴۸)

لیکن میراں صاحب کو اس کے نتیجہ میں صرف سات سال بے خودی رہی اور پانچ سال صحو وسکر کا اجتماع رہا اسطرح بارہ سال گذرے، پہلے سات سال میں تو کچھ کھایا ہی نہیں، اور اگلے پانچ سال میں جو کچھ کھایا اسکی مقدار کل ساڑھے ستّر سیر ہوئی۔(ایضاً) کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ میراں صاحب پر حق تعالیٰ کی جو خصوصی تجلی نازل ہوئی اور انہیں معرفتِ رب کا جو مقام حاصل ہوا تھا اس کو اگر سمندر سے تشبیہ دی جائے تو انبیاء و مرسلین کو نعوذ باللہ اس سمندر کا ایک قطرہ بھی نصیب نہ تھا؟

(١٨) میراں صاحب ایمان کے خزانے کے مالک اور اس پر حاکم تھے۔

> پہلی مرتبہ ذات باری تعالیٰ کی تجلی ہوئی فرمان پہونچا کہ اے سید محمد! تجھ کو ہم نے اپنی کتاب کا علم بخشا اور مراد اللہ کا علم تجھ کو عطا کیا ہے، اور اہل ایمان پر تجھے حاکم گردانا ہے اور ایمان کے خزانوں کی کنجی (ہدایت کی توفیق) تیرے ہاتھ دی ہے، تجھے ہم نے دین محمدی کا ناصر بنایا ہے، (اور اپنی ذات سے ایسی نسبت عطا کی ہے کہ) تیرا انکار ہمارا انکار اور ہمارا انکار تیرا انکار ہے (ص:٥٠ و ٣٩١)

جبکہ قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ایمان اور ہدایت کا فیضان صرف حق تعالیٰ کی عطاء ہے اس میں کسی کا بھی دخل نہیں ہے مثلاً ''**اِنَّکَ لاَ تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ**'' اے نبی! آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں دیتے، اللہ جسکو چاہے ہدایت دیتا ہے۔(سورہ قصص:٥٦)

(١٩) میراں صاحب کے ایک خلیفہ دلوں کے بھید جانتے تھے۔

اپنے پانچویں خلیفہ میاں دلاور کے بارے میں میراں صاحب نے خبر دی ہے کہ:

> ''حق سبحانہ وتعالیٰ نے میاں دلاور کو (کیلئے) عرش سے تحت الثریٰ تک (تمام علوم ایسا) روشن کیا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہتھیلی میں رائی کا دانا رکھتا ہو'' نیز نقل ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میاں دلاور دل کا حال بہتر جاننے والے ہیں (ص:٥٥تا٥٦)

حالانکہ قرآن وحدیث میں اس قسم کے مفصل ومکمل علم کو صرف حق تعالیٰ کی صفت بتلایا گیا ہے، جبکہ دلوں کا بھید جاننا بھی اللہ تعالیٰ کی صفت بتلائی گئی ہے، اِنَّـــہٗ عَـلِيْـمٌ بِـذَاتِ الصُّدُوْرِ وغیرہ آیات اس پر شاہد ہیں، مخلوقات کے علوم ناقص ہوتے ہیں۔

(۲۰) ہر لمحہ میراں صاحب کیلئے ایک تازہ خدا ہوا کرتا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے میاں شیخ بھیک کو قائم مقام حضرت عیسیٰ ؑ فرمایا جب ان کو جذبۂ حق ہوا اور ہر بات کے جواب میں صرف ایک ہی لفظ ''ہمہ حق است'' کہتے رہے تو

حضرت امام الابرار نے تین مرتبہ یہ بتکرار فرمایا، کیوں خدائے کہنہ کے ساتھ مقید ہو گئے ہو؟ آگے بڑھو، اور پھر یہ بیت بھی آنحضرت نے پڑھا

بیزار ہوا ہوں میں تیرے کہنہ خدا سے ہر لحظہ میرے واسطے ایک تازہ خدا ہے۔

(ص:۵۸)

اپنے لوگوں کو نبوت کا مقام بخشتے رہنا تو میراں صاحب کی عام عادت تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ ایمان پر بھی انہی کو حکومت ملی ہوئی تھی، نبوت کا کیا کہنا؟ مذکورہ عبارت میں غور طلب امر یہ ہیکہ ایک مرید کو پرانے خدا کو چھوڑ کر آگے بڑھنے کی تعلیم اور خود اپنے بارے میں ہر لمحہ تازہ خدا ملنے کی خبر جیسی تعبیرات کی علماء مہدویہ نہ معلوم کیا توجیہ کرتے ہیں؟ اہل اسلام تو ایسی باتوں کو دہریت سمجھتے ہیں۔

(۲۱) میراں صاحب کے بچے کی تدفین سے اٹھارہ ہزار مردوں کی بخشش ہوگئی۔

چھوٹے بیٹے میاں سید اجمل کو جس قبرستان میں دفن کیا گیا اسمیں اٹھارہ ہزار قبریں تھیں، میراں صاحب نے انکی تدفین کے بعد بارہا فرمایا:

فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے سید محمد! اس مقبرہ کے تمام اہل قبور کو سید اجمل کے واسطے سے ہمیشہ کے لئے ہم نے بخش دیا (ص:۶۶)

(۲۲)میراں صاحب کے ایک خلیفہ میں حضرت ابوبکرؓ کی تمام خصوصیات جمع تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے مریدین کے درمیان حضرت ابوبکرؓ کے فضائل کا ذکر چل رہا تھا کہ وہ تین سو سے زائد خصوصیات کے حامل تھے، میراں صاحب کے ایک خلیفہ شاہ نظام نے فرمایا کہ کیا ان صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی ہمارے اندر پائی جاتی ہے؟

> یہ سن کر حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ’’بل ھو کل فیک‘‘ وہ سب کی سب تمھارے اندر ہیں (ص:۷۱)

جبکہ اہلِ اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ تو بہت اونچے مرتبے والے ہیں، عام صحابیؓ کے جوتوں کی گرد کو بھی کوئی بڑے سے بڑا ولی نہیں پہونچ سکتا، چہ جائیکہ خلیفۂ اول ابوبکر صدیقؓ کے تمام کے تمام فضائل کسی شخص میں جمع ہو جائیں؟

(۲۳)میراں صاحب نے خواجہ بندہ نواز کی قبر کو جوتوں سے روندا۔

میراں صاحب جب گلبرگہ پہونچے تو خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسودرازؒ کی درگاہ پر حاضری دی، کمرہ اندر سے بند کر کے بہت دیر تک مقیم رہے، باہر نکلنے کے بعد کسی نے پوچھا کہ اتنی دیر زیارت میں لگانے کی وجہ کیا تھی؟ تو کہا کہ

> سید محمد (خواجہ بندہ نوازؒ) کی روح نے میرا استقبال کیا، اور کمالِ احتیاج کے ساتھ مجھے اپنی قبر پر لا کر انہوں نے سعیٔ بلیغ فرمائی کہ تاوقتیکہ آپ کے جوتوں کی گرد میری قبر پر نہ پڑے، میری خجالت و شرمندگی دور نہ ہوگی، جو مجھ سے دعوائے مہدیت صادر ہونیکی وجہ سے (مجھ پر طاری) ہے، .... بالآخر انکی آرزو کے بموجب تین بار انکی قبر پر نعلین (جوتوں) کے ساتھ مجھے جانا آنا پڑا (ص:۸۳)

یہ حشر اس شخص کی قبر کا ہو رہا ہے جسکے بارے میں خود انہوں نے کہا کہ وہ مرشد عالم اور مخدوم عالم تھے، ان کی ذات سے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو آتی ہے، اور یہ کہ جنہوں نے انکی قدر نہیں کی ان سے اللہ تعالیٰ قیامت میں مواخذہ فرمائے گا (ایضاً) اسکے باوجود اس مبارک ہستی کی یہ

ناقدری وتوہین چہ معنیٰ دارد؟اور غلطی اس بے چارے کی کیا تھی ؟ انہوں نے زندگی میں مہدیت کا دعوی کر کے ناحق میراں صاحب کے منصب کو چھین نے کی کوشش کی تھی ، ظاہر ہے کہ ان کی یہ خطاء عظیم ایسی ذلت ورسوائی کے بغیر معاف نہیں ہوسکتی تھی ! اس جگہ مہدوی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مہدیت کے منصب پر ناحق قبضہ کی سزا میں اس کی یہ گت بنی چاہئے تو ولایتِ محمدی پر بنا استحقاق واستدلال زبردستی قبضہ جمانے والے کا کیا حشر ہونا چاہیے؟

(۲۴) میراں صاحب کی کشتی کو ملاحوں کے بجائے مرحوم اولیاء اللہ کھینچتے تھے۔

سفر حج کے دوران جب ایک بستی سے گذر ہوا جہاں کسی بزرگ کا مزار تھا، لیکن میراں صاحب نے خلافِ معمول انکی قبر کی زیارت نہیں کی، تو ان کے ایک صحابی (باعتقادِ خود) کے دل میں اس پر اشکال ہوا کہ میراں صاحب نے ان بزرگ کی زیارت کا ارادہ کیوں نہیں فرمایا؟ یہ اشکال —— جو ان کے دل میں پیدا ہوا تھا —— میراں صاحب پر منکشف ہوگیا، تو انہوں نے اس صحابیؓ پر ایک ایسی نظر ڈالی جس سے اس کی آنکھوں پر سے مادی پردے ہٹ گئے اور عالم غیب کھل گیا، تو ان کے اس صحابی نے یہ منظر دیکھا کہ

> تمام اولیاء اللہ علیہم الرضوان جو ہندوستان کے شہروں میں آرام فرما ہیں (یعنی انتقال فرما چکے ہیں) اس جگہ حاضر ہوکر جہاز کی رسیاں اپنے کندھوں پر لئے کھینچتے چلے جا رہے ہیں (ص:۸۹)

(۲۵) میراں صاحب پہلے اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے، بعد میں خود اللہ تعالیٰ ان کا عاشق ہوگیا۔

ایک مرتبہ میراں صاحب آرام کر رہے تھے قریب میں بیٹھے کسی خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت کی عمر کتنی ہوگی؟ میراں صاحب نے ان کے پوچھے بغیر اپنی طرف سے جواباً فرمایا۔

تیس سال ہم ذاتِ ذوالجلال کے عاشق تھے، اور دیگر تیس سال ہورہے ہیں کہ وہ خداوند ذوالجلال اس مشتِ خاک کا عاشق ہے، نیز نقل ہے کہ آنخضرت نے (اس وقت) یہ بیت بھی جوزبانِ ہندی میں ہے، ارشاد فرمایا

میں فدا ہوں ساجن پر اور ساجن مجھ پہ نثار

میں ساجن کا سہرا ساجن گلے کا میرے ہار (ص:۹۰/۸۹)

نیز یہی ارشاد ص:۳۴۳ پر بھی ہے،

مصنف کتاب، میراں صاحب کے اس نا قابل فہم انکشاف کی تشریح میں اس کو مزید پیچیدہ کرتے ہوئے اسطرح رقم طراز ہیں:

ہندوستان کا رواج ہے کہ جس دن شادی کرتے ہیں، اس دن پھولوں کا سہرا سر پر باندھتے ہیں، اور ہار گلے میں ڈالتے ہیں، یہاں حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے صاحب (اللہ تعالیٰ) کے سر کا سہرا ہیں، اور صاحب ہمارے (میراں صاحب کے) گلے کا ہار ہے، یہ اشارہ ''انا احمد بلا میم'' سے تعلق رکھتا ہے سمجھنے والا ہی اسکو سمجھے گا۔ (ص:۹۰)

سبحان اللہ! خود تو سہرا بن کر اللہ تعالیٰ کے سر چڑھ گئے، اور بیچارے اللہ تعالیٰ کو ہار بنا کر اپنے گلے میں آویزاں کر لیا، کیا خرافات باتیں ہیں، کیا کسی ہادی وراہنما کے ملفوظات ایسی بے سروپا بکواس ہوسکتے ہیں؟

(۲۶) میراں صاحب ہی رسول اللہؐ کے بعد واحد مرد کامل ہیں۔

آپ جب مکہ مکرمہ پہونچ کر کعبۃ اللہ کا طواف کرنے لگے تو

''جو کوئی اعرابی آنخضرت کو دیکھتا تھا حق تعالیٰ ان میں سے اکثروں کی زبانی یہی بات کہلواتا تھا کہ یہ مرد کامل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد آیا ہے'' (ایضاً)

اعرابیوں کے اچھے تأثر پر تو کوئی اشکال نہیں، لیکن ''رسول اللہ کے بعد آیا ہے'' کا جملہ محلِ غور ہے، کیونکہ مرد کامل سے مراد اگر پیغمبر ہے تو یہ ختم نبوت کا انکار ہے اور اگر ولی کامل مراد ہے تو یہ حقائق کا انکار ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کی امت اسقدر بانجھ ہے کہ ۹۰۰ سال میں نبی کا علم

وعرفان امت میں ایک مرد کامل نہیں پیدا کر سکا؟ جبکہ بزعم خویش خود میراں صاحب نے چند سالوں میں انبیاء جیسی امت تیار کرڈالی، کیا ابوبکرؓ وعمرؓ مرد کامل نہ تھے؟ کیا عثمانؓ وعلیؓ مرد کامل نہ تھے، اسقدر مبہم اور علم وخرد سے دور دعووں کو کس طرح سچا کہا جا سکتا ہے؟

(٢٧) میراں صاحب کعبہ کے رب ہیں اور کعبہ ان کا طواف کرتا ہے

میراں صاحب جب حج کیلئے تشریف لے گئے تھے، اس وقت کا یہ واقعہ بلکہ حادثہ بھی دل پہ جبر کر کے پڑھ لیجئے کہ دورانِ طواف انہوں نے اپنے ایک معتقد اور خلیفہ چہارم شاہ نظام سے دریافت کیا کہ

> تم اول مرتبہ کعبۃ اللّٰہ کو آئے تھے، کیا نشان تم نے دیکھا تھا اور اب کیا دیکھتے ہو؟۔ میاں شاہ نظام نے عرض کیا کہ میراں جی! اول بار کعبۃ اللّٰہ کو بغیر صاحب (کعبہ) کے دیکھا تھا۔ اب کی بار صاحب کے ساتھ دیکھا۔ پھر حضرت نے فرمایا، اے میاں نظام! کچھ دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں میراں جی! (یہ دیکھتا ہوں کہ) کعبۃ اللہ حضرت میراں کے گرد گھومتا ہے اور کہتا ہے "فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ" (ص:٩١)

یعنی بجائے اس کے کہ میراں صاحب کعبہ کا طواف کرتے کعبہ خود میراں صاحب کا طواف کرنے لگا، اور یہی نہیں کہ وہ انکا طواف کررہا تھا بلکہ عمل کے ساتھ قولاً بھی ترغیب دے رہا تھا کہ لوگوں کو چاہیے کہ اس گھر کے مالک یعنی میراں صاحب کا طواف کریں۔ غالباً اسی وجہ سے میراں صاحب کے مقبرہ کو مصنفِ کتاب کعبۃ اللہ کی طرح مقدس سمجھتے ہیں۔ کیا ان ہفوات کی اسلامی دلائل سے تائید مل سکے گی؟؟

(٢٨) میراں صاحب کے دیدار سے دیدار خدا اور مقصد حج دونوں حاصل ہو جاتے تھے۔

ایک شخص (حاجی مالی) جو ہمیشہ دیدارِ خداوندی کے لئے بے تاب رہا کرتا تھا، وہ تمام فقیروں بزرگوں اور عالموں سے مایوس ہونے کے بعد یہ سوچ کر—— کہ کعبۃ اللہ کو بیت اللہ

کہتے ہیں اور کوئی گھر گھر والے سے خالی نہیں ہوتا، وہاں چلیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائیگا —— وہ حج کے لئے نکلا، اثناءِ راہ کسی صاحب دل سے ملاقات ہوئی، ان سے بھی دیدار خدا کرانیکی خواہش کی، انہوں نے کہا، ارے دیوانے! یہ سب کے بس کا کام نہیں ہے، یہیں قریب میں ایک بزرگ ''سید محمد خدا بخش'' رہتے ہیں، ان کے پاس جا، چنانچہ وہ پھولوں کے دو ہار لیکر فوراً وہاں پہونچا، اور پوچھا کہ تم میں کون ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتا ہے، یہ سنکر

''حضرت ولایت پناہ نے اپنی زبان دُرر بار گوہر نثار سے فرمایا کہ آ، اور دیکھ! جب یہ نزدیک ہو کر حضرت امام الابرارؑ کے دیدارِ مبارک سے مشرف ہوئے تو بول اٹھے کہ بس جو کچھ ہمارا مقصود تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار وہ آپ کے دیدار سے) حاصل ہوا (ص:۱۰۸)

لیکن وہ شخص آپ کے یا خدا تعالیٰ کے دیدار کی تاب نہ لا سکا اور تین روز کے اندر انتقال کر گیا، حج کے شرف سے بھی محروم ہو گیا، مگر

آنحضرت نے ان کو ''میاں حاجی'' کا لقب دیا، ان کا نام اور ہی تھا، ''ان کو حاجی کہنے کا سبب یہ تھا کہ ان کو حج کی مراد اسی جگہ حاصل ہو گئی'' (ص:۱۰۹)

ایک دیدار خدا کے طالب کو میراں صاحب کے دیدار سے دیدار خدا کا مقصد کیسے حاصل ہوا؟ اور حج کی نیت کرنے والے کا محض میراں صاحب کے دیدار سے مقصد حج کیونکر پورا ہو گیا، اور حاجی کے لقب سے بھی نواز دیا گیا؟ اس راز پر سے پردہ اٹھانا اور اسلامی دلائل سے مدلل کرنا مہدوی رہنماؤں کی ذمہ داری ہے۔

(۲۹) نبوت اور مہدیت میں صرف نام کا فرق ہے کام ایک ہی ہے۔

مصنف نے اہل بصیرت کے حوالہ سے ایک بحث چھیڑتے ہوئے لکھا ہے کہ ''نبوت'' کے صرف دو ارکان ہیں، ایک دعویٰ (نبوت) دوسرے اظہار معجزہ یا قابلیت نبوت، پھر اسی مفروضہ پر قیاس کر کے آگے لکھا ہے کہ اس بنیاد پر ''مہدیت'' کے بھی یہی دو رکن ہونے چاہئیں۔

''اسلئے کہ مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے، کام اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے''۔ (ص:۱۱۲)

چنانچہ میراں صاحب نے جب دعویٰ بہ تکرار فرمایا تو یہ ایک رکن مہدیت ادا ہو گیا، پھر جب علماء وصلحاء نے ان کے اندر صفات اور قابلیت مہدیت بھی تجربہ اور کشف سے معلوم کر لئے تو دوسرا رکن بھی ادا ہو گیا، (یہ مصنف کی تحقیق کا خلاصہ تھا) لیکن مصنف اپنے پیشوا کی مہدیت ثابت کرنے کی رَو میں یہ بھول ہی گئے کہ باتوں باتوں میں انہوں نے ''نبوت'' کا جو گھپلہ کیا ہے کہ ''نبوت ومہدیت میں صرف نام کا فرق ہے'' وہ عقیدتمندوں کی آنکھ سے اگرچہ چھپ جائے لیکن انصاف پسندوں کی نظر سے کیسے چوک جائیگا؟ کیا اس کے ثبوت میں کوئی قطعی دلیل پیش کی جاسکے گی؟ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

(۳۰) میراں صاحب اوران کے داماد کی باتیں، زبانِ نبوت کی طرح اٹل تھیں۔

مصنف کے بقول ایک دفعہ سید خوندمیر صاحب نماز پڑھ رہے تھے ،اسی حال میں فرشتوں نے آکر سر پر آرہ رکھ کر جسم کے دوٹکڑے کردیے اوران کے جسم کوتمام بشری کثافتوں سے پاک کردیا، پھراللہ تعالیٰ نے ان سے مخاطب ہوکراس احسان کا ذکر فرمایااور پوچھا کہ اسکے شکرانہ میں مجھے کیا دوگے؟ انہوں نے کہا میرے پاس اورتو کچھ نہیں ہے البتہ اپنا سر ہے جو سب سے اشرف عضو ہےاس احسان کے شکرانہ میں وہ آپ پرقربان کردیتا ہوں ،فرمایا مجھے تمہارا سرہی توچاہیے۔ جواباً عرض کیا کہ آپ کے لئے ایک سر کیا؟ سو سر نصیب ہوتے تووہ بھی قربان کردیتا! چنانچہ موصوف نے اس کے بعد جو جنگ لڑی اس میں ان کے سو ساتھیوں کے سر کٹے۔اس موقعہ پر سید خوندمیر صاحب کی زبان سے جو سوسروں کا لفظ نکلا تھا اس میں اور بعد میں پیش آئے واقعہ میں سوسروں کے کٹنے میں یکسانیت اور بزرگانِ خاندان کے دیگر تجربوں کے حوالہ سے مصنف لکھتے ہیں کہ

> بندگی میاں سید خوندمیر کی زبان مبارک سے جوبات نکلتی تھی خالی نہ جاتی تھی جیسا کہ نبی مہدی علیہما السلام کی کوئی بات خالی نہ جاتی تھی۔(ص:۱۳۶)

(۳۱) میراں صاحب کے داماد "نورعلی نور" کے مصداق تھے۔

میراں صاحب آیتِ قرآنی "اَللّٰـهُ نُـوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْض" کی تفسیر میں اپنے داماد امیر سید خوندمیر کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں

> "مشکوٰۃ سے مراد تمہارا سینہ ہے، مصباح سے مراد حق تعالیٰ کی تجلی، زجاجۃ سے مراد تمہارا دل ہے، اور مبارک سے مراد میری ذات ہے، چنانچہ چوتھے آسمان پر بندے کا نام سید مبارک ہے..... مہدی کے واسطے سے تم "نور علی نور" ہوئے۔(ص:۱۳۸)

مصنف کتاب نے مزید صراحت کی ہے کہ یہ پورا رکوع بندگی میاں کے حق ہی میں نازل ہوا ہے۔ اس سے صرف نظر کہ قرآن کب اترا اور بندگی میاں کب پیدا ہوئے، تمام مفسرین اور علماء دین نے اس آیت شریفہ میں نور سے حق تعالی شانہ کے نور حقیقی کو مراد لیا ہے، کسی مخلوق کو نہیں۔ کیا مہدوی فرقہ کے راہنما تمام امت کے برخلاف اپنے دعوے کی دلیل میں کوئی شرعی اور قطعی ثبوت پیش کر سکیں گے؟

(۳۲) میراں صاحب سے کوئی قول و فعل اللہ کے حکم کے بغیر سرزد نہیں ہوتا۔

ایک موقعہ پر انہوں نے کہا

> جو کچھ معانیٔ قرآن میری زبان سے نکلتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے اللہ کی تعلیم سے ہیں...... بندہ جو کچھ کہتا اور کرتا ہے اور پڑھتا ہے اللہ کے امر سے کرتا ہے اور کہتا ہے، اور پڑھتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ دکھلاتا ہے بندہ پڑھتا ہے اور جو بیان اللہ تعالیٰ سکھلاتا ہے بندہ وہی بیان کرتا ہے۔ علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم بندہ کا حال ہے۔
> (ص:۱۶۳و۳۴۰)

میراں صاحب کو ان کی قوم "اسد العلماء" کہتی ہے مگر ان کے اس عربی جملہ کی ترکیب سمجھنے سے عقل قاصر ہے، مفہوم و مراد تو کہنے والا ہی جان سکتا ہے۔

(۳۳) میراں صاحب اولین وآخرین کا علم رکھتے ہیں اوران کا منکر کافر ہے۔

میراں صاحب سے حق تعالیٰ نے ایک تفصیلی خطاب کے دوران یہ بھی فرمایا کہ

> اولین وآخرین کا علم اور معانیٔ قرآن کا علم تجھے میں نے دیا ہے، اور ایمان کے خزانوں کی کنجی تیرے حوالہ کی ہے۔ دین محمدی کا ناصر بنایا ہے، جا دعوت دے، جو تجھے قبول کریگا وہ مومن ہے اور جو تیرا منکر ہوگا وہ کافر ہے۔ (ص:۱۶۳)

خزانہائے ایمان کی کنجی سے متعلق ہم دعوی نمبر (۱۸) میں تبصرہ کر چکے ہیں، اس خطاب کے آخری حصہ سے متعلق یہ عرض ہے کہ اس خطاب الٰہی کے ساتھ تو دنیا میں صرف پیغمبرؑ مبعوث ہوئے ہیں، کیا میراں صاحب نے بھی صاف وصریح "دعوائے نبوت" فرمایا تھا، اور کیا مہدوی حضرات اسکے قائل ہیں؟

(۳۴) میراں صاحب کی معرفت ہی حق تعالیٰ کی معرفت ہے

> حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے، اے سید محمد! جس نے تجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا، اور جس نے تجھے نہیں پہچانا (اس نے) مجھے بھی نہیں پہچانا۔ (ص:۱۶۳)

(۳۵) میراں صاحب کے اکثر صحابہ تمام اولیاء وعلماء سے افضل واکمل تھے

> امام علیہ السلام کے صحابہ جو اکمل اولیاء اللہ اور افضل علماء باللہ صاحبان کشف ویقین تھے۔ (ص:۱۶۴)

واضح رہنا چاہئے کہ اہل اسلام کے نزدیک ''صحابیؓ'' کی اصطلاح صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لئے استعمال ہوتی ہے، کسی اور کیلئے اس کا استعمال تلبیس محض ہے۔

(۳۶) میراں صاحب کسی پیغمبر سے کم نہیں ہیں۔

میراں صاحب سے متعلق اپنے اس عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ ان کے کشف میں غلطی نہیں ہوسکتی، اور یہ کہ وہ عام اولیاء سلف کی طرح نہیں ہیں، مصنف کتاب لکھتے ہیں

''آنحضرت کی دعوت کی مشابہت پیغمبروں کی دعوت سے ثابت ہورہی ہے، (اس لئے ان سے کوئی خطانہیں ہوسکتی) البتہ ان کی ذات کو پیغمبر کہنا اسلئے روانہیں ہے کہ ہمارے پیغمبر کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی اس امت میں نازل بھی ہوتو اس کا نام ولی ہوگا نبی نہ ہوگا، پس ذاتِ مہدی اور اولیاء کی ذاتوں سے مستثنیٰ (علاحدہ حقیقت) ہے۔ اس لئے کہ حضرت مہدی نے وہ دعویٰ کیا ہے جو سوائے پیغمبروں کے (اور کسی کے لئے حتی کہ) اولیاء کے لئے بھی سزاوار نہیں۔ دیگر اولیاء اللہ نہ اس دعوے کے لائق ہوئے اور نہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہے (ص:۱۶۷)

اس دعوے کو ذرا غور سے پڑھیں تو صاف سمجھ میں آجائے گا کہ مصنف کے خیال میں میراں صاحب پیغمبر ہی ہیں لیکن پیغمبر کہنا اس مشکل کی وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بالاتفاق آخری پیغمبر قرار پاگئے ہیں، پھر یہ جملہ ''اگر کوئی اس امت میں نازل بھی ہو'' بھی توجہ طلب ہے، کیا کتابوں کی طرح انبیاء واولیاء آسمان سے نازل ہوتے ہیں؟

(۳۷) میراں صاحب کی جائے پیدائش ''پیراں پٹن'' کا لقب اُمّ القریٰ ہے۔

جب آنحضرت نے دعوائے مہدیت بفرمانِ رب العزت آشکارا فرمایا تو شہر ''امُّ القریٰ جو کہ مقام بعثت امام ہدیٰ کا ہے، یعنی نہروالہ عشق حوالہ المعروف بہ ''پیراں پٹن'' میں (ص:۱۶۸)

دنیا جانتی ہے کہ قرآن کریم میں ''اُمّ القریٰ'' کا لقب مکہ مکرمہ کو دیا گیا ہے، مگر مصنف نے اپنے امام مہدی کی نبی کریم ﷺ سے ہر ہر امر میں ہمسری وبرابری کو ثابت کرنیکی قسم کھا رکھی ہے، اسلئے اس جوڑتوڑ کیلئے مجبور ہیں۔

(۳۸) میراں صاحب تمام صفاتِ انبیاء ومرسلین سے متصف تھے۔

اس (علاقہ) کے علماء پسندیدہ اقوال اور صلحائے پسندیدہ احوال...... حضرت میراں سید محمد کو تمام صفات انبیاء ومرسلین سے موصوف پاکر اور مخبرِ صادق جان کر از روئے صدق ویقین اس جماعت میں جن کی تعریف ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ'' ہے داخل ہوئے۔ (ص:۱۷۰)

یا در ہے کہ مہدویوں کے نزدیک مذکورہ آیت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین سے مراد بلا کسی دلیل شرعی کے قوم مہدویہ ہے۔ اس کے علاوہ میراں صاحب کو انبیاء ومرسلین کی تمام صفات سے موصوف پانے کے بعد کہنا تو نبی ہی چاہئے تھا مگر ممکن ہے کہ انہیں وہی دشواری پیش آئی ہو جو (۳۶) میں مذکور ہوئی۔

(۳۹) میراں صاحب کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی ''محمد عبداللہ تھا، محمد بن عبداللہ نہیں۔

فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ مشرک تھے، عبداللہ ان کا نام کیسے ہوگا؟ یہ سہوِ کاتب ہے۔ اصل میں عبارت محمد عبداللہ ہے۔ اور مہدی بھی (محمد) عبداللہ ہے۔ (ص:۱۷۷)

حاصل یہ کہ دونوں میں نہ نام کا فرق ہے نہ مقام کا لیکن افسوس ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے والد گرامی کا جو نام بیان فرمایا تھا اس کو تک اپنی مماثلت کی خاطر سہو کاتب کے حوالہ سے قلم زد کرنے کی جرأت کر لی گئی۔

(۴۰) میراں صاحب کے صحابہ کو مقاماتِ انبیاء حاصل تھے بلکہ وہ اس سے بھی آگے بڑھ سکتے تھے۔

کاہہ میں امام اولوالباب کے چوراسی اصحاب واصل بحق ہوئے، جن کو امام صاحب الزماں کی زبانِ مبارک سے مقاماتِ انبیاء کی بشارت ملی، ان میں خصوصاً بندگی میاں عزیز اللہ اور میاں مخدوم مبشر ہوئے —— ان دونوں کے حق میں فرمایا کہ ہر دو کو مقامِ ابراھیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کا دیا گیا ہے، اگر زندگی ہوتی تو (حضرت ابراھیمؑ سے) اور آگے بڑھتے —— (ص:۱۹۳)

مہدوی اکابر، مہدی کے نبی سے افضل یا کم از کم ان کے برابر یعنی ہمسر رسول ہونے کے ثبوت کا قرض ابھی چکا بھی نہیں پائے تھے کہ ان پر اصحابِ مہدی کے نبی کے برابر ہونے اور ان سے بھی افضل ہو سکنے کے ثبوت کی ایک اور ذمہ داری سر پر پڑ گئی ہے، دیکھنا یہ ہے کہ ان

ذمہ داریوں سے وہ کیسے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں!

(۴۱) میراں صاحب کے سب اصحاب کو ایمانِ ابدی حاصل تھا..........

> واضح رہے کہ اسی راستے میں ایک بار حضرت ولایت پناہ علیہ السلام نے بفرمانِ پروردگار اپنے اصحابِ کبار و صغار کو نگاہِ لطف و کرم سے دیکھ کر ایمانِ ابدی کی بشارت مرحمت فرمائی (ص:۲۱۱)

جبکہ اہل اسلام کے نزدیک کسی کو بھی ایمان ابدی کا اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا، احادیثِ صحیحہ میں بیسیوں جگہوں پر انجام کے بے اعتباری سے ڈرایا گیا ہے۔ تمام اولیاء حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ بھی حق تعالیٰ کی بے نیازی کے مدنظر سوء خاتمہ اور سلبِ ایمان سے ڈرتے اور اس کے سلسلہ میں دعائیں کرتے رہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی امت کو اس سے ڈرتے رہنے کا حکم فرماتے تھے، بلکہ نہ ڈرنے والے کیلئے ہلاکت کا خطرہ محسوس کرتے تھے۔ تمام اولیاء وانبیاء کے برخلاف میراں صاحب کے کشف نے اپنے معتقدین کو ایمان ابدی کی خوشخبری کیوں کر سنادی فیاللعجب !

(۴۲) میراں صاحب کا علم علومِ سلف سے ماخوذ نہ تھا، نہ وہ کسی تفسیر سے استفادہ کرتے تھے۔

> ہم کسی وقت بھی کسی تفسیر کا مطالعہ نہیں کرتے، بیان کے وقت جو آیت بے واسطہ سامنے آتی ہے اور اس آیت کا جو بیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھلایا جاتا ہے، اللہ کے امر سے اللہ کی مراد بیان کی جاتی ہے۔ (ص:۲۳۱)

(۴۳) میراں صاحب کے بیان کی گواہی کیلئے پیغمبران کے داہنے بائیں کھڑے رہتے تھے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کس دلیل سے آپ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اثبات کرتے ہیں۔

فرمایا کہ ہر چیز کے ثبوت کی دلیل دو گواہوں سے ملتی ہے۔ پھر آپ نے اپنے داہنے بائیں اشارہ کر کے فرمایا کہ یہیں محمد رسول اللہ اور ابراھیم خلیل اللہ موجود ہیں جو اس باب میں گواہ ہیں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو (ان سے) پوچھ لو (ص:۲۳۲)

کیا میراں صاحب اس مرتبہ پر فائز تھے جہاں تک انبیاء علیہم السلام بھی نہیں پہونچے، بلکہ ابراھیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ جیسے جلیل القدر انبیاء میراں صاحب کے گواہ اور حمایتی بنے ان کے داہنے بائیں پہرہ دیتے رہتے تھے، **نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات** یہ نہ کوئی مکاشفہ ہے اور نہ منام وخواب کی بات، نہ سُکر وبیہوشی کے کلمات! اس لئے ان باتوں کا شرعی ثبوت تو کیا ہو سکتا تاویل کی بھی گنجائش نہیں نکلتی۔

(۴۴) میراں صاحب کا ایمان اور نبی کریم ﷺ کا ایمان یکساں تھا۔

ایک مباحثہ میں بعض علماء نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایمان تمام امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائیگا تو ابوبکر صدیقؓ کا ایمان ہی بھاری رہے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ہی تمام امت پر فضل رکھتے ہیں، اس کے جواب میں آنخضرت (سید محمد) نے فرمایا ابوبکرؓ کا ایمان زیادہ ہے یا محمد مصطفیٰؐ کا ایمان زیادہ ہے، جواب دیا گیا کہ محمد مصطفیٰؐ کا ایمان ہی زیادہ ہے، آنخضرت نے فرمایا کہ ''ہمارا ایمان محمد مصطفیٰ کا ایمان ہے'' پوچھا گیا کہ آپ تو آنخضرتؐ کی امت میں ہیں تو پھر آپ کا ایمان آنخضرتؐ کا ایمان کیونکر ہوگا؟ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ ''میں اس امت میں اسی طرح داخل ہوں جس طرح آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں داخل ہیں۔ (ص:۲۳۷)

مہدویوں نے جب یہ تسلیم کر لیا کہ میراں صاحب اور سید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کے درمیان بال کے برابر فرق نہیں ہے تو اب جو بھی کہیں کم ہے، افسوس کہ ان باتوں کو نقل کرتے ہوئے مصنف نے یہ تک نہیں سوچا کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا بچہ بھی نبی کی اس ہمسری کو جرأتِ بے جا سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا، بریں عقل ودانش بباید گریست۔

(۴۵) میراں صاحب کے نزدیک قرآن فہمی کیلئے کسی ماخذ کی ضرورت نہیں۔

فرمایا معانئ قرآن سمجھنے کیلئے نورِ ایمان کافی ہے۔(ص:۲۴۱)

جبکہ تمام اہلِ اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بیان اور اس کی تفسیر کیلئے قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ، آثارِ صحابہؓ اقوال تابعین، لغتِ عرب اور عقلِ سلیم کم از کم لازمی اور ضروری ہیں، ان کے بغیر جو تفسیر ہوگی وہ شخصی رائے ہے مرادِ الٰہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کچھ کہا، بعد کو تحقیق سے وہ صحیح بھی نکل گیا، تب بھی اپنی طرف سے تعیینِ معانی کی جرأت کی پاداش میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(۴۶) میراں صاحب قرآن کے وہ معانی بتانے کیلئے آئے ہیں جو نبیؐ کے زمانہ میں کبھی سنے نہیں گئے تھے۔

جن احادیث مبارکہ میں مہدی علیہ السلام کے بارے میں یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ظہور واقتدار کے زمانہ میں ــــ جو کہ قیامت سے متصل زمانہ ہے ــــ روئے زمین کے اس قدر خزائن نکال کر لوگوں میں تقسیم فرمائیں گے کہ ہر شخص آسودہ و مالدار ہو جائیگا۔ ان احادیث کی ظاہری اور متفق علیہ مراد کے برخلاف میراں صاحب کی ایک الگ اور انوکھی تحقیق ہے، وہ فرماتے ہیں

علماء، حدیث کا اصل مطلب جاننے سے محروم رہے۔ مال زمین سے نکال کر لوگوں کو دینا اور گمراہ کرنا (تو) دجال کی صفت ہے، (مہدی کی کیسے ہوسکتی ہے؟) حدیث کی مراد یہ ہیکہ مہدی خزانہ ولایت مقیدہ کو آشکارا کریگا اور قرآن کے وہ معانی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہیں سنے گئے تھے سنائے گا'' (ص:۲۴۴/۲۴۵)

علماء اسلام ایسے ہی معانی کو جو زمانہ نبوت میں نہیں سنے گئے تھے بعد میں کسی نے کہے اور کہنے والے نے کتاب وسنت سے اس کی دلیل بھی نہ دی تو ان معانی کو تفسیر و بیان نہیں، الحاد وزندقہ کہتے ہیں! تفصیل کیلئے اصول تفسیر یا علوم القرآن کی کتب ملاحظہ کریں۔

(۴۷) میراں صاحب بحکم رب، اولین وآخرین کے سردار ہیں۔

ایک موقعہ پر فرمایا

> آنحضرت (مہدی) نے فرمایا اولین وآخرین کی روحیں حاضر کی گئی تھیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے (مجھے) فرمان ہوا کہ اے سید محمد! ان تمام ارواح کی پیشوائی (سرداری) قبول کر۔ (ص:۲۴۶)

جبکہ اہل اسلام کے نزدیک سرداری کا یہ منصب سوائے نبی کریم ﷺ کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: **انا سید ولد آدم یوم القیٰمة الحمد لله ولافخر**

(۴۸) میراں صاحب کا علم انبیاء اولیاء اور جمیع موجودات کو محیط تھا۔

> حق تعالیٰ نے بندے کو تمام انبیاء اولیا مومنین اور مومنات کے مراتب اور جملہ موجودات کے احوال اسطرح معلوم کردیئے ہیں جیسا کہ کوئی شخص کوئی چیز اپنے ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف سے پھرا کر اسکو کما حقہ پہچانتا ہو، جیسا کہ صراف کیا کرتا ہے تا کہ سونے چاندی کے کھرے کھوٹے سے واقف ہو۔ (ص/۲۴۶)

جبکہ قرآن وحدیث کے مطابق علم کا ایسا احاطہ صرف حق تعالیٰ کی صفت ہوسکتی ہے ''**اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْئٍ عِلْماً**'' کسی مخلوق کی نہیں! ایسے دعاوی تو ہمیں امام الانبیاء والمرسلین سیدنا وسید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ میں بھی نہیں ملتے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کا یہی مرتبہ ان کے علاوہ ان کے خلیفۂ دوم سید خوندمیر صاحب اور خلیفۂ پنجم میاں سید دلاور صاحب کو بھی حاصل تھا، جو پیچھے گذر چکا۔ دیکھئے دعوی نمبر (۱۹)

(۴۹) میراں صاحب اور نبی کریم ﷺ میں فرق کرنا نقصان دہ ہے۔

میراں صاحب کے ایک خاص معتقد بندگی میاں ملک نے فرمایا

> حضرات ''محمدین'' یعنی نبی اور مہدی علیہما السلام کے درمیان اور حضرات سیدین یعنی میراں سید محمود اور میراں سید خوندمیر رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، (دونوں کے مرتبے میں فرق کرنا) فرق کرنے والے کیلئے نقصان (دہ) ہے۔ (ص/۲۷۵)

(۵۰) میراں صاحب کے بیٹے اور داماد کو اللہ تعالیٰ سے براہِ راست فیض پہونچتا تھا۔

میراں سید محمود (صاحبزادۂ مہدی) کے بارے میں

"فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے سید محمد! ہر دو برادر، ہر دو جوانان صالح جو ترے سیدھے اور بائیں جانب (کیلئے) منتخب ہوئے ہیں ان کو بغیر کسی واسطہ کے ہمارے حضور سے فیض پہونچتا ہے، اگر میں تجھ کو مہدی نہ بناتا محمد رسول اللہ کو (نبی بنا کر) نہ بھیجتا، آسمان وزمین کو نہ پیدا کرتا (حتی کہ) اپنی خدائی کو ظہور میں نہ لاتا تب بھی یہ دونوں ذات اس مقام کو پہونچتے اور اس مقام کے لائق ہوتے (ص:۲۷۷)

یعنی چاہے کسی کو کوئی مرتبہ نہ ملتا، یہاں تک کہ خود حق تعالیٰ بھی اپنی خدائی کا اظہار نہ فرماتے تب بھی میراں صاحب کے بیٹے داماد اپنے مرتبہ ومقام ہی پر ہوتے، خدا جانے اپنے بیٹے اور داماد کی محبت کے جذبات میں میراں صاحب کیا کیا کہہ گئے، اور اس کی ضرورت کیا تھی؟

(۵۱) میراں صاحب کی صحبت کی تمنا بہت سے پیغمبروں نے کی تھی۔

بندے کو خدا تعالیٰ نے (ازل ہی میں) مہدی موعود بنا کر بندے کا تعارف سب پیغمبروں کو کرادیا تھا بنا بریں اکثر پیغمبروں نے بندے کی صحبت میں رہنے کی تمنا کی تھی۔ (ص:۲۸۰)

اس کی تفصیل سلسلہ نمبر ۸۴ اور ۱۱۳ پر ملاحظہ کیجئے۔

(۵۲) میراں صاحب کے بیٹے اور داماد کا مقام۔

قرآن کریم کی آیت "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ اِلَّا قَلِيلًا" میں

حضرت امام نے بحکم خداوند علام اس آیتِ کریمہ کے معنی کے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ "الا قلیلا" (بجز تھوڑوں کے) سے مراد بھائی سید محمود اور بھائی سید خوندمیر ہیں۔ (ص:۲۸۲)

کس دلیل اور کس قاعدہ سے دونوں کو مراد لیا ہے وہ تو میراں صاحب ہی بتا سکتے تھے، جو اب نہیں رہے، لیکن مہدوی رہنما بتلائیں کہ وہ میراں صاحب کو نبی مانتے ہیں یا مہدی؟ اگر مہدی مانتے ہیں تو وہ امتی ہیں، اور تمام امتی بشمول مہدی قرآن وحدیث کے پابند ہیں اور قرآن وحدیث میں اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور اگر نبی مانتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پہلے اپنے اس عقیدہ کو ثابت کریں جو کہ قیامت تک نہیں کرسکیں گے۔ یہ معمہ بھی نا قابلِ فہم ہے کہ میراں صاحب اپنے داماد کو تو پسر حقیقی کہتے ہیں اور اپنے حقیقی بیٹے کو بھائی کہتے ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے!

(۵۳) میراں صاحب کے بعض اصحاب کے برابر دربار الٰہی میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

میراں صاحب کے چند جانباز جو کسی جنگ میں کام آئے تھے، وہ سب لوگ مقتول ہوجانے کے بعد کرشماتی طور پر اپنے اپنے سر اپنے ہاتھوں میں لیکر میاں سید خوندمیر کی قیادت میں میراں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میراں صاحب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے انکی قربانیوں اور جانثاریوں کا ذکر کیا، اسی وقت

> فرمانِ خدا پہونچا کہ ”اے سید محمد! جان اور آگاہ رہ کہ ہماری درگاہ میں ان کے برابر کوئی دوسرا نہیں“۔ (ص:۲۸۳)

(۵۴) پوری امت میں صرف میراں صاحب کے بیٹے اور داماد ہی کامل مسلمان تھے۔

> تمام انبیاء ومرسلین میں (صرف) حضرات محمدین خاتمین علیہم السلام (محمد نبی ومحمد مہدی) ہی قطعی ویقینی طور پر مسلمانانِ تام ہیں، اور ان کے تابعین میں یہی دو سیدین صدیقین صاحبانِ سیر وسلوک خاتمین علیہم السلام (میاں سید محمود اور میاں سید خوندمیر) مسلمانانِ تام ہوئے۔ (ص:۲۸۴)

جس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری انسانیت میں صرف چار مسلمان کامل ہیں اور باقی تمام مسلمان بشمول انبیاء واولیاء —— نعوذ باللہ —— ناقص مسلمان تھے، سبحان اللہ! یہ ہے میراں صاحب کا ''علم محیط'' کہ اس خاندانی سیادت بلکہ سیاست میں ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنھم تک کا کوئی ذکر نہیں ہے، جبکہ تمام اہل اسلام ان کوامت میں سب سے کامل اور افضل مانتے ہیں۔

(۵۵) میراں صاحب کے ایک لڑکے سید محمود "صاحبِ مقامِ محمود" ہیں۔

ثانی مہدی میراں سید محمود —— صاحبزادۂ میراں صاحب —— کے مراتب ومقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنف نے نمبر ایک پر یہ بشارت رقم کی ہے۔

> پہلی بشارت نام مبارک بندگی میراں سید محمود رکھا جانا ہے، (کیونکہ وہ) صاحبِ مقامِ محمود ہونے کی بشارت بزبانِ مہدیٔ موعود ہے، یہی عین بشارتِ قاطعہ تھی، (اور یہ ایسا معمہ ہے،) جسے سمجھنے والے ہی سمجھتے ہیں۔ (ص:۲۸۴)

(۵۶) میراں صاحب کے بیٹے سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور نہیں ہے۔

اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہ انکشاف ہوا کہ جب میراں صاحب کے لڑکے سید اجمل کا انتقال ہوا تو ان کے بھائی میراں سید محمود بہت آزردہ خاطر تھے، کیونکہ وہ انہی کے ساتھ جھگڑے میں غصہ ہوکر آگ میں کود گئے یا ڈھکیل دیئے گئے تھے، ان کی آزردگی اللہ تعالیٰ کو اچھی نہ لگی اور تسلی کیلئے

> فرمان حق تعالیٰ پہونچا اے سید محمد! جا اور سید محمود سے کہدے کہ ہمارے نزدیک تم سے بڑا کوئی نہیں۔ (ص:۲۸۵)

یہ تو اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام تھا لیکن خود ان کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر بدگمانی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر منانے اور غلطی معاف کرکے اتنا بڑا مقام دینے کے باوجود بھی جب ایک مدت کے بعد ان کا بچہ کسی حادثہ کے دوران آگ میں جل گیا تو انہوں نے فوراً کہا "اے منتقم! تونے اس واقعہ کا بدلہ لے لیا"

(۵۷)میراں صاحب کے داماد اس مقام پر پہونچے جسکی تمنا تمام انبیاء کو تھی۔

ایک موقعہ پر اپنے داماد سے فرمایا

> خوشی مناؤ کہ جس بار ولایت کی تمام انبیاء واولیاء نے آرزو کی تھی وہ (انہیں[۱] تو نہیں مل سکا) خدا تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔(ص/۲۹۷)

(۵۸)میراں صاحب کے داماد ''الکوثر'' کے مصداق ہیں۔

میاں سید خوند میر کو مخاطب کر کے میراں صاحب نے فرمایا:

> فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے کہ (آیتِ قرآنی) ''اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ'' میں الکوثر سے مراد تمہاری ذات ہے۔(ص:۳۰۲)

''الکوثر'' کے علماء ومفسرین نے متعدد مطلب بیان کیئے ہیں، لیکن کسی تفسیر، کسی حدیث میں اس سے مراد خوند میر صاحب کو نہیں بتایا گیا۔مہدوی حضرات ایسے انوکھے انکشافات اس لئے مان لیتے ہوں گے کہ ان کیخیال کے مطابق میراں صاحب کی بعثت قرآن کا وہ بیان لیکر ہوئی تھی جسے عہدِ رسالت میں کبھی سنا نہیں گیا تھا۔

(۵۹)میراں صاحب کے داماد خود ''خدا'' تھے؟

مصنف نے سید خوند میر صاحب کے بارے میں میراں صاحب کی بشارتوں کے سلسلہ میں ایک نقل یہ بیان کی ہے کہ ان کی روحانی تربیت[۲] وتلقین کے بعد ان کے بارے میں:

> آنخضرت نے فرمایا کہ خدا کو خدا ہی دیکھتا ہے، (اسی طرح) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کو اخیر رکوع تک آنخضرت نے بندگی میاں کے حق میں بیان فرمایا، (ص:۲۹۲)

یعنی ارض وسماء کا نور اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنے داماد کو قرار دیا۔

---

۱ نہ ملنے کی صراحت انہی کی کتب میں دوسری جگہ موجود ہے۔ ۲ آثار وقرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''تربیت'' ہونا مہدویت میں ایک خاص اصطلاح ہے، جس کے ذریعہ غالباً دیدارِ الٰہی کے فریضے کو مرشد کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے۔

(۶۰) میراں صاحب اور نبی کریم ﷺ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

جب حضرت امام علیہ السلام مقام فرہ تشریف لائے تو اس خاتم ولایت کو بخار کی زحمت شروع ہوئی جو چھ یا سات روز رہا، اس بخار کی حرارت کی کیفیت بعینہ رسول ﷺ کے بخار کی حرارت کی سی تھی، اس لئے کہ حضرات خاتمین (یعنی حضرت محمدؐ اور سید محمد جونپوری) ذات وصفات میں موت وحیات میں بہر حالت ایک وجود تھے۔ (ص:۳۱۵)

وہ کیفیت جو نبی کریم ﷺ پر بیتی تھی اسکی تحقیق کیسے ہوئی؟ یا محض اس مفروضے کی وجہ سے کہ دونوں میں تساوی اور برابری ضروری ہے نبی کی مواجید و کیفیات میں بھی شرکت کو ضروری سمجھا گیا؟

(۶۱) میراں صاحب سے اسی طرح تکمیل دین ہوئی جسطرح نبیؐ سے ہوئی تھی۔

فرمایا (دین بوجہ شریعت کامل ہونے پر) حضرت رسول علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو اس آیت میں ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ'' سے مخاطب فرمایا تھا، (مجھے بھی) فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے اے سید محمد! تو بھی اپنے اصحاب کو دین بوجہ شریعت کامل ہونے پر اس آیت سے مخاطب کر۔ (ص:۳۱۶)

(۶۲) میراں صاحب نے فرمایا ''ہم انبیاء کے گروہ میں ہیں''۔

آنحضرت نے فرمایا ''ہم انبیاء کے گروہ میں ہیں، جو نہ کسی کے ظاہری اثاثہ کے وارث ہوتے ہیں نہ ظاہری اثاثہ کا کسی کو وارث کرتے ہیں'' آنحضرت کے اس فرمان کی بناء پر بندگی میاں سید محمود نے آنحضرت کی رحلت کے بعد اس ذات پیغمبر صفات کے جامہ مبارک اور چند تلواریں جو اصحاب کے ہاتھوں میں بطریق محافظت تھیں، تمام فقراء کو بخش دیئے آنحضرت کا متروکہ وارثین کو نہیں دیا (ص:۳۱۶)

(۶۳) میراں صاحب کو انبیاء علیہم السلام پر بھی فضیلت حاصل تھی۔

میراں صاحب کے انتقال پر کہے گئے مرثیوں میں سے ایک مرثیہ کا یہ مصرعہ بھی قابل ملاحظہ ہے ؎

(فارسی) فضلش کہ بر جمیع پیمبر شداز خدا (اردو) نبیوں پر فضل اسکو خدانے عطا کیا۔
(ص:۳۲۴)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔

(۶۴) میراں صاحب اور نبی کریم ﷺ ذات اور صفات دونوں میں قطعاً ایک ہیں۔

تمام کلام اللہ میں جہاں کہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کا ذکر آیا ہے حقیقت میں وہی نام حضرت محمد مہدی علیہ السلام کا ہے، اسلئے کہ آنحضرت نے فرمایا مہدی کا نام میرا نام ہوگا، اور صفات وذات میں ہر دو (یعنی نبی ومہدی) قطعاً ویقیناً ایک ہوئے ہیں
(ص:۳۳۴)

قطعی ویقینی کس کو کہتے ہیں، آخر اس کا کوئی معیار بھی ہے؟ یا قطعی کہتے ہی کوئی بات قطعی ہو جاتی ہے؟ ممکن ہے آپ اولوالباب کے پاس یہی منطق چلتی ہو، ہم اہل اسلام دلائل کتاب وسنت سے کسی چیز کا قطعی ہونا معتبر سمجھتے ہیں، محض دعوں سے نہیں!

(۶۵) میراں صاحب ظاہراً وباطناً نبی کریم ﷺ کے مرتبہ پر تھے۔

(دونوں کی کنیت ایک کرکے) حق سبحانہ نے

"تابع کو اپنے متبوع کے مرتبہ پر ظاہرا اور باطنا پہونچا دیا" حضرت رسول اللہ ﷺ کو ابوالقاسم اس سبب سے کہتے ہیں کہ آپ نے فیضان ختم نبوت کی تقسیم کی، اس طرح امام آخرالزماں سے حق تعالیٰ نے فیضان ختم ولایت کی تقسیم کی۔ (ص:۲۳۵)

سبحان اللہ! کنیت کی یکسانیت سے ظاہری وباطنی مراتب کی یکسانیت پر استدلال بھی علمی دنیا میں کسی اعجوبے سے کم نہیں!

(۶۶) حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک سب کے سب میراں صاحب کے فیض یافتہ ہیں۔

ایک معتقد نے دوران تعریف ان کی شان میں کہا ہے۔

ہانکہ زتو جملہ مضی وصبیح، شد زصفی تا کہ نزول مسیح (ص:۳۳۵)

یعنی حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء آپ کے فیض سے حسن اورنور پائے ہوئے ہیں، اعتقاد میں غلو کی اس سے بدترین مثال —— مرزا قادیانی اور چن بسویشور جیسے بدنصیبوں کو چھوڑ کر —— اور گمراہوں میں بھی ملنی مشکل ہے۔

(٦٧) میراں صاحب کے زمانہ میں شہید ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ خود خون بہا ہوگیا۔

بہت سارے لوگ اس خلیفۂ رُحمان کے زمانہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہوکر اللہ کی ذات کو دیت میں حاصل کئے ہیں۔(ص:۳۳۸)

حیرت ہے ان کے عقل وعلم پر، آپ سوچئے کہ کیا کسی مخلوق ومملوک بندے کی ذات کا ''خون بہا'' اللہ کی ذاتِ عالی ہوسکتا ہے؟ جو تمام بندوں کی ذاتوں کا خالق ومالک ہے۔

(٦٨) میراں صاحب کے احکام کا منکر عنداللہ ماخوذ ہوگا۔

فرمایا آپ نے جوکوئی حکم میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جوکوئی ان احکام سے ایک حرف کا (بھی) منکر ہوگا وہ اللہ کے پاس پکڑا جائیگا (ص:۳۴۰)

اسلامی عقائد میں ایسا مواخذہ صرف نبی کے حکم کی نافرمانی پر ہوتا ہے اور من جانب اللہ وہ آخری ذات صرف حضورؐ کی ہے نبی آخر الزماں ﷺ کے بعد کسی کے حکم کی خلاف ورزی قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔

(٦٩) میراں صاحب اللہ تعالیٰ کے نور کا نور اور راز کا راز تھے، ان کا مرتبہ بیان سے باہر ہے، انکی ناقدری اللہ تعالیٰ کی ناقدری ہے۔

آنحضرت نے بحکم خدائے تعالیٰ فرمایا

> مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے ائے میرے نور کے نور! اور اے میرے راز کے راز! اور اے میرے معرفت کے خزانے! میں نے تجھ پر فدا کیا اپنا ملک اے محمد! (ص:۳۴۲)

اسکی تشریح میں مصنف کتاب نے صراحت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور اور اس کا راز ہیں "القلم" کو جب اللہ کے نور اور اسکے راز یعنی حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی لکھنے کا حکم دیا گیا تھا تو وہ اس کی ہمت نہ کر سکا، کانپ اٹھا اور شق ہو گیا تھا، اب سوچنا چاہیے کہ جب اللہ کے راز اور اس کے نور یعنی حضرت محمد کا نام لکھنے کی مجال "القلم" کو نہ ہو سکی تو پھر نور کے نور اور راز کے راز یعنی سید محمد جونپوری کا مرتبہ اور مقام کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے کسی کی مجال نہیں ہے کہ نور کے نور اور راز کے راز اللہ کی معرفت کے خزانے اور اللہ کے معشوق (میراں سید محمد جونپوری) کے مرتبہ کو بیان کر سکے! اسلئے اس سلسلہ میں میراں سید خوند میر کی اس وضاحت پر اکتفاء کر لینے ہی میں عافیت ہے کہ (انہوں نے فرمایا)

> مہدی موعود جیسے آئے تھے ویسے گئے، کوئی شخص آنحضرت کو جیسے پہچاننا تھا نہیں پہچانا، اس باب میں بندگی میاں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسی کہ قدر چاہئے تھی، اس راز کو سمجھنے والا ہی سمجھے گا (ص:۳۴۳)

یعنی میراں صاحب آخر ہیں کیا؟ رازِ خدا، یا نورِ خدا، یا راز کا راز، یا نور کا نور، یا خود خدا؟ یہ معمہ خود ایک ایسا راز ہے جو مصنفِ کتاب جیسے راز دانوں کے سوا اور کسی کی سمجھ کی بات نہیں ہے، کاش! ایسی نا قابلِ فہم بات نہ کہتے تو پڑھنے والوں پر کرم ہوتا۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم میاں سید خوند میر صاحب تو اس راز سے نا آشنا نہ ہوں گے، کیونکہ ان کی نورانی نگاہوں نے میراں صاحب کو پہلی ہی ملاقات میں دیکھ لیا تھا کہ یہ مہدی نہیں، مہدی کے روپ میں خود خدا تعالیٰ ہیں، اسی لئے تو وہ ان کے ناقدروں کی شان میں وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ بھی فرما رہے ہیں۔

(۷۰) میراں صاحب کی امت دیگر انبیاء کی امتوں کی طرح مستقل امت ہے اور اس کا نام ''اولوالالباب ہے''

قرآن کریم کی آیت ''اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً'' کے بارے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے:

> اے سید محمد! یہ آیت صرف تیرے گروہ (مہدوی قوم) کی شان میں ہے، پھر آنحضرت فرمایا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو یہود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نصاریٰ، حضرت محمد ﷺ کی قوم کو مسلمان کہا جاتا ہے، اسی طرح ہماری قوم کا خطاب ''اولوالالباب'' ہے (ص:۳۴۷)

اللہ کا شکر ہے کہ ان کا خطاب ''امتِ محمدیہ'' نہ ہوا، اس جگہ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور ان کی اقوام کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم کو بھی مستقل اور علاحدہ ذکر کر کے پھر اپنی قوم کا مستقل ذکر فرمارہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کو مستقل نبی اور اپنی قوم کو مستقل قوم سمجھتے ہیں، اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کے تابع تام ہونے کی باتیں لفاظی اور فریب کاری کے علاوہ اور کیا سمجھی جاسکتی ہیں۔ جبکہ قرآنی آیات کے ساتھ تحریف کا بدترین جرم اپنی جگہ ہے۔

(۷۱) میراں صاحب کا دیدار نبی کریم ﷺ ہی کا دیدار ہے:

> حضرت مہدی موعود بارہا اللہ کے حکم سے فرماتے رہے ''من لم یر محمد فلیرانی'' یعنی جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو (اسے) چاہیے کہ مجھے دیکھ لے، نیز آنحضرتؑ نے فرمایا اگر یہ بندہ، ابراھیم خلیل اللہ، اور محمد رسول اللہ ایک زمانے میں ہوتے تو (ظاہر و باطن کی یکسانیت کی وجہ سے) کوئی شخص ان تین کے درمیان تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ اور نہ پہچان سکتا تھا کہ کون مہدی ہے کون رسول اللہ ہے، کون خلیل اللہ ہے۔
> (ص:۳۵۲)

حیرت یہ ہے کہ میراں صاحب کبھی خدا بن جاتے ہیں اور کبھی نبی، اور کبھی ظاہر و باطن کی تمام تر یکسانیت کے باوجود مہدی کے ہی منصب پر اکتفا کر بیٹھتے ہیں ان متضاد باتوں کا اسلامی عقائد سے کیا جوڑ ہو سکتا ہے۔

(۷۲) جو شخص میراں صاحب کا حلیہ معلوم کرنا چاہتا ہے وہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ کتابوں میں دیکھ لے کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

> جو کچھ بیان حضرت رسول اللہ کے حلیہ مبارک کا تھا وہی بیان از ابتداء تا انتہا حضرت مہدی موعود کے حلیہ مبارک میں حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا، کیونکہ بحکم دلیل قاطعہ و حجتِ بالغہ یہ ہر دو ذات صورت و سیرت میں ایک وجود تھے (ص:۳۵۳)..........پس جو کوئی چاہے کہ حضرت مہدی موعود کے حلیہ پر نظر کرے تو اسکو لازم اور مناسب یہی ہے کہ پیغمبر ﷺ کے حلیہ مبارک دیکھ لے (ص:۳۵۴)

(۷۳) میراں صاحب کی ذات میں خدا نظر آتا تھا۔

میاں سید خوندمیر سے منقول ہے کہ انہوں نے

> اس ذات پیغمبر صفات سے پہلی ہی ملاقات میں (انہیں دیکھ کر) فرمایا کہ پھوٹ جائیں وہ آنکھیں (جو یہ سمجھتی ہیں کہ انہوں نے) مہدی کو دیکھا ہے، بندے نے تو ذاتِ مہدی میں اپنے خدا کو دیکھا ہے۔(ص:۳۵۸)

چنانچہ میراں صاحب کے ایک اور معتقد نے ان کی شان میں کہا ہے ؎

> مہر ولایت نامور پشت پر لئے
> بحر حقائق میں رواں بے میم احمد آئے تم
> (ص:۳۵۸)

مہدوی حضرات بتلائیں کہ مہدی کی ذات میں خدا کا نظر آنا اور مہدی کا بے میم احمد یعنی "احد" بنکر دنیا میں آنا کیا ہندوؤں کے عقیدہ حلول کے مماثل نہیں ہے؟۔

(۷۴) میراں صاحب معصوم عن الخطاء تھے۔

مہدی علیہ السلام کا تمام کلام خطا سے پاک ہونا ثابت ہے، دیگر اولیاء معصوم عن الخطا نہیں ہیں، کیونکہ خطا سے عصمت نبی علیہ السلام کے فرمان سے مخصوص اسی امام مہدی کی ساتھ ہے، اور جو چیز کسی کے ساتھ مخصوص کردی جائے اسکے غیر میں نہیں پائی جاتی (ص:۳۷۱)

آگے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ ارشادِ گرامی —— جو باتیں میں کہتا ہوں وہ اگر حق ہیں تو منجانب اللہ ہیں اور اگر غلط ہیں تو میری اور شیطان کی طرف سے ہیں —— نقل کرکے میراں صاحب کی معصومیت کو اور ان کی حضرت ابوبکرؓ پر فضیلت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

پس اس قول سے معلوم ہوا کہ آپ (حضرت ابوبکرؓ) بھی خطاء سے محفوظ نہ تھے، اور مہدی علیہ السلام کا معصوم عن الخطاء ہونا قطعی ہے.........پس یہ دلیل اس بات کی ہے کہ مہدی علیہ السلام ابوبکر صدیقؓ وغیرہ سب سے افضل ہیں (ص:۳۷۲)

حضرت ابوبکرؓ کا ارشاد موافقِ کتاب وسنت ہے لیکن میراں صاحب کا معصوم عن الخطاء ہونا کس دلیل سے قطعی ہوگیا؟۔

(۷۵) میراں صاحب کے واسطہ کے بغیر انبیاء بھی خدا کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

"فصوص الحکم" کے حوالہ سے میراں صاحب کے تمام اولیاء سے افضل ہونے کا ذکر نقل کیا ہے

جوکوئی نبی ورسول ہے (وہ) مشکوٰۃِ رسول خاتم ہی سے نور بصیرت پاتا ہے اور جو بھی اولیاء اللہ میں ہے (وہ) مشکوٰۃ ولی خاتم سے نور بصیرت پاتا ہے، یہاں تک کہ مرسلین بھی خدا کو بغیر خاتم الاولیاء (سید محمد مہدی) کے مشکوۃ کے نہیں دیکھتے، پس معلوم ہوا کہ خاتم الاولیاء، اور سب اولیاء سے افضل ہیں، (ص:۳۷۵)

(۷۶) تمام اولیاء قیامت کے دن میراں صاحب کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

قیامت کے روز بجز خاتم نبوت اور خاتم ولایت کے اور کوئی صاحبِ لوا نہ ہوگا، تمام انبیاء ومرسلین خاتم الانبیاء ؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے، اور تمام اولیاء خاتم الاولیاء کے جھنڈے کے نیچے حاضر ہوں گے، (ص:۳۷۶)

جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انسان حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے ہونگے، اور وہی تمام بنی نوعِ انسانیت کے سردار ہوں گے۔مگر ہر چیز میں ہمسری اور برابری کا جو بھوت سوار ہے اس کا کیا علاج ہے؟

(۷۷) میراں صاحب کے توسط کے بغیر نبی کریم ﷺ بھی معرفتِ رب حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

> تمام انبیاء و مرسلین اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں خاتم رسل سے، انکی ختمیت رسالت کی وجہ سے، اور خود خاتم الرسلؐ فیض معرفت اپنے باطن سے حاصل کرتے ہیں جو کہ خاتم الاولیاء ہے، انکی ختمیت ولایت کی وجہ سے (ص:۳۷۵)

مذکورہ بالا اقتباس کتاب کی اردو عبارت سے قدرے مختلف ہے، لیکن فارسی کی اصل عبارت کے بالکل مطابق ہے، اس جگہ یہ اشکال نہ ہو کہ جب حضرت محمد ﷺ اپنے ہی باطن سے کسبِ فیض فرماتے ہیں تو اس پر اعترض کیا ہے؟ جی نہیں! مہدوی حضرات نبی کریمؐ کا باطن اپنے امام ہی کو مانتے ہیں، اس کے علاوہ یہ بات جب سید محمد جونپوری کے خصائل وفضائل کے ضمن ہی میں ذکر کی جارہی ہے تو مصنف کا مدعا متعین ہے اس میں اشکال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۷۸) میراں صاحب مرتبے میں رسول اللہ ﷺ کے برابر تھے۔

> اگر چہ ابوبکرؓ کا پوری امت میں افضل ہونا خبر مشہور ومعتبر سے ثابت ہے لیکن حضرت مہدی موعود مرتبہ میں رسول اللہؐ کے برابر تھے، چنانچہ آنحضرت کا فضل بعض انبیاء اور ابوبکر صدیق ؓ وغیرہ پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا۔حضرت مہدی کے ایک صحابیؓ بندگی میاں الہداد حمید نے اپنی ایک نظم میں فرمایا ہے،
>
> نبیوں پر فضل اس کو خدا نے عطا کیا
> روزِ محشر اہلِ شفاعت دہ از خدا
>
> (ص:۳۷۷)

سوال یہ ہیکہ کہاں ظاہر فرمایا؟ کیا اجماعِ امت کے برخلاف محض آپ کے دعوی سے شانِ صدیق ؓ میں یہ گستاخی وحق تلفی بلکہ بے ایمانی تسلیم کر لی جائے؟۔

(۷۹) میراں صاحب کی اطاعت نبی کی اطاعت کی طرح فرض ہونا قطعی امر ہے۔

اگر بالفرض (سید محمد) مہدی، خلفاء راشدین، سلف صالحین، ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں ہوتے تو وہ سب مہدی کے متبع ہوتے، کیونکہ

> اللہ اور اللہ کے رسول کی خلافت آپ کیلئے قطعی طور پر ثابت ہے، اور دعوت الی اللہ کیلئے آپ کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مبعوث ہونا اور آپ کی اطاعت کا نبی کی اطاعت کی طرح وہ بھی قطعی طور فرض ہونا پر ثابت ہے، اور یہ شان خلفائے راشدین کیلئے ثابت نہیں، چنانچہ یہ امر پوشیدہ نہیں، پس ظاہر ہو گیا کہ حضرت مہدی ہی ان سب سے افضل واکرم ہیں (ص:۳۸۲)

یہ صحیح ہے کہ خلفاء راشدین کی اطاعت نبی کی اطاعت کی طرح قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، لیکن مہدی کی اطاعت کا نبی کی اطاعت کی طرح فرض ہونا قطعی طور پر کہاں سے ثابت ہوا ہے؟ کاش کہ زحمتِ دلیل گوارا کی جاتی!

(۸۰) بندوں کا مقبول ومردود ہونا پہلے میراں صاحب کے پاس طئے ہوتا ہے۔

> فرمایا کہ اس بندے کے آگے (بندوں کی مقبولیت کی) تصحیح ہوتی ہے جو اس جگہ (میرے نزدیک) مقبول ہوا وہ (ہی) خدا کے آگے مقبول ہے، اور جو کوئی اس بندے کے سامنے صحیح نہیں ہوا وہ اللہ کے پاس (بھی) مردود ہے۔(ص:۳۸۸)

(۸۱) میراں صاحب کی تفسیر کے خلاف کوئی تفسیر معتبر نہیں ہے۔

> فرمایا کہ جو کوئی حکم اور جو کوئی بیان تفسیر (کی کتابوں) یا ان کے سوا اور (دوسری) کتابوں میں اس بندے کے بیان کے مخالف واقع ہو وہ صحیح نہیں ہے، اور جو کوئی عمل اور بیان اس بندے کا ہے (وہ) خدا کی تعلیم اور مصطفے کے اتباع سے ہے۔(ص:۳۸۹)

جبکہ جنابِ والا کے ملفوظات کا بیشتر حصہ کتاب وسنت کے خلاف ہے، نہ خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہے اور نہ ہی اتباعِ مصطفیٰ کے تقاضہ کے موافق!

(۸۲) میراں صاحب کا شیطان مسلمان ہو چکا تھا۔

فرمایا کہ بندے کا خناس (یعنی شیطان) مسلمان ہو چکا ہے، چنانچہ ایسی ہی روایت حضرت نبی ا (کے خناس کے متعلق بھی) آئی ہے۔

رہا ہمزاد ہر انساں کا کافر

مسلمان ہیں ان ہی دو تن کے ہمزاد

(ص:۳۹۰)

(۸۳) میراں صاحب کی اجازت کے بغیر جو مہاجر گھر واپس ہو گئے تھے وہ منافق ہیں۔

جو کوئی مہاجر ہو کر اپنے گھر سے نکلا، پھر بغیر آنحضرت (مہدی) کی اجازت کے گھر لوٹ گیا تو وہ حکم خدائے تعالیٰ سے منافق قرار پایا، کیونکہ آنحضرت تابع تام نبی علیہ السلام کے تھے اور ہجرت نبی علیہ السلام کے ساتھ فرض تھی، آپ کا ساتھ چھوڑنے والے کا اللہ کے حکم سے منافق ہونے کا حکم آنحضرت ہی کیلئے خاص تھا، جو ابوبکر و عمرؓ وغیرہ کیلئے نہیں رہا، پس ظاہر ہوا کہ آنحضرت مہدی ان دونوں حضرات سے افضل ہیں۔ (ص:۳۹۰)

نفاق ایک قلبی روگ ہے، اور قلوب کی حالت سوائے علیم وخبیر کے اور کسی کو نہیں معلوم ہو سکتی، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی پر نفاقِ حقیقی کا الزام لگانا کسی کے لئے درست نہیں ہے، مگر مہدوی حضرات چونکہ یہ طے کر چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ایسی باقی نہ رہے جس میں وہ اپنے امام کو شریک وسہیم نہ بنا دیں، اسلئے یہاں بھی زبردستی نبی کریم ﷺ پر قیاس کر کے اپنے امام کے نافرمانوں پر نفاق کا ناحق حکم لگا دیا۔

(۸۴) اکثر انبیاء مہدویوں میں شامل ہونے کے متمنی اور دعا گو تھے۔

اکثر انبیاء مرسلین علیہم السلام مہدی علیہ السلام کے صحبت کے متمنی تھے، دعاء کے ساتھ اس امر کے طالب تھے کہ اے بار خدا امتِ محمدی اور گروہ مہدی میں ہم کو شامل فرما۔ (ص:۳۹۲)

پھر ایک روایت بیان کرنے کے بعد کہ ''بارہ نبیوں نے نبی کریم ﷺ کے امتی ہونے کی تمنا کی تھی'' لکھتے ہیں........

> پس قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ فضیلت اور یہ رتبۂ عالی نہیں دیا گیا اولین وآخرین میں سے کسی کو بھی سوائے محمدین خاتمین نبی ومہدی علیہما السلام کے، کیونکہ یہی دو ساری مخلوق کے سردار ہوئے ہیں۔فقط (ص:۳۹۳)

سمجھ میں نہیں آتا کہ نبی کریم ﷺ کے امتی ہونیکی تمنا سے مہدی کے صحابی بننے کی تمنا کیسے ثابت ہوگئی، وہ بھی قطعی طور پر! آخر یہ مذہب ہے یا مذہب کے نام پر ہفوات کا عجائب خانہ؟

(۸۵) میراں صاحب کا حال اور قرآن مجید ہی حجت ہیں احادیث کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

> حضرت شمس تجلی (میراں صاحب) علیہ السلام نے فرمایا کہ احادیث میں اختلاف بہت ہے، ان کی صحت مشکل ہے، (اسلئے) جوکوئی حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب اور بندے کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے۔(ص: ۳۸۹)

یہ میراں صاحب کے علم کا حال ہے، یہاں امت حفاظتِ حدیث کو معجزاتِ نبی میں شمار کررہی ہے، اس کی صحت کا بھی انتظام ہے، ان میں جو اختلاف محسوس ہوتا ہے وہ حقیقت میں نہیں ہوتا، ہاں کم علمی سے محسوس ہوسکتا ہے، پھر بھی پرکھنے کے لئے کتاب اللہ سے رجوع کرنا تو سمجھ میں آسکتا ہے، مگر میراں صاحب کے حال کی طرف رجوع کیسے جائز ہوسکتا ہے؟۔

(۸۶) میراں صاحب کی قوم کے جو فضائل ہیں وہ کسی کیلئے نہیں ہوسکتے، کیونکہ قوم مہدی کے افراد انبیاء کے مرتبہ پر ہیں۔

> حضرت مہدی علیہ السلام کی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضوانِ ابدی کا (وعدہ) ہے، کیونکہ خاص فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں آنحضرت (مہدی) کی قوم کو ایسے اوصافِ مخصوصہ کے ساتھ (کہ) بجز اس قوم (مہدویہ) کے اور کسی کے لئے (ان

اوصاف کا ثبوت) ممکن نہیں ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کے ارشادات ”فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ “ ”فَاِنْ یَکْفُرْبِھَا ھٰٓؤُلَاءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِھَا قَوْماً “ ”وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَیْرَکُمْ “ وغیرہ بہت سی آیات کی مصداق مہدوی قوم ہی ہے، حضرت محمد ﷺ نے حضرت امام مہدی موعودؑ کے اصحاب کو اپنے ہم منزلت ہونے کی بشارت کے شرف سے مشرف فرمایا اور کسی کیلئے ایسی بشارت واضح نہیں ہیں (ص:۳۹۴)

اسکی دلیل میں بہت سی حدیثیں موجود ہونے کے دعوے کے ساتھ نمونہ کے طور پر تین روایات نقل کی ہیں، صرفِ نظر اس سے کہ وہ حدیثیں کس معیار کی ہیں؟ ان میں سے کسی حدیث سے بھی قوم مہدی کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ وہ مطلقاً قربِ قیامت کے مسلمانوں کے فضائل پر مشتمل ہیں اور عام ہیں کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔اور جو آیات متن میں پیش کی گئی ہیں افسوس ہے کہ بنا کسی دلیل وثبوتِ تفسیری کے محض میراں صاحب کے دعوے یا نفسانی تلبیس وتحریف سے انہیں اپنے اوپر چسپاں کرلیا گیا ہے، اور یہ سب کچھ اسلئے کہ میراں صاحب اور ان کے خلفاء نے پہلے ہی یہ اشارہ دیدیا کہ قرآن فہمی کے لئے ایمان کافی ہے نہ کسی حدیث کی ضرورت ہے اور نہ علماءِ سلف سے رجوع کی! آگے فرماتے ہیں:

اس مقام ومنزلت کی بشارت پانیوالوں (یعنی مہدویوں) کا مرتبہ سمجھنے کے لئے پہلے رسولؐ کا مرتبہ معلوم کرنا چاہیے۔(ص:۳۹۶)

ظاہر ہے کہ جو قوم نبی کریمؐ کی ہم منزلت ہے ان کی معرفت رسول کی معرفت کے بغیر کیسے ممکن ہو سکے گی؟ **والعیاذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم .**

آگے فرماتے ہیں:

بطریقِ انصاف سمجھنا چاہیے کہ جب قوم ایسی ہو تو اس کے متبوع (امام مہدی) کا شرف کیسا ہوگا؟ پس ظاہر ہے کہ حضرت مہدی سب سے افضل ہیں، **فظھر انه افضل من الکل** (ص:۳۹۶/۹۷)

(۸۷) میراں صاحب کے فضائل و مراتب پوری زندگی میں بھی نہیں لکھے جا سکتے۔

امام علیہ السلام کی خصوصیات جو حدیث نبوی اور آیات کلام الٰہی سے ثابت ہیں وہ اسقدر بے حدوشمار ہیں کہ اگر تمام عمر لکھتے رہینگے تب بھی ختم نہ ہوں گی۔ (ص:۴۰۰)

تمام عمر نہ سہی مہینہ بھر میں ہی سہی ان میں سے کچھ لکھ کر بتلا دیتے تو شاید امت کو ان باتوں کے ماننے میں کچھ مدد مل جاتی۔ لیکن خدارا ان ہفوات کو اسلامی عقائد سے نہ جوڑا جائے تو بہتر ہوگا تا کہ اسلام کی شبیہ خراب نہ ہو۔

(۸۸) میراں صاحب کی برکتیں نبی کریم ﷺ کی برکات ہی کی طرح ہیں۔

۲۳واں معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اس بندے کی ایک نظر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے، یہی وجہ ہے کہ جملہ تاثیریں —— خواہ آنحضرت کی نظر مبارک کی ہوں یا اس سرور کی پسخوردہ کی —— (سب) خاتم النبیین ﷺ کی تاثیرات کے مانند تھیں۔ (ص:۴۱۱)

اس جرءت بے جا پر سوائے اس مصرعہ کے اور کیا تبصرہ کیا جا سکتا ہے؟ کہ۔

چہ نسبت خاک را باعالمِ پاک

(۸۹) میراں صاحب مبدأ و غایت کا خلاصہ تھے۔

۳۰واں معجزہ یہ ہے کہ وہ شمس ولایت، مظہر ہدایت، اور خلاصہ مبدأ و غایت جس کسی کو چاہتے حکم خدائے تعالیٰ سے ہدایت بخش سکتے تھے، (ص:۴۱۶)

جب وہ خود خدا تھے تو حکمِ خدائے تعالیٰ کے منتظر و پابند کیوں تھے؟ اس تضاد بیانی کا مہدوی قوم کے پاس کوئی حل ہے؟

(۹۰) میراں صاحب کا ایمان بذاتِ خود ”خدا“ ہے۔

ایک صاحب نے ایمان کی حقیقت کے بارے میں میراں صاحب سے سوال کیا تو جواباً فرمایا

بندہ کا (میرا) ایمان ”اللہ کی ذات“ ہے، اور تمہارا ایمان ”اللہ کا ذکر“ ہے۔ (ص:۴۳۶)

(۹۱) میراں صاحب نے چار چیزوں پر شریعت وطریقت کی بنیاد رکھی ہے۔

وہ چار حکم جن پر سب شریعت وطریقت کا دار ومدار ہے یہ ہیں (۱) تصدیقِ مہدی (۲) ترک دنیا (۳) ہجرت از خانماں (۴) صحبتِ صادقین۔ چنانچہ بندگی میراں سید محمودؒ نے فرمایا کہ جو شخص ترکِ دنیا کرے مگر ہجرت اور صحبت کا شرف حاصل نہ کرے تو ایسا شخص طلبِ دنیا وترک (دنیا) کے درمیان ہے، اس پر فرض ہے کہ ہجرت وصحبت کے فریضے کو پورا کرے، بصورتِ دیگر اس کو کچھ بھی دین نصیب نہ ہوگا۔
(ص: ۴۷۸ برحاشیہ بحوالہ حاشیہ ۹۹)

نبی کریم ﷺ جو تمام مسلمانوں کے نبی وہادی ہیں، اور مسلمانوں کیلئے صرف انہی کی اطاعتِ مطلقہ فرض ہے، انہوں نے دینِ اسلام کی بنیاد جن چیزوں پر رکھی ہے، یہ چار چیزیں ان سے بالکل جدا دوسری ہیں، اور نبی کریم ﷺ نے کبھی ان کو دین کی بنیاد نہیں فرمایا۔ پھر کس کا یارا اور ہمت ہے کہ ان باتوں کو دین کا دار ومدار قرار دے؟۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ان بنیادوں کی روشنی میں مہدویوں کی اکثریت کو کچھ بھی حصہ دین کا نصیب نہیں ہے، اسلئے کہ ان چار ارکان میں سے سوائے تصدیق مہدی کے اور کوئی رکنِ دین ان کے اندر آج کل نہیں پایا جاتا، اسطرح بیچارے نہ اہل اسلام میں ہوسکے نہ ہی مہدویہ میں!

(۹۲) میراں صاحب کا بیٹا رسول اللہ ؐ کے مقام پر اور داماد مہدی کے مقام پر!

حضرت امام مہدیؑ نے ان دونوں سیدین عالی مقام (سید محمود، سید خوند میر) کو خصوصاً سیر نبوت وسیر ولایت سے منسوب فرمایا ہے کہ ایک کے حق میں مقام محمد رسول اللہ ؐ کی اور دوسرے کے حق میں مقامِ مہدی علیہما السلام کی بشارت عطا فرمائی۔ (ص: ۴۹۰)

(۹۳) میراں صاحب کے بیٹے کی ثناء نبیؐ فرماتے ہیں

میراں سید محمود ثانی مہدی کے فضائل بیان کرنے سے اپنا عجز ومجبوری ظاہر کر کے مختصراً عرض کرتے ہیں۔

ہے کسے یہ قدرت و طاقت مُیسر در بیان
تا کرے شرحِ فضائلِ ثانی مہدی عیاں
مدح اس کی نبیؑ و مہدی نے فرمائی ہے
نص من صلح من آباء سے عیاں ہے اس کی شاں
(ص:۴۹۰)

واضح رہے کہ مہدویوں کے عقیدہ میں سورۃ المؤمن کی آیت ۹۔ میں حاملینِ عرش کی دعاؤں کے درمیان ومن صلح من اٰبائھم سے میراں صاحب کے بیٹے ثانی مہدی ہی مراد ہیں۔ جبکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

(۹۴) میراں صاحب کے داماد کی ثناء اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

مجھ سے ہو کیونکر ثنائے خوند میر
جب کہے نعت اس کی خود علیم وخبیر
خود نبی ومہدی ہی نے فرمایا ہے
نص قاطع مثل سلطان نصیر
(ص:۴۹۱)

واضح رہے کہ مہدوی حضرات سورۂ بنی اسرائیل کی آیت" سلطاناً نصیراً " کا مصداق میاں سید خوند میر کو سمجھتے ہیں۔ جو سراسر قرآنی آیت کا مذاق ہے۔

(۹۵) میراں صاحب کی قئے پینے والے کو حضرت یحیٰؑ کے ہم مرتبہ فرزند کی بشارت حاصل ہوئی۔

ایک روز حضرت امام علیہ السلام کو قئے ہوئی، اس وقت (وہاں) بندگی میاں سید عبدالمجید حاضر تھے، اپنے ہاتھوں میں لے کر پی گئے، حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ برادرم عبدالمجید! تم کو خدا تعالیٰ ایک فرزند دے گا جو قائم مقام حضرت یحیٰ پیغمبر کے ہوگا۔
(ص:۵۱۷)

مہدویوں کا اعتقاد ہے کہ وہ قئے نہیں تھی، خدا کا نور تھا، اسی وجہ سے میاں عبدالمجید کا لقب ان لوگوں نے "نورنوش" رکھا ہے، اس کی کچھ تفصیل سلسلہ نمبر (۱۱۴) پر ملاحظہ کیجئے۔

(۹۶) میراں صاحب کے ذریعہ درجِ ذیل امور فرض کئے گئے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء کے زمانہ میں اصولِ دین میں اسلام کے احکام، ایمان کے ارکان، ایمان کی تعریف جیسے ارکان کا بیان ہو چکا تھا جو سب کو معلوم ہیں، لیکن

> ان تمام کے ساتھ خاتم الاولیاء، نظیر خاتم الانبیاء کے زمانہ میں بھی چند چیزیں بحکمِ دلائل قطعیہ کلامِ الٰہی و بمقتضائے سنت نبوی اظہار میں آئیں (۱) ایک فرضیت حضرت امام (مہدی) کی تصدیق اور تسویت کا اعتقاد ہے یعنی حضرت مہدی کو حضرت رسولِ مقبول ﷺ کے ساتھ برابر جاننا ہے، (باوجود تابع و متبوع، فرزند و پدر کی نسبت کے) اسی طرح ان کے صاحبِ امر اور مخبر صادق ہونے کا اعتقاد (رکھنا)، اور آنحضرتؑ کے انکار کو کفر جاننا (۲) ترکِ دنیا، دنیا کی محبت کو آنحضرت نے کفر فرمایا ہے، میرا آنا بے کار و بے اختیار بنانے کے لئے ہوا ہے، (۳) علائق دنیا کا ترک کرنا (۴) ترک وطن (۵) راہِ خدا میں ہجرت (۶) صادقین کی صحبت (۷) خلوت در انجمن (۸) رزق حلال طیب (۹) شب بیداری باری۔ (ص: ۴۴۰ تا ۴۵۰)

(۹۷) میراں صاحب کی بڑی اہلیہ قرآن کے حکم سے "فخر نساء العالمین" تھیں؟

> آنحضرت علیہ السلام کی چار زوجہ کامل الحال (اور) بارگاہِ حضرت رحمٰن میں برگزیدہ ہوئی ہیں، ایک ان میں فخر نساء عالمین بحکمِ قرآن، خدیجۃ الزمان اور سیدۃ النسوان آنحضرت علیہ السلام کے چچا میاں سید جلال الدین کی دختر تھیں، ....نام مبارک اس بی بی کا فارسی میں "بی بی کلاں" عربی میں "عطیۃ اللہ"، اور ہندی میں "بی بی الٰہدتی" ہے (ص: ۴۵۸)

یہاں تک "شواہد الولایت" کا مطالعہ ختم ہوا، آگے بعض دیگر کتبِ قوم سے مزید چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں!

(۹۸) میراں صاحب از جنس بشر نہیں تھے۔

قرآن کریم میں مذکور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی صفات کے بارے میں یہ لکھتے ہوئے کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک تیس صفتیں ہیں، لیکن میراں صاحب کے بقول وہ چالیس صفتیں ہیں، دعویٰ کیا ہے کہ وہ سب میراں صاحب کی ذات میں موجود تھیں، اسکے بعد اسکی حکمت اسطرح نقل کی ہے۔

> میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اوصاف مذکورہ کے زیور سے امام کی ذات مبارک کو (اسلئے) مزین فرمایا تاکہ ارباب بصیرۃ ان اوصاف کا معائنہ کریں اور ان کو دیکھ کر متلذذ ہوں یہاں تک کہ وہ (بے ساختہ) کہدیں کہ یہ (میراں صاحب) بشر نہیں ہیں (ہژدہ آیات ص:۶)

(۹۹) میراں صاحب مفترض الطاعۃ تھے۔

> پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں متبوع (نبی کریمؐ) کا تابع (میراں صاحب) مفروض الدعوت (دعوت کا حکم دیا گیا) اور مفترض الطاعۃ (جسکی اطاعت فرض کی گئی) اور جمیع حالات میں وہ اپنے متبوع (نبی کریمؐ) کے برابر ہے۔(ص:۷)

(۱۰۰) میراں صاحب کی خوشبو تین ہزار کوس تک پھیلی رہتی تھی۔

> ایک درویش اس مقام پر آیا، امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اور عرض کیا ہم یہاں سے تیس سو کوس (   ) کے فاصلے سے آئے ہیں، اپنے مقام میں مشغول تھے، یکا یک ہماری ناک میں بے حد خوشبوئی پہونچی، حق سے معلوم ہوا کہ فلاں مقام میں مہدئ موعود کی ذات مبعوث ہوئی ہے اور آپ نے بالغ ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے، جا اور اس سے بیعت کر (حجۃ ص:۵/۶)

اور مابقیہ دنیا کو اس خوشبو سے کیوں محروم رکھا گیا اسکی بھی کوئی دلیل ہونی چاہئے؟۔

(۱۰۱) میراں صاحب کو نہ کسی نے جنا، نہ انہوں نے کسی کو جنا۔

ثانی مہدی میراں سید محمود سے میراں صاحب کے ایک عمل کے حوالہ سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے؟ تو اسکے جواب میں میراں سید محمود نے بہت عاجزی سے فرمایا

> میں کون شخص ہوں جو تم مجھ کو امام علیہ السلام کے برابر کرتے ہو، (جبکہ) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ میں کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے جنا گیا (پنج فضائل ص:۱۴)

مصنف نے حاشیہ پر اسکی کچھ توجیہ کی سعی کی ہے، مگر قارئین وہاں ملاحظہ کرینگے تو خود سمجھ جائینگے کہ اس فضول توجیہ سے بات کو نباھنا ممکن نہیں ہے۔

(۱۰۲) میراں صاحب نے فرمایا میں "اللہ رب العالمین" ہوں۔

نقل ہے کہ ایک دن فرح میں مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں شاہ نعمت کے سامنے آ کر فرمایا

> ''میں اللہ رب العالمین ہوں'' تو شاہ نعمت نے (حیرت سے) فرمایا میراں جی کیا آپ خدا کی ذات ہیں؟ (مہدی نے) فرمایا ''بندہ بندہ ہے، لیکن بندہ ذاتُ اللہ ہے''
> (پنج فضائل ص:۵۵)

شاہ نعمت نے تین دفعہ دہرا کر یہی سوال کیا اور میراں صاحب ہر دفعہ اصرار کے ساتھ یہی کہتے رہے کہ "بندہ بندہ ہے، لیکن بندہ اللہ کی ذات ہے"

(۱۰۳) میراں صاحب کیا خدا تھے؟

نقل ہے کہ میراں صاحب کے پاس کہیں سے ایک عمدہ نسخہ قرآن مجید کا آیا تھا، انہوں نے وہ اپنے خلیفہ میاں شاہ نظام کو ہدیہ کردیا، ایک دن اسی قرآن میں میراں صاحب میاں نظام کو تلاوت کروا رہے تھے، اس اثناء میں ایک اور معتقد ملاقات کیلئے آنے لگے تو میراں صاحب نے اشارہ سے روک دیا، پھر بعد میں ان سے اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا

> تم جس وقت آئے تھے ،اسوقت خدا اپنے بندے کو اپنی زبان سے (قرآن کی) تعلیم دے رہا تھا، اگر تم کچھ اور قدماً آگے بڑھکر آجاتے تو (جلال الٰہی سے) یقیناً جل جاتے ۔
> (پنج فضائل ص:۶۸)

مہدویت کے ان نظریات وخیالات کو دیکھ کر بس یہی دعا کرنے کو جی چاہتا ہے اللہ پاک ہر مسلمان کو ہدایت کے بعد گمراہی سے اور دماغی توازن بگڑ جانے سے آخری سانس تک محفوظ رکھے، آمین۔

786

اللہ اپنے دین کا آپ ناصر ہے

حجت المنصفین

آنحضرتؐ نے فرمایا "دین سراپا انصاف ہے"

(مولفہ)

حضرت بندگیمیاںؒ ولی جیؒ

جلیل القدر تابعی حضرت مہدی موعودؑ

مولف انصاف نامہ

باہتمام دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیت مہدویہ

دائرہ زمستان پور

ہدیہ پانچ روپئے -/5

بار دوم ۱۹۸۶ء
معاونین کو بلا ہدیہ

از: کتاب حجۃ المنصفین

یہ کتاب بندگی میاں ولی جی کی ہے، جو کہ صاحبزادہ ہیں بندگی میاں یوسف کے، جو میراں صاحب کے حواری (صحابی) کہلاتے ہیں۔یعنی مصنف مہدیوں کے اعتقاد کے مطابق صحابی زادہ اور حواری کے حواری (تابعی) ہیں، انہوں نے کتاب کے اندر منقول اکثر باتیں صحابۂ مہدی کی مجلسوں میں براہِ راست سنی ہیں، اس لئے انہوں نے ان باتوں کے ماننے والے کو منصف اور نہ ماننے والوں کو غیر منصف قرار دیا ہے۔

(۱۰۴) میراں صاحب کے قبضہ میں خدا کے خزانے ہیں۔

میراں صاحب جب کعبۃ اللہ حاضری کیلئے سفر میں تھے، اثناءِ راہ سمندر میں طوفان آ گیا اور جہاز بھنور میں پھنس گیا۔میراں صاحب کے سالے صاحب دوڑتے ہوئے اور شور و ہنگامہ کرتے ہوئے میراں صاحب کی خدمت میں پہونچے، اس وقت وہ مراقبہ میں مشغول تھے، انہوں نے میراں صاحب سے جہاز اور طوفان کی صورتحال سنائی،

میراں صاحب نے فرمایا مجھ سے کیا کہتے ہو، کیا میں خدا کے حکم پر قادر ہوں؟

اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اگر یہ صحیح ہے کہ آپ خدا کے حکم پر قادر نہیں ہیں، تو

’’آپ قسم کھاؤ کہ آپ کے ہاتھ میں خدا کے خزانوں کی کنجیاں نہیں ہیں‘‘

میراں صاحب یہ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے تھے، اپنی قدرت کا راز فاش ہونے پر ہنسے اور

ہنس کر سر اٹھا کر آسمان اور دریا کی طرف دیکھا، اسی وقت طوفان دور ہو گیا، اور منزل بھی سامنے آ گئی۔جبکہ ابھی پندرہ دن کے بقدر مسافتِ سفر باقی تھی۔

اس کے بعد میراں صاحب نے حق تعالیٰ کے فیصلوں میں اس طرح مداخلت کروانے کی غلطی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا

"کچھ صبر تو کئے ہوتے (تاکہ دیکھ سکتے) کہ حق تعالیٰ نے یہ طوفان کس لئے پیدا کیا (تھا)"

مصنف نے اس واقعہ سے متاثر ہوکر میراں صاحب کی شان میں یہ شعر گذرانا ہے ۔

اے میرے سردار! جب تو خازنِ رحمت ہے تو رحم کر
خازن کیا ہے! یقیناً تو خود صاحبِ رحمت ہے (ص:۹)

(۱۰۵) میراں صاحب کو مہدی نہ ماننا شرک ہے۔

میراں صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے شرکیہ وساوس کی شکایت کی، تو انہوں نے اسکے پیٹ پر کچھ اسطرح ہاتھ پھیرا کہ اس کا ٹیڑھا دل سیدھا ہوگیا اور وساوس کی یہ کیفیت ختم ہوگئی، اس واقعہ کو نقل کر کے مصنف نے ان کی شان میں یہ شعر کہا ہے ۔

اے حاذق اور ہادی تو ہے، ہادیوں کا سردار مہدی! تو ہے
اگر میں تجھ کو مہدی نہ کہوں، مشرک ہوجاؤں گا، شاہد تو ہے (ص:۱۶)

اسی طرح یہ شعر بھی ملاحظہ ہو ۔

تیری ابرو میرا قبلہ بن گئی ہے
میں کھویا ہوں سجدہ کہاں کروں (ص:۱۷)

یعنی اللہ کے سامنے یا مہدی کے سامنے؟

یہ منقبت بھی قابلِ ملاحظہ ہے

اگر اس کی زلف اور اس کے رُخ کو گبر و مومن دیکھ لیتے
تو مومن اسلام سے اور گبر کفر سے بیزار ہوجاتے (ص:۱۹)

کسی کو دیکھ کر کافر کفر سے بیزار ہوجائے یہ تو اس کا کمال ہوسکتا ہے، مگر جس کو دیکھ کر مومن اسلام سے بیزار ہوجائے کیا یہ بھی کوئی کمال ہے؟

نوٹ: اس کتاب کے بیشتر مشمولات ''شواہد الولایت'' میں آچکی ہیں، اعادہ سے بچنے کیلئے ترک کردی گئی ہیں، تاہم یاد رہے کہ یہ کتاب تصنیف کے اعتبار سے شواہد الولایت سے متقدم ہے، اور وہی سب باتیں اس میں بھی پائی جاتی ہیں، اس سے ''شواہد الولایت'' سے نقل کردہ مہدوی خیالات ونظریات کی مزید تائید ہوجاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما تفرق الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاءتھم البینۃ

اور جن کو کتاب دی گئی وہ اس وقت متفرق اور پراگندہ ہوئے
جب ان کے پاس بینۃ آیا

در ثبوت حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام

مسمّٰی بہ

بینۃ اللہ

مولفہ

حضرت سید محمد سامیان صاحب ابن فقیر سید قاسو میاں مہدوی

ساکن چیچونڈ پٹیل ضلع احمد نگر مہاراشٹر

(باہتمام)

انجمن دائرۃ الاسلام

۲۱۶۰

انڈیا

...ن پور مشیر آباد حیدرآباد

معاونی کیلئے

ہدیہ

...کیم الامۃ لائبریری

...ب ....

...ر ....

...رہ اشرف العلوم حیدرآباد

از: کتاب بینة اللّٰہ

یہ کتاب حضرت سید من سامیاں ابن فقیر سید قاسومیاں احمد نگری کی ہے، اگر چہ کتاب کا اکثر حصہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ”نظریۂ انکارِ مہدی“ کی تردید میں ہے، تاہم ساتھ ہی ”نظریۂ مہدیت“ کے سلسلہ میں اپنی مزعومات کو قوم کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔

(۱۰۶) میراں صاحب دعائے خلیل ونوید مسیحا ہیں

مصنف سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ الآیۃ اور سورۃ الصّف کی آیت ۶ وَاِذْ قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ الآیۃ کے حوالے سے حضرت نبی کریم ﷺ کا دعاءِ ابراھیمؑ اور بشارتِ عیسیٰؑ ہونا ثابت کرنے کے بعد لکھتے ہیں

> اے عزیز! ہمارے امام عالی مقام (سید محمد جونپوری) علیہ السلام بھی دعاء ابراھیمؑ اور مُبشَّر عیسیٰؑ ہیں۔ (ص:۲۳)

پھر اس دعوے کے استدلال میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴ وَ اِذِ ابْتَلٰىٓ اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ الآیۃ نقل کر کے بتلاتے ہیں کہ حضرت ابراھیمؑ کے ارشاد ”وَمِنْ ذُرِّيَّتِي“ سے مراد سید محمد جونپوری ہیں:

> حضرت مہدی سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا حکم ہوا ہے کہ ابراھیمؑ نے اپنی ذریت میں امام بنانے کی جو دعا کی ہے اس امام سے مراد فقط تیری ذات ہے کوئی اور نہیں۔
> (ص:۲۴)

افسوس! قرآنی آیات میں اگر اس قسم کی بدترین تحریف و مذاق کو اسلام کہا جائے تو پھر کفر وزندقہ کس چیز کا نام ہوگا؟؟

مہدی کا دعاءِ خلیل ہونا خود میراں صاحبکے دعوے سے ثابت کرنے کے بعد ان کا بشارتِ عیسیٰؑ ہونا ''انجیل یوحنا باب ۱۴ کے حوالہ سے اسطرح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

وہ فارقلیط جس کو میرا باپ فارقلیط کے نام سے بھیجے گا وہ تم کو ہر بات بتا دے گا، اور وہ ہر بات کو یاد دلائیگا جو میں نے تم سے کہی ہے۔
محقق جلال الدین فرماتے ہیں فارقلیط عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا اس سے مراد ''ولایت کا مظہر'' ہے جو باطن نبوت ہے یعنی مہدی ہے۔
ہماری اس تحریر سے ثابت ہوا کہ حضرت خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم الولایت محمدی حضرت مہدی علیہ السلام (دونوں) خاتمین دعاء حضرت ابراھیم خلیل اور مُبشّر حضرت عیسیٰؑ روح اللہ ہیں۔ (ص: ۲۶/۲۷)

ایک عام مسلمان اور ادنیٰ پڑھا لکھا شخص بھی فرق کرسکتا ہے کہ دعاءِ خلیل و بشارتِ مسیح کا مصداق نبی کریم ﷺ ہونا کسی شک وشبہ کے بغیر واضح ہے، اور سید محمد جونپوری پر اس کا اطلاق بالجبر اور بے جوڑ تاویلات کے ذریعہ کرنیکی ناکام کوشش کی گئی ہے، افسوس! کوئی حد ہے ہمسری کے اس لالچ کی؟

(۱۰۷) میراں صاحب نبی کریم ﷺ کی روح اور انکی ولایت کا مظہر ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کلام اللہ میں جہاں جہاں حضرت محمد ﷺ مخاطب ہیں وہاں بندہ بھی مخاطب ہے، کیونکہ ذاتِ مہدی ''نبوتِ محمدی'' کی دوسری جہت ''ولایت محمدی'' کا مظہر ہے، اسلئے (محمد و مہدی) ہر دو ایک ذات و ایک صفات ہیں سر مو فرق نہیں ہے، یا یوں سمجھئے کہ (بدن و روح) ایک دوسرے کے ہیں، بغیر روح کے بدن مردہ ہے، اور بغیر بدن روح کا ظہور نہیں ہے، اگر چہ روح پوشیدہ ہے اور اسکی پوشیدگی وجہ انکار نہیں (ہوسکتی) پس نبوت و ولایت یہ ہر دو حضرت محمدؐ کے دو منصب ہیں، (پھر) نبوت کا مظہر آپ کی ذاتِ مقدس (ہی) ہے، اور ولایت کا منصب آپ کے فرزند، فاطمہؓ کے دلبر، حضرت امام حسین کے لختِ جگر سید محمد بن عبداللہ (جونپوری) سے ظاہر ہوا، چونکہ ذات نبیؐ اپنی ہی ولایتِ محمدی (سید محمد جونپوری) سے حق تعالیٰ کی جانب سے فیض حاصل کرتی ہے، اور نبوت کے ذریعہ خلق اللہ کو (وہ فیض) پہنچاتی ہے، اسلئے کلام اللہ میں لفظ محمد سے دونوں ذاتوں کا مخاطب ہونا حیران ہونے کی بات نہیں ہے۔ (ص: ۵۲، ۵۱)

(۱۰۸) میراں صاحب کی پیشین گوئیاں قرآن میں مبہم مذکور ہیں، جیسا کہ کتبِ سابقہ میں حضورؐ کا ذکر مبہم تھا۔

امام مہدی نے حق تعالیٰ کے حکم سے فرمایا ہے کہ کلام اللہ میں خاص کر اٹھارہ مقامات پر بندہ کا اور قومِ مہدی کا ذکر آیا ہے —— کلام اللہ (میں مہدی) کی یہ پیشین گوئیاں ایسی مبہم اور اشارۃ وکنایۃً مذکور ہیں جیسی کہ حضرت محمد نبیؐ کی پیشین گوئیاں اسفار انبیاء میں (مبہم) ذکر کی گئی ہیں، —— یہ پیشین گوئیاں (جو مہدی کے متعلق ہم مانتے ہیں) کسی مفسر کے بیان سے نہیں، بلکہ خلیفۃ اللہ، معصوم عن الخطاء امام مہدی علیہ السلام کے بیان سے ثابت ہیں، جس میں خطاء کا احتمال ہرگز باقی نہیں ہے، اس (بیانِ مہدی) کے خلاف کسی بھی مفسر کا بیان (خواہ) وہ کیسا ہی علامۂ زماں ہو، مسترد سمجھا جائیگا۔ (ص:۵۲)

یہاں یہ بات محلِ غور ہے کہ اسفارِ انبیاء میں ہمارے نبیؐ کے ذکر کو مصنف نے مبہم بتلایا ہے، جبکہ پچھلی کتابوں میں آپ کا ذکر اسقدر واضح تھا کہ قرآن کہتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَائَهُمْ چنانچہ علماء اہل کتاب جو مسلمان ہوئے انہوں نے پچھلی کتابوں میں آپ سے متعلق ان وضاحتوں کا صاف اعتراف واظہار فرمایا، جو احادیث میں موجود ہیں۔

(۱۰۹) میراں صاحب پر قرآن کے معانی کا نزول ہوا تھا اور نبی کریمؐ پر صرف الفاظِ قرآن کا!

مصنف نے مہدی علیہ السلام کی بعثت کی غرض وغایت کا عنوان قائم کر کے درجِ ذیل چار مقاصد بیان کئے ہیں۔ ۱۔ بیانِ قرآن ۲۔ تعلیم احسان کی تکمیل ۳۔ دینِ محمدی کو کمال پر پہونچا کر ختم کرنا ۴۔ امتِ محمدی کو ہلاکت سے نجات (دلانا)

(الف) پہلے مقصد کی دلیل میں سورۂ رحمٰن کی چار آیات اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ نقل کر کے ترجمہ وتشریح میں اسطرح تحریفات کی ہیں:

ترجمہ: حق تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو مبعوث فرما کر بذریعہ جبرئیل کلام اللہ کی تعلیم دی، اور مہدی کو مبعوث فرما کر آپ کو بیانِ کلام اللہ کی تعلیم بلا واسطہ دی، ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے دو باتوں کا اظہار فرمایا ہے (۱) خاتم النبی پر نزولِ قرآن (۲) خاتم ولایت پر (نزولِ) بیان قرآن، —— پس اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کا کام یہ ہیکہ وہ کلام لائیں، اور مہدی کا کام خاص یہ ہیکہ اسکا بیان لائیں —— یہ بھی ظاہر ہیکہ بیانِ قرآن کے لئے حق تعالیٰ تو آنہیں سکتا، اسلئے اس نے مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر آپ کو بلا واسطہ بیان کلام اللہ کی تعلیم دی۔ حضرت امام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے ''خَلَقَ الْاِنْسَانَ'' میں الانسان سے فقط تیری (مہدی کی) ذات مراد ہے، کوئی اور نہیں۔ (ص: ۱۴۱ تا ۱۴۴)

(۱۱۰) میراں صاحب نے دنیا میں دیدارِ الٰہی کو ہر مرد وعورت پر فرض کیا۔

دوسرے مقصد کے ثبوت کیلئے ایک تو ''حدیث جبرئیل'' نقل کی ہے جسمیں لفظ احسان کے معنی زبردستی ''دیدار خدا'' بتلائے ہیں اور دوسرے ''بنی اسرائیل'' کی آیت نمبر ۷۲ کو پیش کر کے اسمیں لفظ اعمی کے معنی ''دیدار خدا سے محروم'' قرار دئے ہیں، اور مذکورہ آیت میں ''وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى'' کی تفسیر یوں رقم کی ہے۔

جو شخص اس دنیا میں رویت اللہ کے بغیر اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہا، اس کا یہ مطلب ہوا کہ حق تعالیٰ کو اس دنیا میں دیکھنا چاہئے، اگر اس دنیا میں نہ دیکھے گا تو آخرت میں بھی اللہ کے دیدار سے محروم رہے گا —— زمانہ نبوت میں حضرت نبیؐ نے رویت اللہ کی عام دعوت نہیں دی، چند قابل صحابہؓ اس سے مستفیض ہوئے —— (لیکن) حضور کونینؐ کی ولایتِ محمدی کے مظہر اتم امام عالی مقامؑ نے شہر جونپور سے ہجرت فرماتے ہوئے جس جگہ بھی علم احسان کی تبلیغ کی ہر جگہ بیانِ کلام اللہ میں رویت اللہ کی دعوت دی، اور کلام اللہ سے ثابت فرمایا کہ حق تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے، اور اسکی طلب ہر مرد وزن پر اللہ کے حکم سے فرض ہے، اور آپ نے ہزاروں لاکھوں مصدقوں (مہدیوں) کو اس نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا (ص: ۱۵۰)

توجہ طلب امر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دیدارِ الٰہی کی عام دعوت نہیں دی، صرف چند قابل صحابہؓ اس سے مشرف ہوئے، لیکن میراں صاحب نے اس کی عام دعوت دی اور انکی قوم کے خواص وعوام سب ہی اس سے مشرف کیے گئے، کیا — نعوذ باللہ — نبی کریم ﷺ میں مہدی کے برابر بھی قوت دعوت نہ تھی، یا صحابہ کرامؓ میں چند کے علاوہ کوئی قابل دیدار نہ تھا، جبکہ قوم مہدی میں ہزاروں لاکھوں اس کے اہل نکلے؟ جواب اسی کتاب کے مصنف سے سنئے! استدلال کی قوت اور ترجمۂ آیت میں تحریف کی داد بھی دیجئے! یا ماتم کیجئے!

> دیدارِ حق تعالیٰ کا مسئلہ لوازماتِ نبوت (میں) سے نہیں ہے، بلکہ وہ ولایتِ محمدی (سید محمد جونپوری کے منصب) سے متعلق ہے (ص:۱۵۴)

اس کے بعد فصوص الحکم کی ایک بے ربط عبارت نقل کرنے کے بعد — جس کا بابِ عقائد میں کوئی وزن نہیں ہے — یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ:

> پس معلوم ہوا کہ (دیدارِ الٰہی کے فرض ہونے کا) یہ مسئلہ شریعت سے (متعلق) نہیں ہے، اس کا تعلق حقیقت سے ہے، اسے اصول شرعی پر جانچنا فضول ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ" کہہ دو کہ اے نبی! یہ میرا راستہ ہے، اور میرا تابع تام مہدی بصیرت (رویت) کی اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں یعنی حق تعالیٰ فرما رہا ہے اے محمد! تم اور تمہارے تابع تام دونوں خلق اللہ کو میری رویت کی دعوت دو، (ص:۱۵۰ تا ۱۵۸)

(۱۱۱) میراں صاحب نے دینِ محمدی کی تکمیل کی، کیونکہ نبیؐ کے زمانہ میں لوگ اس بوجھ کے اٹھانے کے قابل نہ تھے۔

(ج) تیسرے مقصد کی دلیل کے لئے حدیث جبرئیل مفصلاً ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ "دین اللہ" تین باتوں کے مجموعے کا نام ہے، اسلام، ایمان، اور احسان، (احسان) کی تعلیم چند مخصوص صحابہ کو دی گئی جو کہ اس کے قابل تھے، عام لوگوں کو اس کی تعلیمات کا حکم نہیں تھا (کیونکہ نبیؐ کا) یہ زمانہ ابتدائی نبوت کا زمانہ تھا، اور لوگ اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہ تھے، کیونکہ اس کے احکام سخت تھے، اور اس کی برداشت کی ان میں قوت نہ تھی، اس لئے اللہ کے فرمان پر (آپؐ نے دینِ محمدی کی تکمیل کا) یہ کام اپنے فرزند مظہر ولایتِ محمدی مہدی (سید محمد جونپوری) کیلئے اٹھا رکھا، (ص: ۱۵۹/۶۰)

چنانچہ سید محمد جونپوری کے ظہور کے بعد جب اس بوجھ کو اٹھانے کی اہل مہدوی قوم ظاہر ہوگئی تو میراں صاحب نے دین کی تکمیل کی ذمہ داری پوری کردی، گویا ظہورِ مہدی وقومِ مہدی تک دینِ اسلام ناقص تھا، نعوذ باللہ من هذه الخرافات

(۱۱۲) میراں صاحب نے دین کے اختلاف کو ختم کر کے خیر القرون کا دین قائم کیا۔

(د) چوتھے مقصد کو ثابت کرنے کے واسطے غیر ضروری وغیر متعلقہ گنجلک مباحث اکھٹا کرنے کے بعد پہلے چند مفروضہ مقدمات ترتیب دیتے ہیں

جب اسلام میں اختلاف پیدا ہوا تو اسپر عمل کر کے نجات حاصل کرنا غیر ممکن ہوا، اس لئے ان اختلافات کو دفع کر کے منہاجِ نبوت پر اول زمانہ کا اسلام قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی، اور (ظاہر ھیکہ) اس ضرورت کا پورا کرنیوالا داعی الی اللہ ہونا چاہیے، اور خطاء سے معصوم بھی (ہونا چاہیے)

ان مزعومہ ومفروضہ مقدمات اور ان کے ذریعہ زبردستی اخذ کردہ نتیجہ یعنی مہدی کے معصوم عن الخطاء اور من جانب اللہ تعلیم کردہ ہونیکی ضرورت کو بزعمِ خویش ثابت کرنے کے بعد مصنف فرماتے ہیں:

اس سے ظاہر ہوا کہ مہدی علیہ السلام حضرت نبی کریمؐ کی قدم بہ قدم بے خطا پیروی کریں گے، اور اللہ اور اس کے رسول سے (براہِ راست) معلومات حاصل کر کے اول زمانہ کا اسلام قائم فرمائیں گے، اور دین کے اختلاف کو ختم کریں گے، تاکہ اس پر چلنے والوں کو نجات حاصل ہو (ص: ۱۶۷ تا ۱۶۹)

ہماری اس تحریر سے ثابت ہوا کہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے مہدیت کی تبلیغ (کی دعوت) میں دینِ اسلام کو اختلافات سے پاک کیا اور اول زمانہ کا اسلام پیش فرما کر امتِ محمدی کو ہلاکت سے بچالیا، (لیکن یہ شرف) انہی لوگوں کیلئے ہے جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ہے، جیسا کہ زمانہ نبوت میں (بھی) آنحضور کی تصدیق کرنیوالے (ہی) آپ کی رحمت میں داخل ہیں (ص:۱۷۳)

اب یہ معمہ حل کرنا مہدوی مرشدین کی ذمہ داری ہے کہ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی وہ سنانے کے لئے آئے ہیں جو نبی کے زمانہ میں کبھی نہ سنا گیا تھا، کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقتِ دین کے احکام من جانب اللہ براہِ راست لائے ہیں، کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ ہر دن تازہ وحی کے ذریعہ تعلیمِ الٰہی حاصل کرتے ہیں، کبھی فرائض نبوت کو دورِ نبوت کی تعلیم قرار دے کر دورِ ظہور ولایت میں مستقل فرائضِ دین بیان کئے جاتے ہیں، پھر کبھی مہدی کے متبع کامل ہونے، امتی رسول ہونے اور اول زمانہ کے اسلام کے داعی ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، ان متضاد باتوں اور دعوؤں میں سے آخر حق کیا ہے؟ بہ یک وقت سب صحیح تو نہیں ہوسکتے! مہدی یا تو محض ایک امتی اور اعلیٰ درجہ کے ولی ہونگے یا پھر نبی، صاف بتائیں کہ آپ کیا مانتے ہیں؟

(۱۱۳) میراں صاحب کا مرتبہ پانے یا کم از کم ان کے اُمتی ہونیکی تمنا نبیوں نے کی ہے

سلسلہ نمبر (۸۴) پر ''شواہدالولایت'' کے حوالہ سے یہ بات مختصراً نقل ہوچکی ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے تک مہدی کے امت میں داخل ہونے کی تمنا کی تھی، زیر مطالعہ کتاب میں اس کی مزید تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

یہی وہ منصبِ ولایت ہے جس کے مظہر حضرت مہدی علیہ السلام ہیں اور اسی منصب (کو حاصل کرنے) کی تمنا اولوالعزم نبیوں نے (بھی) کی تھی، چنانچہ ''عقدالدرر'' میں تحریر ہے

موسیٰؑ نے تورات کی پہلی جلد (کے مطالعہ کے دوران) میں "قائم آلِ محمدؐ" یعنی مہدی کو دئے جانیوالے مرتبہ کو دیکھا تو حق تعالیٰ سے عرض کیا، اے اللہ! مجھ کو "قائم آلِ محمدؐ" بنادے، (اللہ تعالیٰ کا) فرمان ہوا، اے موسیٰؑ! مہدی تو احمد کی اولاد سے ہوگا، (تمہیں یہ مرتبہ کیسے مل سکتا ہے؟)

پھر جب موسیٰؑ نے دوسری اور تیسری[۱] جلد میں بھی مقامِ مہدی کا ذکر دیکھا تو پھر ان کا دل اس مرتبے کو پانے کے لئے ترس گیا اور انہوں نے اللہ پاک سے اس سلسلہ میں دعاء کی مگر اس مرتبہ بھی محرومی ہی کا جواب پایا۔ ابوجعفر بن علی کی "عقد الدرر" میں مروی اس روایت کی توثیق کیلئے مصنف نے اپنے مذہب کی معتبر کتاب "حاشیہ" کے حوالہ سے ایک نقل پیش کی ہے،

حق تعالیٰ نے مہدی اور گروہِ مہدی کی خبر توریت میں موسیٰؑ کو دی تھی، موسیٰؑ نے دعا کی کہ اس گروہ کو میرے ساتھ کردے یعنی مجھے مہدی بنادے فرمان آیا، اے موسیٰؑ! (تجھے اس کی حرص کیسے ہوگئی؟) تیرا مقام رکھنے والے اس گروہ میں ہوں گے، (پھر) حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دی اور انجیل میں (بھی) مہدی و گروہِ مہدی کی خبر تھی، عیسیٰؑ (کو بھی اس کی تمنا ہوئی انہوں) نے دعا کی کہ یا اللہ! ہم کو اس (مہدویوں کے) زمانے میں بھیج، (چنانچہ) خدا نے آپ کی دعا قبول کرلی اور عیسیٰ کو زندہ اٹھالیا، (اسی طرح) حضرت ابراھیمؑ کو حق تعالیٰ نے صحیفہ دیا تھا، اس میں (بھی) مہدی و گروہِ مہدی کی خبر تھی، ابراھیمؑ نے فریاد کی یا اللہ! ان (مہدویوں کی مبارک) زبان پر میرا نام جاری کر! چنانچہ حق تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی، اس سبب سے ہر نماز میں ہم درودِ ابراھیم پڑھتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ (ص:۴۵/۴۴)

(۱۱۴) میراں صاحب کی قئے بھی خدا کا نور ہے اس میں اور لعاب میں کوئی فرق بھی نہیں۔

سلسلہ (۹۵) پر میاں عبدالمجید کے میراں صاحب کی قئے پی لینے اور اس پر ان کی طرف

[۱] تورات کا متعدد جلدوں میں ہونا بھی عجیب انکشاف ہے۔

سے پیغمبر کے ہم مرتبہ بیٹے کے پیدا ہونیکی بشارت مذکور ہے، اس واقعہ پر خود بعض مہدویوں کے اعتراض کا حوالہ دیتے ہوئے مصنف ''ایک غلط فہمی کا ازالہ'' کے عنوان سے رقم طراز ہیں

> دراصل بات یہ ہے کہ لعابِ دہن، پس خوردہ، اور قئے (یہ ایسی چیزیں ہیں) ان میں کچھ نمایاں فرق نہیں ہے، جب تک کہ کھائی ہوئی کوئی چیز فُضلہ (پاخانے) کی شکل میں خارج نہ ہو وہ ناپاک نہیں ہوتی، پھر خلیفۃ اللہ (حضرت مہدی) کا وہ ارشاد کہ "یہ قئے نہیں اللہ کا نور ہے" ہماری تسکین کیلئے کافی ہے۔ (ص:۱۷۳)

بعدازاں حضرت عمرؓ کا حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے خلافِ عقل کام ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے عمل کی وجہ سے تسلیم کر لینے کا حوالہ دیتے ہوئے قئے کے نورِ الٰہی ہونیکی نامعقول توجیہ کے تسلیم کر لئے جانے کو بھی حق بجانب قرار دیا ہے۔ اور اطمینان دلایا ہے کہ یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے، جن لوگوں کو اعتراض ہوا ہے وہ مہدی کے مقام و مرتبہ سے ناواقفیت اور نادانی کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

اللہ پاک ایسی اندھی عقیدت اور مراتب میں غلو سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے، اور مہدوی بھائیوں کو بھی واقعی "اولوالالباب" بنادے۔ آمین

۷۸۶

الدین کلہ انصاف ۔ انصفوا رحمکم اللہ

دین سراپا انصاف ہے ۔ انصاف کرو خدا تم پر رحم کرے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

انصافنامہ

المعروف بہ

متن شریف

مولفہ

حضرت بندگیمیاں ولیؒ ابن حضرت بندگیمیاں یوسفؓ صحابی مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیت مہدویہ دائرہ زمستان پور مشیرآباد

باردوم ۔ ۱۴۰۷ ہجری م ۱۹۸۷ عیسوی

از: کتاب انصاف نامہ المعروف بہ متن شریف

یہ کتاب بندگی میاں ولیجی کی ہے، جو میراں صاحب کے جلیل القدر تابعی کہلائے جاتے ہیں اوران کے والد بندگی میاں یوسف کا شمار میراں صاحب کے صحابہ میں ہوتا ہے، مصنف کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ اس مذہب کے اکابر واساطین کے صحبت یافتہ اورمجالس میں شریک رہ چکے ہیں چند اقتباسات اس کتاب سے بھی ہدیۂ ناظرین کئے جارہے ہیں، یہ کتاب بیس ابواب اور بیس فصلوں پر مشتمل ہے، اکثر ابواب کا تعلق انہی باتوں سے ہے جن کا ذکر" شواہدالولایت" سےمتعلق اقتباسات میں آچکاہے، اسلئے تکرار سے بچتے ہوئے صرف زوائد کولیا جارہاہے۔

(۱۱۵)میراں صاحب کے کُتے بلکہ اسکے قدموں کی نسبت بھی انسانوں کیلئے شرف ہے۔

☆ حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ فقیر، (بلکہ) احقر الفقراء سید محمد مہدی موعودؑ کی درگاہ کے کتوں سے ایک کمترین کتا ولی ابن یوسف اسم بلامسمّٰی عرض کرتا ہے۔☆ حضرت مہدی علیہ السلام کے دائرہ میں ایک کتا تھا، اس کتے کی موت (دائرہ مہدی میں) جیسی ہوئی، خدائے تعالیٰ مہدی موعود علیہ السلام کے صدقہ سے اور سیدالسادات بندگی سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے صدقے سے اس فقیر کی موت (ویسی ہی) دائرہ مہدی میں عطا کرے، لیکن اس کمینے کی کیا اصل (کیا حقیقت) ہے کہ اس کتے کی موت کی آرزو کرے۔☆ اے باری تعالیٰ مہدی کے دائرہ کے کتے کے قدموں کے نیچے اس کمینہ کا حشر کر! (ص:۳،۴)

حق تعالیٰ "لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ" اور "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ

تَقْوِیْم "فرما کرانسانیت اور آدمیت کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرما رہے ہیں، لیکن مصنف کتوں کی نسبت، کتوں کی موت، بلکہ اسکے قدموں کے نیچے محشور ہونے کو باعث صد افتخار اور وجہ عزو وقار سمجھ رہے ہیں۔

(۱۱٦) میراں صاحب کی تعیین کے بغیر محض مہدئ موعود پر ایمان لانا کافی نہیں ہے۔

> اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مہدی پر تو ایمان لاتا ہوں لیکن اس مہدی (سید محمد جونپوری) پر ایمان نہیں لاتا تو اسکی مثال بعینہٖ ایسے آدمی کی ہے جو رسول اللہ کے زمانہ میں یہ کہے کہ میں محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہوں لیکن اس ''محمد'' کو محمد رسول اللہ نہیں مانتا۔ (ص:۱۴)

توجسطرح اسکا یہ ایمان معتبر نہیں تھا اسی طرح سید محمد جونپوری کی تعیین کے بغیر مہدی کو ماننے والے کا ایمان بھی معتبر نہیں ہوگا۔

(۱۱۷) میراں صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہی شریعت حقیقی و محمدی ہے۔

> پس مہدی حکم نہیں کرے گا مگر وہی جو ڈالے گا اسکی طرف فرشتہ اللہ کے پاس سے، (وہ فرشتہ) جس کو اللہ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اسکو مضبوط کرے، اور یہی شرع حقیقی محمدی ہے ، (حتی کہ) اگر محمد ﷺ زندہ ہوتے اور مہدی کے دیئے ہوئے احکام آنخضرت کے سامنے پیش کئے جاتے تو آنخضرت ﷺ (بھی) وہی حکم فرماتے جو امام مہدی موعودؑ نے فرمایا تھا، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے حکم مہدی بعینہٖ شرع محمدی ﷺ ہے۔ (ص:۱۷)

جب یہ دعویٰ ہی ثابت نہ ہوسکا کہ ''مہدی وہی حکم دے گا جو اللہ کی طرف سے فرشتہ اسکو پہونچاے گا'' تو یہ نتیجہ ''کہ ان کے فرامین ہی حقیقی شرع محمدی ہیں'' کہاں سے معلوم اور ثابت ہوگیا؟ ''رَبِّ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ'' یہ بھی غور کرنیکی ضرورت ہے کہ اس جگہ تعلیم الٰہی میں فرشتہ کا توسط تسلیم کرلیا گیا ہے، حالانکہ بارہا گذر چکا ہے کہ مہدی بلاواسطۂ جبرئیل اللہ تعالیٰ سے تعلیم پاتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے

دروغ گو را حافظہ نہ باشد!

(۱۱۸) میراں صاحب جس زمانے میں آئے اسوقت مجذوبوں کے علاوہ سب مسلمان گمراہ تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس بندے کو مہدی کر کے اسوقت بھیجا کہ تمام عالم سے دین چلا گیا تھا، مگر (صرف) مجذوبوں میں باقی تھا۔(ص:۲۱)

(۱۱۹) میراں صاحب کا انکار خدا کا انکار ہونیکی وجہ۔

میراں صاحب کو پہلی تجلّیٔ الوہیت کے دوران مرادالٰہی کا علم، قرآن کی میراث اور اہل ایمان کی حاکمیت جیسے مناصب عطا ہوئے، اور منجانب اللہ یہ فرمایا گیا کہ "تیرا انکار میرا انکار ہے" اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

ہاں! کیوں نہ ہو کہ مہدی علیہ السلام کی ذات محمدؐ کی خاص ولایت ہے، چنانچہ رسول اللہ انے اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے اس مرتبہ ولایت کی خبر دی ہے، اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اے میرے نور کے نور، اے میرے سِر کے سِر، اے میری معرفت کے خزانے فدا کر دیا میں نے مرا ملک تجھ پر اے محمد! پس انکار اس (مہدی) کا انکار، خدا کا انکار کیوں نہ ہو(گا) یہ حکایت ہم نے مہدی علیہ السلام کی زبان سے سُنی ہے، بطور خود نہیں کہہ رہے ہیں، پس کوئی شخص قبول کرے یا نہ کرے بندے کے (ہمارے) لئے تو فرمانِ مہدی (ہی) حجت ہے، (مثل مشہور ہے) جس نے چاند دیکھا اس پر روزہ لازم ہے۔ (ص:۳۷)

(۱۲۰) میراں صاحب کے منکرین کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت میراں سید محمد مہدی علیہ السلام نے اپنے منکروں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور فرمایا ہے کہ اگر سہواً نماز پڑھ لئے ہو تو لوٹا کر (پھر سے) پڑھ لو۔(ص:۴۰)

کچھ لوگ کسی کام سے شہر گئے تھے، انہوں نے وہاں مسجد میں نماز باجماعت میں شرکت کر لی، میراں صاحب کو معلوم ہوا تو انہیں بھی لوٹانے کا حکم دیا، لوگوں نے پوچھا ایک دو آدمی

کبھی کسی کام سے شہر جاتے ہیں، جب منکرین کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اسلئے الگ پڑھ لینا چاہئے تو ہماری جماعت کا کیا ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ منکرین کی مساجد میں۔

چند لوگ ملکر جاؤ اور اپنی مہدویوں کی جماعت (بنا کران) کے ساتھ پڑھ لو.......(پھر) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ (ایسی جگھوں پر) کس لئے جاتے ہو کہ جہاں منکر ان مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے۔ (ایضاً) (چنانچہ ایک منکر مہدی شخص نے) بندگی سید خوند میر کے سامنے امامت کرنا چاہا تو انہوں نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا اور فرمایا کہ تو منکر مہدی علیہ السلام ہے (اسلئے تیرے پیچھے نماز نہیں ہوگی) (ص:۴۱)

(۱۲۱) میراں صاحب زیادہ علم حاصل کرنے سے منع کرتے تھے۔

☆ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بہت پڑھتا ہے بہت ذلیل ہوتا ہے، اور دنیا کو طلب کرتا ہے، اور جو دنیا طلب نہیں کرتا تو (پھر) اس کو غرور بہت ہوتا ہے، (اسلئے) جو کچھ بندہ کہتا ہے ویسا ہی کرو (یعنی کثرت علم کے بجائے کثرتِ ذکر میں لگو) (ص:۲۱۵) ☆ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے طالبوں کو خدا کی حکایتیں نقصان دیتی ہیں، بلکہ (آپ نے طالبان خدا کو) قرآن پڑھنے اور علم پڑھنے سے بھی منع فرمایا، سوائے ذکر کے (کہ اسکی کثرت کا حکم دیا) (ص:۲۴۳)

(۱۲۲) میراں صاحب کو پڑھے لکھے لوگ مہدی نہیں مان سکتے تھے اسی لئے حصول علم سے منع کرتے تھے۔

☆ بندگی میاں نعمت نے حضرت مہدی کے حضور میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ پڑھوں (مطالعہ کیا کروں) حضرت مہدی علیہ السلام نے منع کیا اور فرمایا کہ اگر تم کچھ علم پڑھے ہوتے (تو) اس بندہ کی مہدیت کو قبول نکرتے، ☆ ایک خادم نے پوچھا کہ میراں جی! اگر اجازت ہو تو (صرف) قیلولہ کے وقت کچھ پڑھ لیا کروں؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اسوقت بھی مت پڑھو (بلکہ) سو جاؤ! ☆ ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ فلاں شخص قرآن بہت پڑھتا ہے، تو کیا اس سے (اسکو) کچھ فائدہ ہوگا؟ بندگی میاںؒ نے فرمایا

اگر قرآن کو ''یتلونہ حق تلاوتہ'' کے طور پر پڑھا جائے تو بھی (اس سے) بندے اور خدا کے درمیان نور کا پردہ پیدا (حائل) ہوجاتا ہے، (اسکے برخلاف) خدا کے ذکر سے نور کا پردہ بھی پھٹ جاتا ہے۔ (ص۲۰۹)

(۱۲۳) میراں صاحب کے نزدیک علوم ظاہر سے خالی ہوئے بغیر علوم باطن حاصل نہیں ہوسکتے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو امی ہوتا ہے اسکو حق تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی عطا ہوتا ہے، (اور اگر کسی عالم کو دینا چاھتا ہے تو) اسکو جعلی امی کرتا ہے پھر حق تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی عطا ہوتا ہے...... (خود) اس بندے کو دعوے مہدیت سے پہلے جو علم ظاہری (حاصل) تھا (وہ) فراموش کرادیا گیا، اس (کے بعد) علم عطا کیا (گیا آپ نے فرمایا) غیر امی کو حق تعالیٰ کی طرف سے علم باطن عطا نہیں ہوتا، یا اصلی (حقیقی) امی ہوتا ہے یا جعلی امی ہوتا ہے، (یعنی) اسکے کسبی علم کو فراموش کرادیا جاتا ہے۔ (ص:۲۱۲/۲۱۱)

یہ سمجھ میں نہ آسکا کہ علم ظاہر (یعنی شریعت کا علم) اور علم باطن (یعنی روحانی علوم) میں آخر تضاد وٹکراؤ کیا ہے؟ جب سب علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں تو اسمیں اختلاف کیسا؟ **''لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا''** علماء اسلام تو شریعت بلا طریقت کو فسق، طریقت بلا شریعت کو زندقہ اور دونوں کے اجتماع کو حق قرار دیتے ہیں، حقیقت یہ ھیکہ میراں صاحب کی اس تحقیق کے سامنے آنے کے بعد پتہ چلا کہ ان کے ملفوظات عموماً خلاف شرع محمدیؐ کیوں ہوتے ہیں؟ جب علوم ظاہری فراموش کردئے گئے تو خود انہیں سمجھ میں نہ آتا ہوگا کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ علم شریعت کی کسوٹی پر کھرا اتر رہا ہے یا کھوٹا؟

(۱۲۴) میراں صاحب کے ذریعہ تکمیل دین کی ترتیب

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم کو حق تعالیٰ مخصوص اسلئے بھیجا ہے کہ جو احکام اور بیان ولایت محمدیؐ سے متعلق ہیں مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ظاہر ہوں..........

یہ بات مزید وضاحت کے ساتھ انہوں نے اس پیرایہ میں بیان کی ہے جسے ملک پیر محمد نے نقل کیا ہے

آدم صفی اللہ نے (دین کا) گیہوں بویا، نوح نجی اللہ نے (اسکی کھیتی کو) پانی دیا، ابراہیم خلیل اللہ نے کھیتی پاک کی کچرا دور کیا، موسیٰ کلیم اللہ نے (اس) کھیت کو کاٹا، عیسیٰ روح اللہ نے ڈھیر لگایا، اور محمد رسول اللہ ﷺ نے آٹا بنا کر روٹی پکائی، (اسمیں سے) خود چکھا اور اپنے فرزند مہدی علیہ السلام کیلئے (اٹھا کے) رکھا، اور (پھر) مہدیؑ نے (آکر) مہاجروں (اپنے اصحاب) اور سید خوند میر رضی اللہ عنہ کو چکھایا، اسی لئے اہل سلوک وحقائق کہتے ہیں کہ قرآن کا بیان دو محمدوں محمد نبی ومحمد مہدی کے ذریعہ ہوگا۔ (ص:۲۶۵/۶۶)

تعجب ہے کہ کبھی کہتے ہیں کہ نبی کا کام صرف تنزیل لانا ہے اور مہدی کا کام بیان لانا ہے، یہاں یہ دعویٰ بھول گئے، اور دونوں کا کام "بیانِ قرآن" بتادیا۔

(۱۲۵) میراں صاحب کے نزدیک بدعت کی عجیب تعریف۔

جو کچھ مہدیؑ ویارانِ مہدیؑ کی روش کے خلاف ہے وہ بدعت ہے، اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔ (ص:۳۴۲)

حکیم الامۃ لائبریری
نام کتاب ....
نمبر شمار ....
ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گویا ایک پاکیزہ درخت ہے جسکی جڑ مضبوط ہے اُس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

جامع الاُصول

مؤلفہ

حضرت بندگیمیاں شاہ قاسم مجتہد گروہ مصدقان امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

مترجم

باھتمام جمعیۃ مھدویۃ دائرہ زمستان پور
مشیرآباد حیدرآباد

سنہ ۱۴۰۲ھ م سنہ ۱۹۸۲ء

بار دوم (۵۰)

قیمت (دو روپئے)

اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

کتابت سرورق
از سید نصرت خوشنویس

976

از: کتاب جامع الاصول

یہ کتاب مجتہد گروہ مہدویہ بندگی میاں شاہ قاسم کی ہے، انہوں نے علم عقائد کی اہمیت کے مدنظر کہ......عقائد ہی کا نور انسان کے افعال اور وجود پر ظاہر ہوتا ہے، اس رسالہ میں مختصراً مگر سند متصل اور حوالۂ معتبر سے مہدوی مذہب کے عقائد کو بیان کیا ہے، چند عبارتیں دوران مطالعہ اسکی بھی نوٹ کی گئی ہیں، ملاحظہ ہوں۔

(۱۲۶) نبوت اور ولایت دونوں کے اعتقاد کے بغیر توحید کامل نہیں۔

اعتقادات میں (اہم اعتقاد) توحید باری تعالیٰ اور ذات باری تعالیٰ کی صفات کا علم ہے اور اسکی کنجی نبوت اور ولایت کی بزرگی کا اعتقاد ہے، اسکے بغیر توحید کے دروازے کی کشایش اور دیدار الٰہی سے حجاب کا اٹھنا ممکن نہیں، (ص:۱/۲)

(۱۲۷) نبی کی ولایت میراں صاحب کے وجود میں موجود ہے بلکہ انکی ذات ہی ولایت محمدی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا "ولایت نبوت سے افضل[۱] ہے" وہی ولایت وجود مہدی میں موجود (ہے) اور پوری ولایت مہدی کے ظہور میں ہے، اور محمد کی ولایت سید محمد بن سید عبداللہ کی ذات ہے اور وہی مہدی مُوعود ہے جسکی بعثت رسول اللہ ﷺ کے بعد سنہ ۹۰۵ء پر ہوئی۔ (ص:۲)

---

[۱] واضح رہے کہ یہ حدیث جس پر مہدوی مذہب کی پوری عمارت کا دارومدار ہے، محدثین کے نزدیک سرے سے حدیث ہی نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ کسی بزرگ کا قول ہے اور اس کا مفہوم اہل اسلام کے نزدیک اس مفہوم سے بالکل مختلف ہے جو مہدویہ نے لئے ہیں۔

(۱۲۸) میراں صاحب کی ولایت کا منکر نبوت کا منکر ہے۔

تحقیق کہ مہدی آئے اور گئے، جو شخص ولایت ذات مہدی کی فضیلت کا انکار کیا وہ شرف نبوت کا منکر ہوا، ......اور جس نے انکار کیا مہدی کا تو پس تحقیق کہ وہ منکر ہوا ان تمام امور کا جو محمدؐ پر نازل ہوئے۔(ص:۴/۳)

(۱۲۹) مہدوی مذہب میں درج ذیل امور پر ایمان لانا ضروری ہے، انکار کفر ہے۔

(۱) نبوت کو چاند کی طرح اور ولایت کو سورج کی طرح سمجھنا ایمان ہے ،ایسا نہ سمجھنا کفر ہے۔(۲) میراں صاحب کے پاس بلاواسطۂ جبرائیل فرمانِ خدا پہونچنے کا یقین ایمان ہے اوراس کا انکار کفر ہے۔ (۳) میراں صاحب کے کلام ذاتِ الٰہی کے بیان پر مامور ہونے کا یقین ایمان ہے،انکار کفر ہے۔(۴) میراں صاحب نے بلاحجاب دیدار الٰہی اسی دنیا میں کیا، اس کو ماننا ایمان ہے،انکار کفر ہے۔(۵) محمد نبیؐ اور محمد مہدی کو حقیقۃً مساوی جاننا ایمان ہے اور نہ جاننا نور محمد سے کفر ہے۔(٦) ایمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات ، غیر مخلوق غیر لفظی ماننا ضروری ہے،انکار کفر ہے۔(۷) ایمان اور تصدیق مہدی کو متحد سمجھنا، کیونکہ ایمان اللہ کی ذات ہے اور مہدی اللہ کی ذات کا نور ہے۔(۸) اسی طرح دیدار الٰہی اور تصدیق مہدی دونوں کو متحد سمجھنا ایمان ہے اس کا انکار نفاق ہے۔(۹) دنیا میں چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں دیدار الٰہی ہونا لازمی ہے،اس کا انکار کفر ہے۔(۱۰) طلب دیدار خدا، ذکر خفی بشرط دوام، ترک حیات دنیا، ترک علائق، صحبت صادقان، ہجرت از وطن، یہ سب امور فرض ہیں، ان کا ترک نماز روزہ کے ترک کی طرح ہے، اوران کا انکار کفر ہے۔ (۱۱) بندگی میاں کی جنگ کو جنگ بدر کی طرح ماننا حق ہے، اوراسکو بدر نبی کی طرح نہ ماننا نفاق ہے اور صاف لفظوں میں انکار کر دینا کفر ہے۔(۱۲) مہدی کو خاتم الاولیاء ماننا تصدیق ہے، جو کوئی یہ کہے کہ آپ کے بعد بھی کوئی ولی ہوسکتا ہے تو وہ (مہدی کی) ختمیت کا منکر ہے۔(۱۳) مہدویوں کیلئے انبیاء اولیاء کے مراتب کا ہونا حق ہے، جو کوئی یقینی طور پر اس حق کا انکار کرے وہ مہدی کی مہدیت کا منکر ہے۔(۱۴) مہدی کے کلام اور ائمہ مجتہدین کے کلام کو برابر نہ سمجھنا ضروری ہے، جو دونوں کے کلام کو برابر سمجھے وہ منافق ہے۔

(۱۵) شب قدر کا ۲۷/ویں رمضان میں یقینی ہونا اور اسمیں دو رکعت نماز متابعت مہدی کی نیت سے پڑھنا واجب ہے، اس کا یقین نہ رکھنے اور اسکو ضروری نہ سمجھنے والا بدعتی بلکہ منافق ہے۔(۱۶) کامل مرشد سے تربیت ہونا اور اس سے تصدیق مہدی کا یقین حاصل کرنا بھی واجب ہے اور دین کا رکن اعظم ہے، جو شخص اسکے وجوب کا انکار کرے وہ منافق ہے۔(۱۷) مہدی کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے، اور اس سلسلہ میں سکوت اختیار کرنیوالا بھی کافر ہے۔

یہ یاد رہے کہ مہدی سے ہر جگہ سید محمد جونپوری ہی مراد ہیں، مطلق کسی مہدی کا مسئلہ نہیں ہے۔

(۱۳۰) میراں صاحب کے خرق عادت کو معجزہ کہنا ضروری ہے، کرامت نہیں کہہ سکتے۔

اور جو خوارق عادت مہدی سے ظاہر ہوئے (وہ) معجزہ سے موسوم ہیں، ان کو کرامت نہیں کہنا چاہئے، بالخصوص وہ معجزے جو حالت دعوت میں ظاہر ہوئے، وہی خاص الخاص معجزے ہیں، مثلاً مسواک کا درخت بن جانا، ہاتھ میں پتھروں کا تسبیح پڑھنا، ہر چیز کا علانیہ طور پر آپ کی مہدیت کا گواہی دینا، تلوار پانی اور آگ کا آپ کی ذاتِ مبارک پر حرام ہو جانا وغیرہ۔(ص:۵)

(۱۳۱) میراں صاحب صاحبِ فرمان ہیں اور ان کا دین مطلق ہے۔

(ائمہ) مجتہدین کا جو کلام، کلام مہدی کی موافق ہو وہ صحیح ہے، ورنہ ان کے اجتہاد میں خطا ہے، کیونکہ مہدی صاحبِ فرمان ہیں......اور دین مہدی مطلق ہے۔(ص:۸)

(۱۳۲) میراں صاحب کے سب اصحاب صاحبِ ارشاد اور مثل ستاروں کے ہیں۔

مہدی کے تمام صحابہ اہل ارشاد ہیں، اور وہی مصدقین کے ہادی ہیں، انکی مثال (وہ حدیث ہے جس میں) یہ ھیکہ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کسی کی پیروی کروگے (سیدھی) راہ پاؤ گے۔(ص:۸)

ان کے درمیان جو اختلافات ہوئے ہیں انکی تحقیق ممکن نہیں ہے، اسلئے اس سلسلہ میں زبان نہیں کھولنا چاہئے، جیسا کہ نبی ﷺ نے بھی اپنے اصحاب کے بارے میں کچھ کہنے سے منع فرمایا۔ (ص:۱۲)

(۱۳۳) میراں صاحب کے حکم میں کمی بیشی کرنیوالا مسلمان نہیں ہے۔

میراں سید خوندمیر نے فرمایا: جس نے حکم مہدی میں کمی یا بیشی کی تو اس کو اہل اسلام میں شمار کرنے کا ہم کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ (ص:۱۱)

(۱۳۴) میراں صاحب کی اہلیہ اللہ تعالیٰ کا قرب خاص رکھتی ہیں، انکی صحبت و تعلق یقینی مغفرت کا سبب ہے۔

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کے بی بی الہدتیؓ کو مقام اللہ میں خاص قرب حاصل ہے، اور جنت کا بی بی کی میراث ہونا حق ہے، مہدی نے فرمایا بی بی مغفور ہے، انکی اولاد سات کرسی تک مغفور ہے، ان کا پڑوسی مغفور ہے، جو عورتیں انکی صحبت میں رہیں وہ مغفور ہیں، جو انکی دیوار کے سائے سے گذر گیا، جو ان کے گھڑے سے پانی پی لے جس نے ان کی مدد کی، اور جس نے بازار سے سودا سلف لاکر دیدیا وہ سب مغفور ہیں۔ (ص ۱۳)

(۱۳۵) میراں صاحب کے احکام کو حق نہ جاننے والا منافق ہے،

مصنف نے نفاق اور اسکے انجام ــــ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہونا اور کبھی نہ نکلنا ــــ پر تفصیلی روشنی ڈالنے کے بعد لکھا ہے کہ

اور منافقوں کے اعمال خصوصاً تین ہیں (۱) منکر مہدی کے کفر کا قائل نہونا (۲) مہدی کے احکام کو حق نہ جاننا (۳) مخالف امام کے پیچھے بہ خوشی اور بلا شک نماز پڑھ لینا۔ (ص:۱۶/۱۵)

(۱۳۶) میراں صاحب کے منکرین کا حکم اہل کتاب کا سا ہے۔

کچھ احکام حلال وحرام کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

(۱) جس نے مخالف (میراں صاحب) کے پیچھے سہواً نماز پڑھ لی تو اسکو چاہیے کہ اسے دہرالے۔(۲) مخالفین کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔(۳) مخالفین کی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔(۴) مہدوی لڑکیوں کا مخالفین کے لڑکوں سے نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے۔(۵) نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مخالفین کا طریقہ ہونیکی وجہ سے درست نہیں ہے۔(۶) نمازوں کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔(۷) اور تسبیح کے دانے ڈھالنا بھی مخالفین کی علامت ہونیکی وجہ سے ممنوع ہے۔(۸) منکرین مہدی کی قبر پر فاتحہ پڑھنا (دعائے مغفرت کرنا) منع ہے، البتہ جو ظہور مہدی سے قبل مرگئے ہیں وہ مستثنٰی ہیں۔ (۹) منکرین کے جنازہ پر نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔(۱۰) اور بلا ضرورت مخالفین منکرین سے میل جول بھی درست نہیں ہے۔(ص:۱۶/۱۷)

(۱۳۷) قرآن کی اصطلاح مہدی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اور جان رکھو کہ قرآن کی اصطلاح کماحقہ مہدی علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (ص:۱۹)

یہ بات بھی تشنۂ ثبوت اور دعوئے بلا دلیل ہے۔

حکیم الامۃ لائبریری
نام کتاب
نمبر شمار
ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اپنے دین کا آپ ناصر ہے

حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہؑ کے خلفائے صالحین کے فضائل

الموسوم بہ

پنج فضائل

مؤلفہ

حضرت بندگی میاںؒ سید روح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام دارالاشاعت کتب سلفِ صالحینؒ
جمعیتہ مہدویہ حیدرآباد

مطبوعہ

اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار فون 520773

معاونین کو بلا ہدیہ

ہدیہ

RS. 15/= پندرہ روپے

سری
۹۷۳

از: کتاب پنج فضائل

یہ کتاب بندگی میاں سید روح اللہ کی ہے، جو تقریباً ساڑھے تین سو سال قبل لکھی گئی ہے، ۱۰۹۴ھ میں ایک محاضرہ کے دوران اسکی مشمولات پر معاصرین نے تنقیدی نظر کر کے غیر معتبر باتوں کو نکال دیا، اور معتبر کو برقرار رکھا، گویا اسکی صحت پر اکابر قوم کا اجماع ہوگیا ہے، مصنف موصوف میراں صاحب کی (بڑی زوجہ سے) اولاد میں سے ہیں، جنکی اولاد سات کرسی تک مغفور ہے، موصوف پانچویں کرسی میں ہیں، اس شرف سے ہٹ کر متعدد فضائل ہیں، جو اصل رسالہ میں یا تاریخ سلیمانی میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں اس کتاب کا اصل موضوع میراں صاحب کے خلفائے خمسہ کے فضائل ومناقب ہے، کچھ اقتباسات اسمیں سے بھی ناظرین کی نظر نواز کی جاتی ہیں۔

(۱۳۸) خلیفۂ اول میراں سید محمود ثانی مہدی کے فضائل

(۱) ان کا نام اللہ تعالیٰ نے رکھا اور فرمایا عرش پر میرے حبیب محمدؐ کا نام محمود ہے، یہی نام میں نے تمہارے بیٹے کا رکھدیا ہے، اسی سے اسکو یاد کیا جائے۔(۲) چودہ سال کی عمر میں جذبۂ حق سے متاثر ہوکر گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے میراں صاحب کو انکی خبر گیری کا حکم فرمایا، میراں صاحب نے فرمایا ان کا ایک ایک عضو بلکہ ہر ہر رونگٹا "لاالہ الا اللہ" ہوگیا ہے، (۳) جو کچھ منجانب اللہ میراں صاحب کو دیا گیا تھا وہ سب کچھ انہیں بھی دیا گیا تھا، اسی وجہ سے انہیں ثانی مہدی بھی کہا جاتا ہے۔(۴) وہ میراں صاحب کے فیض باطنی کے وارث، خانۂ دل کے مالک اوران کے سر کا تاج تھے۔(۵) انکی پسند کے برخلاف مشاطہ نے دھوکہ سے ایک سیاہ فام وکم سن لڑکی سے نکاح کروادیا تو اسے دیکھ کر جب وہ کبیدہ خاطر اور مغموم ہوئے اور دوسری طرف پلٹ کے سوگئے تو اس لڑکی کی حمایت میں انہیں منانے کے لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نداء آئی کہ

یہ لڑکی میری مقرب ہے اسے قبول کرلیں ، پھر خود نبی کریمؐ نے یکا یک تشریف لاکر انہیں اطمینان دلایا کہ یہ لڑکی لائق اور بہت اچھی ہے، چنانچہ اللہ ورسول کی سفارش پر انہوں نے اسے اپنالیا اور محبت فرمانے لگے ۔(۶) جب وہ سلطان کی عطا کردہ جاگیر اور اہلیہ ہی میں مگن رہنے لگے تو انہیں اس غفلت سے نکالنے کے لئے ایک رات جبکہ وہ اہلیہ کے ساتھ سورہے تھے ، اچانک محمد رسول اللہ و محمد مراد اللہ علیہما السلام خوابگاہ میں پہونچے ،انہیں اٹھا کر گھر کے باہر لائے اور فرمایا کہ تمہارا مقام یہ نہیں (کہ بیوی کے ساتھ پڑے رہو، مشغول بحق ہونا چاہئے) چنانچہ صبح کو جب انہوں نے اپنے کو گھر کے باہر پایا تو سمجھ گئے اور اپنے والد کی خدمت میں لوٹ آئے ۔(۷) جب انکی اہلیہ میراں صاحب کے گھر میں داخل ہوئیں تو میراں صاحب نے اٹھ کر انہیں سینہ سے لگایا اور اپنا تکیہ سامنے کر کے اس پر بٹھا دیا اور فرمایا کہ بہو کا ایسا ہی اکرام ہونا چاہئے ۔(۸) قرآن کریم سورۂ احزاب کی آیت ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ '' کے بارے میں میراں صاحب نے خبر دی کہ یہ آیت انہی میاں بیوی کے حق میں نازل ہوئی ہے، یعنی مُسْلِمِیْنَ سے میراں سید محمود اور مُسْلِمَاتٍ سے بی بی کد بانو مراد ہیں ۔(۹) جب ان کے اٹھارہ مہینے کے بھائی اور ان کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا کہ دونوں میں عند اللہ بزرگ کون ہیں تو چھوٹا بھائی جذبات میں آ کر آگ میں کود گیا اور جان دیدی، اس پر انہیں سخت صدمہ ہوا اور حالت متغیر ہوئی ،اسپر حق تعالیٰ نے میراں صاحب کو حکم دیا کہ جاؤ اور میراں سید محمود کو تسلی و بشارت دیدو کہ تمہارے مقام پر خدا نے کسی کو پیدا نہیں کیا ہے ۔(۱۰) وہ اور ان کے والد گرامی دونوں کا عرش پر ایک ہی مرتبہ تھا، دونوں ایک تن ایک ذات تھے ۔(۱۱) میراں صاحب کی روش اور ان کے فرزند کی روش کے درمیان کوئی فرق نہ تھا، اسی وجہ سے وہ صدیق ولایت کہلاتے ہیں ۔(۱۲) میراں صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی ہزار سال بھی عبادت کرے تو وہ انکی ایک نظر کے برابر نہیں ہوسکتی ۔(۱۳) '' فَاَوْحیٰ اِلٰی عَبْدِہٖ مَااَوْحیٰ ''سورہ نجم کی ان آیات میں جن نو باتوں کا ذکر ہے وہ سب کی سب انہی کے حق میں ہیں ۔

(۱۳۹) میراں صاحب کے خلیفہ دوم میراں سید خوندمیر کے فضائل

(۱) میراں صاحب انکی مشت خاک کے طالب تھے ۔(۲) وہ سید الشہداء تھے ۔(۳) وہ قرآن کریم سورۂ فاطر کی آیت ''وَاَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا ''الآیہ کے مکمل مصداق

تھے۔(۴)سورۂ احزاب کی آیت ''اِنَّا عَرَضْنَا الاَمَانَۃَ'' میں ''وَحَمَلَھَا الاِنْسَان'' سے مراد وہی تھے۔(۵)بنی اسرائیل کی آیت (۸۰) میں ''سُلْطَاناً نَّصِیْرًا'' سے مراد بھی وہی تھے۔ (۶) ''اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ'' الآیہ کے مصداق بزبان حق تعالیٰ وہی تھے۔(۷) وہ دن رات مسافرت میں تھے، روزانہ عرش مجید سے (دنیا میں) آتے جاتے تھے۔(۸) ان کیلئے کسب کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ منجانب اللہ عطا ہوتی رہتی تھی۔(۹) وہ اور مہدی دونوں ایک ہی ذات تھے۔(۱۰) وہ مقام ولایت میں اسد اللہ الغالب تھے (یعنی حضرت علی کے مثل تھے)(۱۱) ان کی بیوی یعنی صاحبزادئ مہدی کا لقب ''فاطمہ الزہراء ولایت خاتون جنت'' تھا۔ (۱۲) انہیں خود خدا کی کشش نے اپنا لیا تھا۔(۱۳) انہوں نے جب غایت تواضع سے مرشد بننے سے انکار کر دیا تو غیب سے آواز آئی، اے سید خوندمیر! میں نے تجھے برگزیدہ کیا اور سید محمد کی جانشینی کے لائق بنا دیا، قرآن کو تیری میراث بنا دیا قرآن کے معنی تجھ پر کھولے اور میری مراد کے علم کیلئے تجھے الہام کا ذریعہ بخشا، (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی ہمت دلانے کے باوجود وہ عذر و معذرت کرتے رہے تو پھر ذرا خفگی آمیز خوشامد کی گئی کہ) ان باتوں کو چھوڑ کیونکہ مجھ کو تجھ سے بہت کام ہے (تیری بہت ضرورت ہے) واپس اپنے دائرہ میں جا، کہاں نکل کر جا رہا ہے؟ چنانچہ وہ واپس اپنی مرشدی پر لوٹ آئے۔(۱۴) سورۂ نساء کی آیت ۸۳ میں ''یستطبونہ'' کے مصداق وہی تھے۔(۱۵) ان کی تصدیق مہدی اسقدر پختہ تھی کہ مہدی کے صدقے میں وہ سورۂ فاتحہ کے الف سے والناس کی سین تک ہر ہر حرف قرآن سے مہدی کی ذات کو ثابت کر سکتے تھے۔(۱۶) ان کے سر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر لے لیا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی رہا، ایک نماز بھی عصر کی اس درمیان انہوں نے بغیر سر ہی کے پڑھ لی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے واپس ان کے تن پر اسے نصب کر دیا، اور فرمایا گیا کہ تمہارا سر ہماری امانت ہے جب ہم چاہیں گے تب ہمیں دیدینا۔(۱۷) ان کے بیٹے کا خدا تعالیٰ ہمنشیں تھا، اور ہمیشہ ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔(۱۸) ان کا بیٹا بچپن ہی میں لوح محفوظ میں دیکھ دیکھ کر خبریں دیتا تھا، اور جو کچھ وہ کہتا تھا وہی ہوتا تھا۔(۱۹) وہ فرمانِ خدا کے پابند نہیں تھے مہدی موعود کا فرمان ان کے لئے کافی تھا۔

(۱۴۰) میراں صاحب کے خلیفۂ سوم شاہ نعمت کے فضائل

(۱) وہ میراں صاحب کے تین صفتوں کے حامل تھے۔(۲) اللہ تعالیٰ نے میراں صاحب کو اپنے دامن میں انہیں لے لینے کا حکم فرمایا تھا۔(۳) آیۂ قرآن "وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ" الآیۃ ان کے حق میں خود اللہ تعالیٰ نے قرار دی ہے۔(۴) ان کو اللہ تعالیٰ نے سر سے پاؤں تک مجسم نور بنا دیا تھا۔(۵) ان کا مرتبہ اصحاب مہدی میں مثل عمر فاروق کا تھا۔(۶) وہ شرم وحیاء میں عثمانِ ثانی تھے۔(۷) میراں صاحب نے انہیں مقراض بدعت کا لقب دیا۔ (۸) وہ اور میراں صاحب دونوں ایک ہی وجود تھے۔(۹) خدا تعالیٰ نے ان کو انکی اولاد سمیت بخشد یا تھا۔(۱۰) ان کو میراں صاحب کی خلعت وخلافت خدا کے حکم سے ملی تھی۔(۱۱) وہ کبھی خدا ہو جاتے تھے، اور کبھی بندہ ہو جاتے تھے، کبھی عین حق ہو جاتے تھے، کبھی عین حق کو دیکھنے لگتے تھے، اور کبھی اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا تھا کہ مجھ سے تو ہے تجھ سے میں ہوں۔ وغیرہ

(۱۴۱) میراں صاحب کے خلیفۂ چہارم میاں شاہ نظام کے فضائل

(۱) وہ جب میراں صاحب کی خدمت میں آئے تو اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے میراں صاحب کو حکم دیا کہ میرا بندہ تمہارے پاس آرہا ہے اس کا استقبال کرو۔(۲) ان کے بارے میں میراں صاحب نے فرمایا نظام اپنے وجود میں نہ رہا سر تا پا ذات احدیت ہو گیا۔(۳) ان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے تمام صفات واخلاق تھے۔(۴) انہیں میراں صاحب نے شمع ولایت کا لقب دیا۔(۵) جب وہ آہ کرتے تھے تو عرشِ خدا لرز کر گرنے کے قریب ہو جاتا تھا۔(۶) ان کا کشف عرش سے فرش تک، فلک سے سمک تک سب پر حاوی تھا۔(۷) آیت قرآن "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ" الآیۃ کا مصداق اللہ تعالیٰ نے میراں صاحب کے ذریعہ انہی کو قرار دیا تھا۔(۸) ان کے بچے کو بھوک لگتی تو وہ اپنا انگوٹھا اسکے منہ میں دیکر نور پلاتے تھے، اسلئے وہ کبھی بھوکا نہ رہتا تھا۔(۹) وہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم (علم ذاتی) پر نظر رکھتے تھے اور باصرار تقدیر کو بدلوا لیتے تھے۔(۱۰) انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بلا کسب براہ راست عطاء یا پیغمبروں کیلئے تھی یا ہم لوگوں کے لئے ہے، باقی سب کو کسب کے ذریعہ ملتی ہے۔(۱۱) انکی ایک نظر نے ایک برھمن کو اس مقام پر پہونچایا کہ روح نکلتے ہی فرشتے اس کا وجود عرش پر لے گئے۔

(۱۲) انہوں نے کانٹوں سے جڑا ایک ہلکا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ نے تین دن تک آسمان کے تمام فرشتوں کو ایسے ہی لباس میں رہنے کا حکم دیا۔

(۱۴۲) میراں صاحب کے خلیفۂ پنجم شاہ دلاور کے فضائل

(۱) وہ میراں صاحب کے بقول عالمِ دل تھے ان سے معاملات میں رجوع ہونیکی تلقین کی گئی تھی۔ (۲) میراں صاحب نے فرمایا ان (کے مرتبہ) کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں پہچانتا۔ (۳) ان کے سامنے عرش سے تحت الثریٰ تک تمام حقائق ایسے روشن تھے جیسے ہتھیلی میں رائی کا دانہ۔ (۴) ان کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔ (۵) وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے میراں صاحب کے خلیفہ منتخب ہوئے۔ (۶) وہ ہر شخص کے ساتھ موجود رہتے تھے میراں صاحب نے فرمایا میں اول ہوں تم آخر ہو۔ (۷) انہیں بھی دیدار خدا بچشم سر اس دنیا میں حاصل ہوا تھا۔ (۸) جس نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں دیکھا اسے چاہئے کہ انہیں دیکھ لے۔ (۹) ان کے بچے کے لئے روزانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام آتا تھا۔ (۱۰) ان کے مریدین رسول اللہ کے بھائی اور ان کے مرتبے والے تھے۔ (۱۱) ان میں سے چار تو اس سے بھی بڑے رتبے کے تھے۔ (۱۲) ان کے حجرہ پر پچھلی شب میں اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا تھا۔ (۱۳) ان کے حجرے کا ۳ بار طواف کرنا حج کے برابر ہے اور اس سے دیدارِ الٰہی کی دولت حاصل ہوجاتی ہے۔ (۱۴) سورہ توبہ کی آیت "التائبون العابدون" الآیۃ ان ہی کے حق میں نازل ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ من یھد اللہ فھو المھتدی (جز ۹ رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت پائے

الحمد للہ والمنۃ

خصائص

حضرت سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ خاتم الاولیاء خاتم ولایت محمدی امام مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مولفہ

حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندی عالم باللہ رح
خلیفۂ حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضہ صحابی مہدی موعودؑ

مترجم

حضرت پیر و مرشد سید دلاور عرف گورے میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

باہتمام
دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیت مہدویہ
دائرہ زمستان پور مشیر آباد
مطبوعہ
اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد دکن
بارِ دوم
سنہ ۱۴۰۸ھ
معاونین کو بلا ہدیہ
ہدیہ غیر معاونین سے 1=50

منقول از: رسالہ خصائص امام مہدی سید محمد جونپوری

(۱۴۳) میراں صاحبکی وہ خصوصیات وامتیازات جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

یہ رسالہ بندگی میاں عبدالملک سجاوندی کا ہے جو میراں صاحب کے خلیفۂ پنجم میاں شاہ دلاور کے خلیفہ ہیں، اور قوم میں بڑے عالم وعارف مانے جاتے ہیں، انہوں نے ایک مستقل رسالہ اپنے امام مہدی کے خصائص وفضائل پر مشتمل لکھا ہے، یہ خصوصیات بلا تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں، سب خصوصیات ہی حیرت زدہ ورح فرسا ہیں لیکن بارہویں خصوصیت کو لکھتے ہوئے یارائے تحریر جواب دے جاتی ہے، مگر امت کے سامنے ان حقائق لانیکی ضرورت نے نقل پر مجبور کر دیا۔ **اعاذنا اللّٰہ من ہذہ الھفوات والخرافات**

پہلی خصوصیت:- بلا واسطہ اللہ کے حکم اور حجت قاطعہ سے جو معائنہ اور مشاہدہ سے حاصل ہوا مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا جبکہ انکے علاوہ تمام اولیاء کے علوم استدلال واخبار سے تعلق رکھتے ہیں اور "**لیس الخبر کالمعاینۃ**" (خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہوسکتی)

دوسری خصوصیت:- مہدی خلق اللہ کو اللہ کی طرف بلانے پر اسی طرح مامور ہیں جسطرح رسول اللہ اس دعوت (الی اللہ کے کام) پر مامور تھے۔

تیسری خصوصیت:- مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا نبیؐ کے فرمان سے بلا اختلاف ثابت ہے یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہے حتی کہ ابوبکرؓ کی خلافت بھی فرمان نبیؐ سے ثابت نہیں ہے۔

چوتھی خصوصیت:- امت کی ہلاکت کی حفاظت صرف تین آدمیوں سے ہوگی نبی، مہدی، اور عیسیٰ مسیح، یہ خصوصیت ان کے علاوہ امت میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

پانچویں خصوصیت:-ان کے ذریعہ دین کی تکمیل ہوگی اور وہ خاتم اولیاء ہیں، یہ خصوصیت کسی ولی کو حاصل نہیں۔

چھٹی خصوصیت:-وہ تمام اولیاء سے افضل ہیں یہ خصوصیت ابوبکرؓ کو بھی حاصل نہیں ہے، بلکہ آدم سے لیکر قیامت تک کسی ولی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

ساتویں خصوصیت:-وہ شرائط ولایت کی تحصیل کے بغیر اسوقت بھی حقیقۃً ولی تھے، جبکہ آدم پانی اور کیچڑ کے درمیان تھے۔ یہ مرتبہ ابوبکرؓ کو بھی حاصل نہیں،

آٹھویں خصوصیت:-یہ کہ ان کا ہمزاد مسلمان ہوگیا تھا اور انہیں بجائے بُرائی کے، نیکی کا حکم کرتا رہتا تھا۔

نویں خصوصیت:-اللہ تعالیٰ نے انہیں روحوں کی جانچ اور تصحیح کے کام پر مامور فرمایا، چنانچہ وہ پچھلے گذرے ہوئے اور قیامت تک آنے والے مومنوں کی ارواح اور مراتب کو جانتے ہیں۔

دسویں خصوصیت:-قیامت کے دن تمام اولیاء ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور یہ فضیلت کسی اور ولی کو حاصل نہیں ہے۔

گیارھویں خصوصیت:-ان کے ساتھ ہجرت فرض ہے۔

بارہویں خصوصیت:-ان کے ساتھ جو گھر سے نکلا اور بغیر اجازت واپس ہوگیا تو وہ منافق ہے۔ مذکورہ بالا کوئی خصوصیت بھی صدیق اکبرؓ کو حاصل نہیں ہے، جب انہیں نہیں ہے تو اولین وآخرین کسی کو حاصل نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ میراں صاحب سے افضل کائنات میں کوئی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریمؐ بھی (ان سے افضل نہیں ہیں) اسلئے کہ وہ نبی کا باطن اور انکی ولایت ہیں اور ظاہر ہیکہ باطن ظاہر سے افضل ہی ہوتا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ مہدی کے نام سے یہ تمام خصوصیات میراں صاحب ہی کے بارے میں تحریر کی گئی ہیں کوئی دوسرا شخص یا مہدی مطلق مراد نہیں ہے۔ جبکہ مہدیٔ موعود کے بارے میں بھی کوئی مسلمان ان باتوں کا قائل نہیں ہے۔

حکیم الامۃ لائبریری
نام کتاب ....
نمبر شمار ....
ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا
ایک منادی (مہدی) کو جو ایمان کی ندا کر رہا تھا کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ایمان لائے

الحمد للہ والمنۃ

رسالہ ہژدہ آیات

مولفہ

حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ

و

رسالہ خلاصۃ الکلام

فی عدم اجتماع
المہدی و عیسیٰ علیہما السلام
مع توضیح معنی ختم نبوت و ختم ولایت

۹۷۸

تالیف

حضرت علامہ بندگی میاں شیخ علائی شہیدؒ خلیفہ حضرت بندگی میاں لاڑ شاہ رضی اللہ عنہ

باہتمام دائرۃ الاشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ ضلع اترکہ زمستانپور
ہدیہ ۸ روپئے

از: رسالہ ہژدہ آیات

یہ رسالہ بندگی میاں عبدالغفور بن عبدالمجید سجاوندی کا مصنفہ ہے، جو مہدوی قوم کے اکابر میں سے ہیں اس رسالہ کا موضوع میراں صاحب کے وہ اقوال ہیں جو قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق ہیں، اسمیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن مجید میں کل آٹھارہ آیات ہیں جو امام مہدی یا انکی قوم کیلئے مخصوص ہیں، مناسب معلوم ہوا کہ ان تحریفات قرآنیہ کو بھی اس رسالہ کے حوالہ سے ہدیۂ ناظرین کردیا جائے۔

(۱۴۴) میراں صاحب اوران کی قوم مہدویہ کی تعریف وتوصیف میں قرآن کریم کی اٹھارہ (۱۸) آیات خاص کی گئی ہیں۔

(۱) سورۂ بقرہ کی آیت نمبر (۱۲۴) اس آیت میں ''وَمِنْ ذُرِّيَّتِي'' کے تحت میراں صاحب نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا کہ وہ مسلم امام جس کے اپنی ذریت میں سے ہونے کے لئے ابراہیم نے دعا کی وہ (امام) فقط تیری ذات ہے نہ کہ کوئی اور!'' (ص:۳)

(۲) سورۂ آل عمران کی آیت نمبر (۲۰) اس آیت میں ''وَمَنِ اتَّبَعَنِ'' کے تحت میراں صاحب نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ میرے لئے حکم کیا کہ یہ ''مَن'' خاص ہے اوراس سے مراد صرف تیری ذات ہے کوئی اور نہیں'' (ص:٦)

(۳) سورۂ آل عمران کی آیت نمبر (۷) میں ''لِأُولِي الْأَلْبَابِ'' کے تحت میراں صاحب نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا کہ ''أُولِي الْأَلْبَاب'' سے مراد فقط تری قوم ہے کوئی اور نہیں'' (ص:۸)

(۴) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر (۵۴) میں ''فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ'' کے تحت میراں صاحب نے فرمایا '' مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس قوم سے مراد فقط تری قوم ہے کوئی اور نہیں'' (ص:۱۴)

(۵) سورۂ انعام کی آیت نمبر (۱۹) میں "وَمَنْ بَلَغَ" کے تحت میراں صاحب نے فرمایا "مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ یہ "مَنْ" خاص ہے اور اس سے مراد فقط تری ذات ہے کوئی اور نہیں" (ص:۱۶)

(٦) سورۂ انعام کی آیت نمبر (۸۹) میں" فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْماً" کے تحت فرمایا" مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس قوم سے مراد فقط تری قوم ہے کوئی اور نہیں" (ص:۱۷)

(۷) سورۂ الانفال کی آیت نمبر (٦۴) میں "وَمَنْ اِتَّبَعَکَ" کے تحت میراں صاحب نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے یہ" مَنْ" خاص ہے اور اس سے مراد فقط تری ذات ہے نہ کہ تیرا غیر" (ص:۱۹)

(۸) سورۂ ھود کی آیت نمبر (۱) کی تفسیر میراں صاحب نے مراد اللہ کے موافق اسطرح بیان کی کہ "یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں محمد کی زبان سے پھر تفصیل سے بیان کی جائینگی یہ آیتیں مہدی موعود علیہ السلام کی زبان سے حکیم و خبیر کی طرف سے" (ص:۲۱)

(۹) سورۂ ھود کی آیت نمبر (۱۷) میں" اَفَمَنْ کَانَ " کے تحت میراں صاحب نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ یہ" مَنْ" خاص ہے اور اس سے مراد فقط تیری ذات ہے کوئی اور نہیں" (ص:۲۲)

(۱۰) سورۂ یوسف کی آیت نمبر (۱۰۸) میں "وَمَنْ اِتَّبَعَنِیْ " کے تحت میراں صاحب نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ" مَنْ اِتَّبَعَنِی " کا" مَنْ" خاص ہے، اور اس سے مراد فقط تیری ذات ہے اس میں غیر شریک نہیں" (ص:۲٦)

(۱۱) سورۂ فاطر کی آیت نمبر (۳۲) کے تحت میراں صاحب نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ وارثین کتاب سے مراد تیری قوم ہے فقط، ان کے سوائے کوئی نہیں" (ص:۲۷)

(۱۲) سورۂ محمد کی آیت نمبر (۳۸) کے تحت میراں صاحب نے کہا ہے" اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ" اس قوم سے مراد فقط تیری قوم ہے کوئی اور نہیں" (ص:۳۰)

(۱۳) سورۂ رحمٰن کی آیت نمبر (۳) میں" الانسان" کے تحت میراں صاحب نے فرمایا" مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ انسان سے مراد تیری ذات ہے۔ (ص:۳۱) اور بیان سے مراد قرآن کریم کے وہ خاص معانی ہیں جو زمانہ نبوت میں نہیں نازل کئے گئے

تھے۔(کذافی شواھد الولایۃ)

(۱۴)سورۂ واقعہ کی آیت نمبر(۱۴)میں"وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ "کے تحت میراں صاحب کا کہنا ہے"مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ"قَلِيْلٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ"میں"اَوَّلِيْنَ "سے محمد ﷺ کے اصحاب اور تابعین مراد ہیں اور"قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ "میں"اٰخِرِيْنَ "سے صرف تیری قوم مراد ہے"(ص:۳۲)

(۱۵)ایضاً" ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ "کے تحت بھی یہی ارشاد ہے

(۱۶)سورۂ جمعہ کی آیت نمبر(۳)میں"واٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ "کے تحت میراں صاحب کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ" واٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ "سے مراد فقط تیری قوم ہے اور"منهم "میں من الرسول مقدر(چھپا ہوا)ہے(اور اس رسول)سے مراد تیری(مہدی کی) ذات ہے(ص:۳۳)

(۱۷)سورۂ قیٰمہ کی آیت نمبر(۱۹)میں"ان علینا بیانہ "کے تحت میراں صاحب نے اللہ کے حکم سے فرمایا"ہمارے ذمہ ہے بیان اس کا یعنی مہدی موعود کی زبان سے اور وہ(مہدی) تیری ذات ہے،یعنی ہم نے تجھ پر لازم گردانا ہے بیان اس قرآن کا اپنی تعلیم سے"(ص:۳۵)

(۱۸)سورۂ بینہ کی آیت نمبر(۴)میں"البینة"کے تحت فرمایا"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا ہے کہ(اس آیت میں)"اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ "سے مراد تیرے زمانہ کے علماء ہیں اور "بینة"سے مراد مہدی موعود علیہ السلام ہے اور وہ تیری ذات ہے(ص:۳۸)

ملاحظات:-ذہن میں رہنا چاہئے کہ

(۱)میراں صاحب وحی آنے کو حکم ہونے سے تعبیر کرتے ہیں،کیونکہ انکے دعاوی اور مہدویوں کے عقائد کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم حاصل کرتے تھے،جبکہ اسکی کوئی گنجائش عقائد اہلِ اسلام میں نہیں ہے،اسلئے کہ وحی والہام نبی کے حق میں تو علی الاطلاق حجت ہیں،اور غیر نبی خواہ مہدی ہی کیوں نہ ہوں مطلق حجت نہیں،بلکہ ان کا معتبر ہونا کتاب وسنت کے موافق ہونیکی شرط کے ساتھ مشروط ومقید ہے،اسلئے میراں صاحب کے ان تمام آیات کے تحت جو دعوے ہیں وہ بلادلیل ہونیکی وجہ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔

(۲) مصنف رسالہ میاں سجاوندی صاحب نے تمام مقامات پر میراں صاحب کا قول نقل کرنے کے بعد یہ کہہ کر کہ ''حق وہی ہے جو امام نے فرمایا ہے'' اس قول کی کچھ تفسیری وضاحتوں اور دلالتوں کی کوشش کی ہے، لیکن ان کے مطالعہ کے بعد ایک منصف کا ضمیر پکار اٹھتا ہے کہ ان تاویلات کو اصول تفسیر کے کوئی تعلق نہیں، محض زبردستی کی کھینچ تان ہے، ضرورت پڑیگی تو انشاء اللہ ہم اس پر تفصیل سے کلام کرینگے، اسوقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ میراں صاحب نے متفق علیہ اصولوں کا خون کرتے ہوئے دعوے محض کیذ ریعہ معانیٔ قرآن میں کس کس طرح تحریف کی اور ان کے لوگوں نے اسیذباہنے کے واسطے کیسی بے جوڑ سعی کی ہے۔

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ

باسم اللہ تعالیٰ

ایک پیغام !
مہدوی بھائیوں کے نام !!

زندگی بہت محدود و مختصر ہے، موت ایک یقینی حقیقت ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ موت کے بعد فنا نہیں ہے، بلکہ مواخذہ و جوابدہی کے ایک خوفناک مرحلے سے گذرنا ہے، پھر ابدی عزت وسرخروئی یا ابدی ذلت وسرنگونی کے انجام کا سامنا بھی یقینی ہے۔

آخرت کے عقیدہ پر ایمان رکھنے والا کوئی بھی شخص آخرت کی کامیابی سے زیادہ کسی اور چیز کا خواہشمند نہیں ہوتا، ہم بھی اسی کی فکر میں ہیں اور یقیناً آپ کا مطمحِ نظر بھی یہی ہوگا۔

اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ نجات — خواہ دنیوی ہو یا اُخروی — نبی ﷺ اور صرف نبی ﷺ کے اتباع میں ہے، "کتاب وسنت" کے علاوہ کوئی علم سیدھا راستہ دکھانیوالا نہیں ہے، نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کیلئے یہی دو ہدایت نامے لائے، اسی پر امت کو چلایا، اسی کی دعوت دی اور یہی دو ہدایتیں بعد والوں کو دے کر دنیا سے پردہ فرما گئے۔

یاد رکھیئے ! اب انسانوں کی نجات صرف "کتاب وسنت" کے اتباع میں ہے، خواہ وہ انسان عام آدمی ہو، غوث وقطب ہو، یا ولی ومہدی ! حتی کہ نبی سابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو انکی نجات بھی اسی میں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ نبیٔ پاک ﷺ

کے بعد اب کسی کو قیامت تک ''اطاعت مطلقہ'' کا مقام حاصل نہیں ہوسکتا، سب کا وظیفہ وفریضہ آپ کا ''اتباع محض'' ہے، اسکے برخلاف آپ حضرات کے مہدوی مذہب میں اپنے امام کیلئے حضرت محمد ﷺ کے'' تابع تام'' کے دعوے کے باوجود —— متبوع ،مطاع مطلق، ماموز من اللہ ، مبعوث من اللہ، اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلیم حاصل کرنے والا،فرشتے کے القاکے بغیرنہ بولنے والا،اسی طرح ان کے کلام کے حجت قطعیہ ہونے ،انہیں نبی کے برابراور بعض وجوہ سے نبی سے برتر مراتب حاصل ہونے —— کے دعاوی موجود ہیں ،ان کے علاوہ اور بہت سی خلافِ کتاب وسنت باتوں سے صرف نظرکرتے ہوئے انہی چند معتقدات کوسامنے رکھ کر دیکھیں محض یہی آپ کوصراط مستقیم اور جادۂ قویم سے ہٹادینے کیلئے کافی ہیں۔

''اہل اسلام'' میں کوئی بھی عالم عہد صحابہؓ سے آج تک ان باتوں کا قائل نہیں رہا،اگر کسی شخص نے ایسی کوئی بات کہی اور اسپر مصر رہاتو امت کے سواداعظم نے اسے خارجِ ملت کردیااوراگراہل حق میں سے کسی کی زبان یاقلم سے کبھی کبھارایسی بات نکل گئی تو انکے غالب اقوال واعمال موافق کتاب وسنت ہونیکی وجہ سے ان کی ایسی باتوں کوحالت سُکرو بے خودی پرمحمول کر کے قائل کومعذوراورقول کومردودقراردیا گیا،بعض دفعہ تو قرارواقعی سزابھی دی گئی،لیکن کسی صورت بھی ان خلافِ کتاب وسنت باتوں کو صحیح تسلیم نہیں کیا گیا،مگرتعجب ہے کہ آپ حضرات نے اپنے بزرگوں کی ایسی باتوں کو بلاکدورتسلیم کرلیا بلکہ اسے مسلمان ہونے کے لئے اپنے مذہب وعقیدہ کالازمی اورواجب التسلیم رکن قرار دیدیا، جب یہ چیز اسلام کے بنیادی ومتفق علیہ عقائد کے مغائرٹھیرتی ہےتو اسی چیز نے ''مہدویت'' کو''مذہب اسلام'' سے علاحدہ کردیا ہے ،اب ظاہر ہیکہ حق وانصاف اور اللہ تعالیٰ اوراسکے رسولؐ کے ساتھ سچی وفاداری کا راستہ اسکے علاوہ اورکیا ہوسکتا کہ کتب مذہب میں موجودان خلاف کتاب وسنت اورخلافِ عقائداہل اسلام باتوں کواوران کے

قائلین کوسپرد خدا کر کے ــــ کہ وہ "علیم بذات الصدور" ہستی ان کی نیتوں اور مقاصد کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ خود کر لے گی ــــ قرآن وسنت کی روشنی میں ان باتوں کیغلط ہونے کا اقرار کر کے اور ان سے توبہ کر کے اپنے رب اور اسکے حبیب ﷺ کو راضی کرلیں۔

اسلئے آپ حضرات سے دردمندانہ اپیل ھیکہ مذہبی تعصب سے آزاد ہوکر اُخروی فلاح وبہبود کی خاطر اپنے آپ کو" کتاب وسنت" اور اسکی وہ متفق علیہ تشریح ــــ جو عہد صحابہؓ سے آج تک بتواتر ثابت ہے ــــ کو اختیار کرنے کی جرأت کرلیں، ہوسکتا ہے کہ آپ کا یہ پُرعزم وپُرحوصلہ اقدام دنیا میں کچھ تکلیف دہ ثابت ہومگر آخرت کے ناقابل تحمل تکالیف سے ضرور بچالے گا۔ان ذالک من عزم الامور

فقط

آپ کا خیر خواہِ آخرت

امام مہدی اور محمد جونپوری کا تقابل وموازنہ

بہ قلم: مولانا مفتی اسعد قاسم سنبھلی

یہ صحیح ترین روایات کی روشنی میں از اول تا آخر امام کے حیات وکارناموں کی ایک مکمل تفصیل ہے۔ اب اس روشن کسوٹی کو سامنے رکھ کر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ موصوف پر مہدی کی کتنی علامتیں منطبق ہوتی ہیں؟ اور کن کن مقامات پر ان کا حیاتی خاکہ مہدویت سے انحراف کر رہا ہے۔ ہم دونوں کی تقابلی جھلک نمبروار درج کرتے ہیں۔

(۱) امام محمد کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ جونپوری محمد بن یوسف تھے۔

(۲) امام مہدی مدینہ منورہ حجاز میں پیدا ہوں گے۔ یہ جونپور ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

(۳) امام مہدی کے ظہور سے قبل عراق وشام اور مصر کی ناکہ بندی، دریائے فرات سے سونے کے پہاڑ کا ظہور، صلیب وہلال کا اتحاد، سفیانی کا خروج، نفس زکیہ کا قتل، شام پر عیسائیوں کی یلغار، منیٰ میں حجاج کی باہمی خونریزی اور والیٔ حجاز کی وفات جیسے اہم واقعات رونما ہوں گے۔ جونپوری کے دعوے سے پہلے ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

(۴) امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لائیں گے۔ جونپوری ہندوستان سے مکہ گئے تھے۔

(۵) امام مہدی کو ڈھونڈھ کر لوگ باصرار کعبۃ اللہ میں ان کی بیعت کریں گے۔ جونپوری نے ازخود یہ دعویٰ کیا اور کسی نے ان کی بیعت نہیں کی۔

(۶) امام مہدی کا ظہور ہوتے ہی سفیانی حملہ آور ہوگا اس کا پہلا لشکر بیداء میں دھنس جائیگا جبکہ دوسرے کو امام بھاری شکست دیں گے۔ جونپوری کے دعوے کے بعد ایسی کوئی

چیز سننے میں نہیں آئی۔

(۷) شکست وخسف کی کرامت دیکھ کر شام وعراق کے علماء مہدی کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور پوری دنیا میں امام مہدی کی مہدویت کا غلغلہ بلند ہوگا۔ جونپوری کی بیعت کیلئے شام وعراق سے کوئی نہیں آیا اوران کی شخصیت کا بھی کسی کو پتہ نہیں چل سکا۔

(۸) اس تمہیدی فتح کے بعد مہدی مکہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوں گے۔ جونپوری مکہ سے سیدھے ہندوستان آئے تھے اور مدینہ منورہ وہ کبھی نہیں گئے۔

(۹) امام مہدی مدینہ سے ایک بھاری لشکر لیکر شام پر حملہ آور ہوں گے اور عیسائیوں کو بری طرح شکست دیں گے۔ جونپوری کبھی شام گئے نہ کبھی ان کی عیسائیوں سے لڑائی ہوئی۔

(۱۰) امام مہدی لبنان ویورپ کو فتح کریں گے۔ جونپوری نے زندگی بھر ان ملکوں کی صورت بھی نہیں دیکھی۔

(۱۱) امام مہدی قسطنطنیہ پر ہلالی پرچم لہرائیں گے۔ جونپوری کو اس شہر کی زیارت کی بھی توفیق نہ ملی۔

(۱۲) امام مہدی کے زمانہ میں دجال نکلے گا۔ جونپوری کے دور میں ایسا کچھ سننے میں نہیں آیا۔

(۱۳) امام مہدی کی تائید وسرپرستی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ جونپوری کی حمایت میں آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔

(۱۴) مہدی ومسیح دجال کو قتل کر کے اسرائیل کو فتح کریں گے اور یہودیوں کا بچہ بچہ قتل کردیا جائیگا۔ جونپوری کی یہودیوں سے زندگی بھر کوئی جھڑپ نہیں ہوئی۔

(۱۵) امام مہدی پوری دنیا کو فتح کر کے اسلامی حکومت قائم کریں گے۔ جونپوری سے کوئی ایک ملک بھی فتح نہ ہوا اور وہ کہیں بھی اسلامی حکومت قائم نہ کرسکے۔

(۱۶) امام مہدی ایک مقبول وہردلعزیز شخصیت ہوں گے اور چہار دانگِ عالم میں

ان کا سکہ چلے گا۔ جونپوری ایسی شخصیت تھے جنہیں ہر جگہ سے نکالا گیا اور چاروں مسلکوں کے علماءِ حرمین شریفین نے کافر و مرتد قرار دے کر ان لوگوں کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا۔

غور وفکر کی دعوت

یہ امام مہدی اور جونپوری کی ایک تقابلی جھلک اور ۱۶؍ مابہ الامتیاز سانحاتی کڑیاں ہیں ان کے پیش نظر ہر عقل مند انسان یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ دونوں کی شخصیت میں کوئی جوڑ ہی نہیں ہے اور مہدی و جونپوری کے درمیان بڑا بھاری فرق موجود ہے، مہدویوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے کہ وہ کس مجذوب کا دامن پکڑ رہے ہیں خالی محمد نام ہونے سے تو کام نہیں چلے گا، اس کے لئے بہر حال تمام شرائط درکار ہیں ورنہ محمد نامی لوگ تو ہر زمانہ میں امت میں بیشمار رہے ہیں تو کیا محض نام کی مماثلت سے ان سب کو مہدی قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر زیادہ نہیں شمہ برابر بھی عقل ہے تو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ قلبی واردات کے مریض تھے۔ القاءِ شیطانی کو الہامِ ربانی سمجھ کر راہِ راست سے بھٹک گئے۔

سید محمد جونپوری کو گذرے ہوئے تقریباً چھ سو سال ہو چکے ہیں اس پورے عرصہ میں ان کے ماننے والے کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے ہیں اور وہ کبھی ہندوستان سے ناپید نہیں ہوئے، چنانچہ آج بھی حیدر آباد میں انکی باقاعدہ ایک انجمن قائم ہے اور اس صدی کی ساتویں دہائی میں مرحوم عامر عثمانی سے اس کی قلمی نوک جھونک رہی ہے جبکہ انہیں کی ایک شاخ کراچی میں ذکری کے نام سے معروف ہے اس نے پاکستان میں مناسک حج ادا کر کے فتنہ پروری کا نیا رکارڈ بنایا ہے۔ (امام مہدی شخصیت وحقیقت ص:۵۳تا۵۶)

میراں سید محمد جونپوری کے دعوئ مہدیت کے بارے میں ان کے ایک ہم عصر بزرگ کی محتاط تحقیق، جس سے زیادہ احتیاط کے ساتھ کوئی تبصرہ مشکل ہے۔

منقول ہے کہ سید محمد مہدی جونپوری جو کہ خود کو امام محمد مہدئ معہود (موعود) کہلواتے تھے، اور آج کل ان کی قوم جو کہ ان کے (دعوائے) مہدیت کو قبول کی ہوئی ہے جگہ جگہ موجود ہے، نے بیرونِ شہر (بیدر) ایک مسجد میں پڑاؤ ڈالا اور حضرت قطبی بندگی مخدوم شیخ محمد قادری (عرف ملتانی پاشاہ) قدس سرہٗ سے ملاقات کی آرزو ظاہر کرتے ہوئے اپنے نمائندہ کو روانہ کیا، حضرت والا نے ملاقات تو نہیں فرمائی، البتہ اپنے چاروں فرزندوں[۱] کو پابند فرمایا کہ وہ خود ان کے پاس جا کر ملیں اور کہہ دیں کہ میری ان سے بالمشافہ ملاقات مقدر نہیں ہے۔ چنانچہ یہ سب فرزندان ان کی حسبِ ہدایت ان (سید محمد جونپوری) سے ملنے کے لیے پہونچے، انہوں نے غایتِ تعظیم وتکریم کے ساتھ ان فرزندوں کا استقبال کیا، گفت وشنید ہوئی، یہ حضرات چونکہ اپنے والد بزرگوار کے تربیت یافتہ تھے، اس لیے وہ (سید محمد جونپوری) جو بھی پوچھتے تو بہت عمدگی کے ساتھ جواب دیتے تھے، اور جو بھی رموز واسرار پیش کرتے یہ لوگ فوراً اس کی حقیقت واضح کر دیتے۔ اس کے بعد انہوں (سید محمد جونپوری) نے ان لوگوں کی بہت تعریف وتحسین کی اور ان کے والدِ بزرگ کی ولایت کی گواہی دی۔

ان صاحبزادگان میں سے مخدوم شیخ بدرالدینؒ فرماتے تھے کہ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ بزرگ اپنے آپ کو مہدی کہلواتے ہیں تو کیا واقعی یہی مہدئ موعود ہیں؟ یہ بات سن کر حضرت والد صاحبؒ نے کچھ دیر تک غور وفکر فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: مقاماتِ ولایت میں جس طرح غوثیت وقطبیت کے مقامات ہوتے ہیں، اسی طرح ان میں ایک مقام ''مہدیت'' کا بھی ہوتا ہے، ان بزرگ کو وہی مقامِ ولایت حاصل ہے، جب کبھی وہ اس مقام پر ہوتے ہیں سُکریت وبے خودی کے عالم میں خود کو مہدی کہہ ڈالتے ہیں، جہاں تک (احادیثِ شریفہ میں مذکور) مہدئ موعود کا تعلق ہے تو وہ یہ نہیں ہیں۔

معدن الجواہر۔ فارسی، تصنیف شاہ محمد عبدالقادر، مطبوعہ گلزار دکن ۱۳۰۴ھ ص: ۹۷

(ملفوظات: قطبِ دکن مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہٗ)